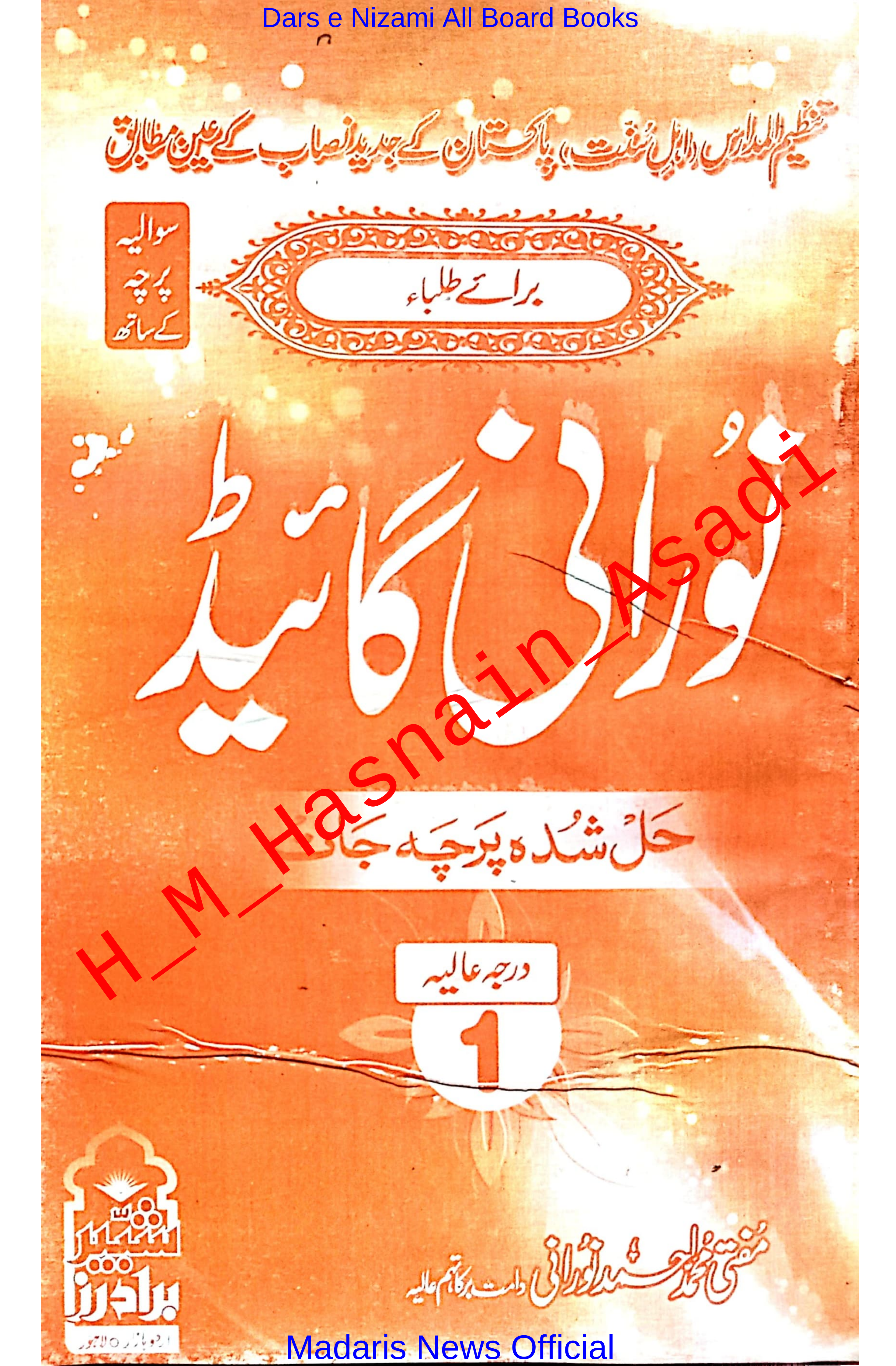

تنظیم المدارس اہلِ سنت، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق
برائے طلباء
سوالیہ پرچہ کے ساتھ
نورانی گائیڈ
حل شدہ پرچہ جات
درجہ عالیہ
1
مفتی محمد احمد نورانی دامت برکاتہم عالیہ
شبیر برادرز
اردو بازار لاہور
H_M_Hasnain_Asadi

الاختبار السنوی للشهادة العالية (بی اے)

"السنة الأولٰى" للطلاب السنة ۱۴۴۲ھ/2021ء

الورقة الاولٰى: التفسير واصوله

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوالات حل کریں۔

سوال نمبرا: (حٰمٓ عٓسٓقٓ) الله اعلم بمراده به (كذٰلك) ای مثل ذٰلك الايحاء (يوحى اليك و) اوحى (الى الذين من قبلك الله) فاعل الايحاء (العزيز) فی ملكه (الحكيم) فی صنعه

(الف) ترجمہ کریں نیز "بمراده به" میں دونوں ضمیروں کا مرجع بیان کریں؟ (۱۵=۵+۵+۵)

(ب) "يُوْحِىْٓ اِلَيْكَ" کے بعد "اَوْحٰى" نکالنے کی غرض کیا ہے؟ نیز "فی ملكه وفی صنعه" کی کیا اغراض ہیں؟ (۹)

(ج) منکرین رسالت کے رد پر کوئی سی دو آیات قرآنی بیان کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر۲: (ويعلم) بالرفع مستانف وبالنصب معطوف علی تعليل مقدر ای يغرقهم لينتقم منهم ويعلم (اَلَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ) مهرب من العذاب وجملة النفی سدت مسد مفعولی يعلم او النفی معلق عن العمل۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ (۱۰=۵+۵)

(ب) بالرفع وبالنصب کی وضاحت کریں؟ (۱۰=۵+۵)

(ج) "جملة النفی سدت مفعولی يعلم" کی وضاحت کریں؟ (۸)

(د) علماء متقدمین ومتاخرین کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد لکھیں؟ (۵)

سوال نمبر۳: (فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ) ای بعد اضلاله اياه ای لايهتدی (اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ) تتعظون فيه ادغام احدی التائين فی الذال۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ (۱۰=۵+۵)

(ب) "فيه ادغام احدی التائين فی الذال" کی وضاحت کریں؟ (۱۳)

(ج) "اسباب صعوبة فهم المراد من الكلام" کوئی سے پانچ اسباب لکھیں؟ (۱۰)

سوال نمبر۴: (قل) لھم (اتعلمون الله بدینکم) مضعف علم بمعنی شعر ای اتشعرونه بما انتم علیه فی قولکم اٰمنا والله یعلم مافی السمٰوٰت ومافی الارض والله بکل شئی علیم ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ (۱۰=۵+۵)

(ب) مفسر کی بیان کردہ عبارت کی وضاحت کریں؟ (۱۳)

(ج) متقدمین کے نزدیک "نزلت فی کذا" کا معنی بیان کریں؟ (۱۰)

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2021ء

پہلا پرچہ: تفسیر واصول تفسیر

سوال نمبر۱: (حم ۔ عسق) الله اعلم بمراده به (کذٰلك) ای مثل ذٰلك الایحاء (یوحی الیك و) اوحی (الی الذین من قبلك الله) فاعل الایحاء (العزیز) فی ملکه (الحکیم) فی صنعه ۔

(الف) ترجمہ کریں، نیز "بمراده به" میں دونوں ضمیروں کا مرجع بیان کریں؟

(ب) "یُوْحِیْ اِلَیْكَ وَ" کے بعد "اَوْحٰی" نکالنے کی غرض کیا ہے؟ نیز "فی ملکه وفی صنعه" کی کیا اغراض ہیں؟

(ج) منکرین رسالت کے رد پر کوئی سی دو آیات قرآنی بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

حٰمٓ، عٓسٓقٓ: اس سے اپنی مراد کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے، اسی طرح یعنی اس وحی بھیجنے کی مثل، اللہ تعالیٰ جو زبردست اپنے ملک میں حکمت والا ہے، اپنی صنعت میں تیری اور تجھ سے اگلوں کی طرف وحی بھیجتا رہا ہے۔

بمراده به میں دونوں ضمیروں کا مرجع:

لفظ "بمراده" کی ضمیر کا مرجع ذات باری تعالیٰ ہے، اور "به" کی ضمیر کا مرجع دونوں حروف مقطعات ہیں اور دونوں کو بمنزل واحد کے قرار دے کر اس کی طرف ضمیر واحد لوٹائی گئی ہے۔

(ب) "یُوْحِیْ اِلَیْكَ وَ" کے بعد "اَوْحٰی" نکالنے کی وجہ:

مفسر نے "یُوْحِیْ اِلَیْكَ و" کے بعد "اَوْحٰی" نکال کر بتا دیا کہ مضارع فعل ماضی کے معنیٰ کے

ساتھ ہے یعنی نزول وحی کا سلسلہ پہلے انبیاء کی طرف بذریعہ فرشتہ جاری رہا ہے اب آپ کی طرف بھی اس کا نزول یقینی ہے اور جاری رہے گا۔

"فی ملکه وفی صنعه" کی اغراض:

اس عبارت میں لفظ "ملکه" سے مراد زمین ہے اور "صنع" سے مراد مخلوق ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال سے زمین کو پیدا کیا اور پھر کمال فضل سے اس میں مخلوق پیدا کی اور اس کے ذریعے اسے آباد و شاد کیا۔

(ج) منکرین رسالت کے ردّ میں دو آیات مبارکہ:

۱۔ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ تم اللہ اور رسول کی اطاعت کرو۔

۲۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ج جو رسول محترم کی اطاعت کرتا ہے، درحقیقت اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

سوال نمبر۲: (وَيَعْلَمَ) بِالرَّفْعِ مُسْتَاْنِفٌ وَبِالنَّصْبِ مَعْطُوْفٌ عَلٰى تَعْلِيْلٍ مُّقَدَّرٍ اَىْ يُغْرِقُهُمْ لِيَنْتَقِمَ مِنْهُمْ وَيَعْلَمَ (اَلَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ) مُهَرَّبٌ مِّنَ الْعَذَابِ وَجُمْلَةُ النَّفْيِ سَدَّتْ مَسَدَّ مَفْعُوْلَىْ يَعْلَمُ وَالنَّفْيُ مُعَلِّقٌ عَنِ الْعَمَلِ ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) بالرفع وبالنصب کی وضاحت کریں؟

(ج) "جملة النفی سدت مفعولی یعلم" کی وضاحت کریں؟

(د) علماء متقدمین و متاخرین کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد لکھیں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

یہاں پر لفظ "یَعْلَمَ" حالت رفع میں ہے جملہ مستأنفہ ہے اور تعلیل مقدر کے سبب منصوب ہے یعنی وہ ان کو غرق کرے گا تا کہ وہ ان سے انتقام لے۔ اور تا کہ وہ لوگ جو ہماری آیات میں جھگڑتے ہیں، جان لیں کہ ان کے لیے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں۔ اور جملہ نفی دو مفاعیل کے قائم مقام ہے اور نفی عمل سے متعلق ہے۔

(ب) "بالرفع وبالنصب" کی وضاحت:

مفسر یہاں سے "یعلم" میں دو ترکیبی احتمال بیان کر رہے ہیں: (۱) حالت رفع میں یہ جملہ مستانفہ ہے۔ (۲) منصوب کی صورت میں اس کا علت مقدر پر عطف مقدر ہوگا، اصل عبارت یوں تھی: لیغرقهم

ینتقم منهم ویعلم یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات کے حوالے سے جھگڑتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔

(ج)"جملة النفی سدت مفعولی یعلم" کی وضاحت:

اس کا مطلب یہ ہے کہ جملہ کی نفی دو مفاعیل اور نفی عمل سے متعلق ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی آیات میں جھگڑا کرنے والے منکرین کو اس دنیا میں بھی ایسا حادثہ پیش آ سکتا ہے کہ کوئی جائے پناہ کہیں نہ مل سکے جیسے مثلاً سمندری سفر میں۔ آخر میں تو یہ لوگ مزید بے بس اور لاچار ہوں گے۔

(د) علماء ومتقدمین اور متأخرین کے ہاں منسوخ آیات کی تعداد:

متقدمین مفسرین کے مطابق منسوخ آیات کی تعداد پانچ سو ہے۔ بلکہ اس سے بھی زائد ہے۔ متأخرین کے ہاں منسوخ آیات کی تعداد بیس ہے، یا اس سے بھی کم ہے۔

سوال نمبر ۳: (فمن یهدیه من بعد اللّٰه) ای بعد اضلاله ایاه ای لایهتدی (افلا تذکرون) تتعظون فيه ادغام احدى التائين فی الذال ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) "فيه ادغام احدى التائين فی الذال" کی وضاحت کریں؟

(ج) "اسباب صعوبة فهم المراد من الكلام" کوئی سے پانچ اسباب لکھیں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

پھر اسے اللہ کے بعد کون ہدایت کر سکتا ہے، یعنی اس کے گمراہ ہو جانے کے بعد وہ کیسے ہدایت پائے گا؟ پس کیا تم نصیحت قبول نہیں کرتے۔ "تتعظون" میں ایک تاء کا ذال میں ادغام ہے۔

(ب) "فيه ادغام احدى التائين فی الذال" کی وضاحت:

یہاں یہ مشہور قانون صرفی استعمال ہوا ہے، جس کی وجہ سے تاء کو ذال کر کے ذال میں ادغام کیا گیا ہے۔ وہ قانون صرفی یہ ہے: ہر دال، ذال، زاء جیکر ہک اونہاں تھیں واقع ہوئے مقابلہ فاء کلمہ دے وچہ باب افتعال دے، تاء افتعال دی نوں دال کریندے ہین وجوباً، جیکر دال واقعہ ہوئے ادغام کریندے ہین وجوباً، جیکر ذال واقع ہووے ادغام اتے اظہار ہر دو جائز ہین، ادغام نال اس طور دے جیکر دال نو ذال کرنا اتے ذال نو دال کرنا جائز ہووے۔

(ج) "اسباب صعوبة فهم المراد من الكلام" سے پانچ اسباب:

کلام کو سمجھنے پیش آنے والی دشواریوں کے کل اسباب تیرہ (۱۳) ہیں، جن میں سے پانچ درج ذیل

ہیں:

۱- کلام میں غریب لفظ کا استعمال ہونا۔

۲- حکم کے ناسخ و منسوخ کا علم نہ ہونا۔

۳- سبب نزول سے عدم واقفیت۔

۴- مضاف یا موصوف میں سے کسی ایک کا حذف ہونا۔

۵- جمع اور مفرد کا ایک دوسرے کی جگہ میں استعمال ہونا۔

سوال نمبر۴: (قُلْ) لَّهُمْ (اَتُعَلِّمُوْنَ اللهَ بِدِيْنِكُمْ) مُضَعَّفُ عَلْمٍ بِمَعْنٰى شَعْرٍ اَىْ اَتُشْعِرُوْنَهٗ بِمَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ فِىْ قَوْلِكُمْ اٰمَنَّا وَاللهُ يَعْلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَاللهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) مفسر کی بیان کردہ عبارت کی وضاحت کریں؟

(ج) متقدمین کے نزدیک "نزلت فی کذا" کا معنی بیان کریں؟

(الف) اعراب اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

(اے محبوب!) آپ فرما دیں! کیا تم اللہ تعالیٰ کو اپنے دین قبول کرنے کی خبر دیتے ہو؟ علم بالتضعیف معنی میں شعر یعنی کیا تم اللہ کو باخبر کرتے ہو اس چیز سے جس زبانی قول "آمنّا" پر تم ہو۔ اللہ کو حقیقت حال کی کوئی خبر نہیں ہے۔ تم لوگوں کی خبر سے ہی معلوم ہوگا؟ حالانکہ اللہ کو تو آسمان اور زمین کی سب چیزوں کی پوری خبر ہے اور اللہ تعالیٰ سب چیزوں کو جانتا ہے۔

(ب) مفسر کی عبارت کی وضاحت:

اس عبارت میں تکبر و غرور کی وجہ سے اپنی دینداری کو جتلانے کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ ہم اسلام لائے اور ان کا اسلام لانا چڑھتے سورج کو سلام کرنے کے مترادف تھا۔ وہ اسلام لا کر اپنے جان و مال کی حفاظت اور اموال غنائم سے اپنا حصہ طلب کرنا چاہتے تھے' اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں فرمایا: جیسا تم اسلام لا رہے ہو' اللہ تعالیٰ کو اس کا ٹھیک علم ہے' اور جن اغراض کے تحت ایمان لا رہے ہو' وہ بھی معلوم ہیں۔

(ج) متقدمین کے نزدیک "نزلت فی کذا" کا مفہوم:

کلام صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم کے استقرار سے جس قدر ثابت ہوتا ہے' وہ یہ ہے کہ ان کا یہ کہنا

"نزلت في كذا" (یہ آیت فلاں پارہ میں نازل ہوئی ہے) کسی ایسے قصہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہوتا، جو زمانہ نبوی میں یا اس کے بعد ہوا ہو، ذکر کر کے "نزلت في كذا" کہہ دیا کرتے ہیں۔ ایسے موقع پر تمام قیود کے ساتھ منطبق ہونا کچھ ضروری نہیں ہے، ہاں اصل حکم میں انطباق چاہیے اور بس، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں کوئی سوال کیا، یا آپ کے زمانہ مبارک میں کوئی حادثہ واقع ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم کسی ایک سے استنباط فرمایا اور اس آیت کو اس موقع پر تلاوت کیا ہو، تو ایسے واقعات کو بھی بیان کرتے ہوئے وہ کہہ دیا کرتے ہیں: "نزلت في كذا"

☆☆☆

الاختبار السنوی للشهادة العالية (بی اے)

"السنة الأولىٰ" للطلاب السنة ۱۴۴۲ھ/2021ء

الورقة الثانية: الحديث و اصوله

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: سوال نمبر 1 اور 5 لازمی ہے باقی میں سے کوئی سے دو سوال حل کریں۔

حصہ اوّل: حدیث

سوال نمبر 1: قال ثم انطلق فلبثت مليا ثم قال لی یا عمر أتدری من السائل قلت الله ورسوله اعلم قال فانه جبرائیل اتاکم يعلمكم دينكم۔

(الف) عبارت بالا پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ (۱۰)

(ب) حدیث جبرائیل اردو میں مکمل تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: عن عبدالله ابن مسعود رضی الله عنه قال قال رجل یا رسول الله ای الذنب اکبر عند الله قال۔

(الف) ترجمہ کریں اور بتائیں سائل کو اللہ کے رسول نے کیا کیا گناہ کبیرہ گنوائے ہیں؟ (۵+۱۰=۱۵)

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اجتنبوا السبع الموبقات قالوا یا رسول الله صلى الله عليه وسلم ماهن قال۔

(ب) عبارت بالا پر اعراب لگائیں اور السبع الموبقات میں سے پانچ تحریر کریں؟ (۵+۱۰=۱۵)

سوال نمبر 3: حتى اذا لم يبق عالما اتخذ الناس رؤسا جهالا فسئلوا فافتوا بغير علم فضلوا واضلوا۔

(الف) ترجمہ کریں اور حدیث مذکور مکمل کریں نیز عبداللہ ابن مسعود ہر روز وعظ کیوں نہیں فرماتے تھے؟ وجہ لکھیں؟ (۱۵)

(ب) علم، طالب علم اور عالم کے حوالے سے کتاب مشکوۃ المصابیح سے ایک ایک حدیث عربی یا اردو میں نقل کریں؟ (۵+۵+۵=۱۵)

سوال نمبر 4: اذا اشتكى منا انسان مسحه بيمينه ثم قال اذهب الباس رب الناس واشف انت الشافى لاشفاء الاشفاء ك شفاء لايغادر سقما ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور عیادت مریض کا مسنون طریقہ لکھیں؟ (۲۰)

(ب) "امرنا النبى صلى الله عليه وسلم بسبع ونهانا عن سبع"

سات اوامر اور سات منہیات میں سے کوئی سی پانچ پانچ احاطہ تحریر میں لائیں؟ (۱۰)

حصہ دوم: اصول حدیث

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کوئی سے دو اجزا حل کریں۔

(الف) حدیث مرفوع، موقوف اور مقطوع کی تعریفات لکھیں؟ (۱۰)

(ب) خبر و حدیث میں تعریف کے ذریعے فرق لکھیں؟ (۱۰)

(ج) حدیث صحیح، حسن اور ضعیف کی تعریفات لکھیں؟ (۱۰)

(د) عزیز، مشہور اور متواتر کی تعریفات لکھیں؟ (۱۰)

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2021ء

دوسرا پرچہ: حدیث و اصول حدیث

حصہ اوّل: حدیث

سوال نمبر 1: قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ لِي يَا عُمَرُ أَتَدْرِي مَنِ السَّائِلُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهُ جِبْرَائِيْلُ اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ ۔

(الف) عبارت بالا پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) حدیث جبرائیل اردو میں مکمل تحریر کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور اس کا ترجمہ:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

پھر سائل روانہ ہو گیا، میں کچھ دیر ٹھہرا رہا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے عمر! کیا تم سائل کو جانتے ہو؟ میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، آپ نے فرمایا: وہ جبرائیل تھے جو

تمہارے پاس تمہارا دین سکھانے کے لیے آئے تھے۔

(ب) حدیث جبرائیل مکمل اردو میں:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ایک دن ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے' ایک ایسا شخص ہمارے سامنے آیا' جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال خوب سیاہ تھے' اس پر آثار سفر معلوم نہیں ہوتے تھے' ہم میں سے کوئی آدمی اسے جانتا نہیں تھا' حتیٰ کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا' اس نے اپنے گھٹنے آپ کے گھٹنوں سے ملا دیے اور اپنے ہاتھ اپنے زانو پر رکھ لیے' پھر اس نے عرض کیا: اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم)! آپ مجھے اسلام کے بارے میں بتائیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں' اور تم نماز قائم کرو' زکوٰۃ ادا کرو' رمضان کے روزے رکھو' بیت اللہ کا حج کرو اگر وہاں پہنچ سکو' اس نے عرض کیا: آپ نے سچ فرمایا ہے۔ ہم کو اس بات پر تعجب ہوا کہ وہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتا ہے' اور خود ہی تصدیق بھی کرتا ہے' اس نے پھر عرض کیا: آپ مجھے ایمان کے بارے میں بتائیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: تم اللہ تعالیٰ' اس کے فرشتوں' اس کی کتابوں' اس کے رسولوں اور آخری دن (قیامت) کو مانو' اس نے عرض کیا: آپ نے درست فرمایا ہے۔ اس نے پھر عرض کیا: آپ مجھے احسان کے بارے میں بتائیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: تم اس طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو' اگر ایسا نہ ہو سکے تو تم یہ خیال کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اس نے پھر عرض کیا: قیامت کب قائم ہوگی؟ آپ نے جواب میں فرمایا: تم جس سے پوچھ رہے ہو' وہ قیامت کے بارے میں سائل سے زیادہ خبردار نہیں ہے۔ اس نے عرض کیا: آپ قیامت کی نشانیاں بتائیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: لونڈی اپنے مالک کو جنم دے گی' ننگے پاؤں' ننگے جسم والے فقیروں' بکریوں کے چرواہوں کو محلات پر فخر کرتے ہوئے دیکھو گے۔

راوی کا بیان ہے: پھر سائل واپس چلا گیا' کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے عمر! جانتے ہو کہ یہ سائل کون ہے؟ میں نے جواب میں عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور رسول بہتر جانتے ہیں' آپ نے جواب میں فرمایا: یہ (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) تھے' جو تمہیں تمہارا دین سکھانے کے لیے آئے تھے۔ (مسلم) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تھوڑے اختلاف سے یہ روایت بیان کی ہے: جب تم ننگے پاؤں ننگے جسم والے' بہروں اور گونگوں کو زمین کا بادشاہ دیکھو' قیامت ان پانچ چیزوں میں سے ہے' جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی: قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے' پھر وہ بارش کب برساتا ہے۔ (مسلم و بخاری)

سوال نمبر 2: عن عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رجل یا رسول اللہ ای الذنب اکبر عند اللہ قال۔

(الف) ترجمہ کریں اور بتائیں سائل کو اللہ کے رسول نے کیا کیا گناہ کبیرہ گنوائے؟

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ مَا ھُنَّ قَالَ۔

(ب) عبارت بالا پر اعراب لگائیں اور السبع الموبقات میں سے پانچ تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث اور گنوائے گئے گناہ کبیرہ:

ترجمہ حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ایک آدمی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا:

بڑے گناہ جو زبان نبوت سے بیان کیے گئے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین کبیرہ گناہ گنوائے جو درج ذیل ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔ (۲) اولاد کو اس ارادہ سے قتل کرنا کہ وہ اس کے ساتھ کھانا کھائے گی۔ (۳) پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا۔

(ب) حدیث پر اعراب اور "اَلسَّبْعَ الْمُوْبِقَاتُ" میں سے پانچ:

نوٹ: حدیث پر اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور پانچ ہلاک کن اشیاء درج ذیل ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا۔ (۲) کسی کو ناحق قتل کرنا۔ (۳) سود کھانا۔ (۴) یتیم کا مال کھانا۔ (۵) جہاد کے دن پیٹھ پھیرنا۔

سوال نمبر 3: حتی اذالم یبق عالما اتخذ الناس رؤسا جہالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا۔

(الف) ترجمہ کریں اور حدیث مذکور مکمل کریں نیز عبداللہ ابن مسعود ہر روز وعظ کیوں نہیں فرماتے تھے؟ وجہ لکھیں؟

(ب) علم، طالب علم اور عالم کے حوالے سے کتاب مشکوٰۃ المصابیح سے ایک ایک حدیث عربی یا اردو میں نقل کریں؟

جواب: (الف) حدیث کا مکمل ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ علم کھینچ کر نہیں اٹھائے گا کہ وہ اسے بندوں سے کھینچ لے گا، بلکہ علماء کی وفات کے ذریعے علم کو اٹھائے گا، حتیٰ کہ جب کوئی عالم نہ رہے گا، تو لوگ جاہلوں کو اپنے پیشوا بنا لیں گے، وہ بغیر علم کے فتویٰ جاری

کریں گے وہ خود گمراہ ہوں گے اور (دوسروں کو) گمراہ کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہر روز وعظ نہ کرنے کی وجہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وعظ و تبلیغ کے لیے صرف جمعرات کا دن مقرر کیا ہوا تھا' اس دن کی تخصیص جمعۃ المبارک کا پڑوسی ہونا اور اس سے متصل ہونا ہے۔ آپ روزانہ وعظ اس لیے نہیں کرتے تھے کہ لوگ اکتا جائیں گے اور ذوق میں کمی آئے گی۔ اس بات کو بھی ملحوظ خاطر رکھا جائے کہ خطاب نہایت مختصر' بامقصد اور جامع ہونا چاہیے۔

(ب) علم' طالب علم اور عالم کے حوالے سے ایک ایک حدیث:

۱- علم کی فضیلت: اِنَّ اللّٰہَ لَا یَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعًا یَنْتَزِعُهٗ مِنَ الْعِبَادِ یعنی بے شک اللہ تعالیٰ علم کو کھینچ کر نہیں اٹھائے گا کہ اسے بندوں سے کھینچ لے' بلکہ علم کو علماء کی وفات کے ذریعے اٹھائے گا۔

۲- طالب علم کی فضیلت: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِهٖ خَیْرًا یُّفَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ یعنی اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے' اسے دین کی سوجھ بوجھ (علم) عطا کرتا ہے۔

۳- عالم کی فضیلت: جب آدمی مر جاتا ہے' تو اس کے اعمال ختم ہو جاتے ہیں' سوا تین اعمال کے: (۱) صدقہ جاریہ' (۲) علم نافع' (۳) وہ لڑکا جو اس کے لیے دعا کرے گا۔

سوال نمبر 4: اِذَا اشْتَکٰی مِنَّا اِنْسَانٌ مَسَحَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ثُمَّ قَالَ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور عیادت مریض کا مسنون طریقہ لکھیں؟

(ب) "امرنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم بسبع ونهانا عن سبع"

سات اوامر اور سات منہیات میں سے کوئی سی پانچ پانچ احاطہ تحریر میں لائیں؟

جواب: (الف) حدیث پر اعراب' ترجمہ حدیث اور عیادت کرنے کا مسنون طریقہ:

نوٹ: اعراب اوپر حدیث پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے:) جب ہم میں سے کوئی آدمی بیمار ہوتا' تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر اپنا دست اقدس پھیرتے اور یوں فرماتے: اے لوگوں کے پروردگار! تو بیماری دور کر دے' تو اسے شفاء عطا کر' تو شافی ہے' شفاء صرف تیرے پاس ہے' اور تو ایسی شفاء عطا کر جو بیماری نہ چھوڑے۔

عیادت کا مسنون طریقہ:

بیمار سے عیادت کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ خود چل کر مریض کے پاس جانا چاہیے' اسے تسلی و تشفی

دینے کے علاوہ اس پر ہاتھ پھیر کر دفاع مرض کے حوالے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے' پھر زیادہ دیر وہاں بیٹھے بغیر واپس آ جائے۔

(ب) پانچ اوامر اور پانچ منہیات:

پانچ اوامر امور درج ذیل ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا' (۲) جادو کرنا' (۳) کسی کو ناحق قتل کرنا' (۴) سود کھانا' (۵) یتیم کا مال کھانا۔

پانچ منہیات درج ذیل ہیں:

(۱) زنا کرنا' (۲) چوری کرنا' (۳) شراب نوشی کرنا' (۴) ڈاکہ زنی کرنا' (۵) خیانت کرنا۔

حصہ دوم: اصول حدیث

سوال نمبر 5: درج ذیل اجزاء حل کریں۔

(الف) حدیث مرفوع' موقوف اور مقطوع تعریفات لکھیں؟

(ب) خبر وحدیث میں تعریف کے ذریعے فرق لکھیں؟

(ج) حدیث صحیح' حسن اور ضعیف کی تعریفات لکھیں؟

(د) عزیز' مشہور اور متواتر کی تعریفات لکھیں؟

جواب: (الف) حدیث مرفوع' موقوف اور مقطوع کی تعریفات:

۱- حدیث مرفوع: وہ حدیث ہے' جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال' افعال اور تقریرات کا بیان ہو۔

۲- حدیث موقوف: وہ حدیث ہے' جس میں صحابہ کرام کے اقوال' افعال اور تقریرات کا بیان ہو۔

۳- حدیث مقطوع: وہ حدیث ہے' جس میں تابعین کے اقوال' افعال اور تقریرات کا بیان ہو۔

(ب) خبر وحدیث میں تعریف کے اعتبار سے فرق:

۱- خبر: خبر کا لغوی معنیٰ خبر دینا ہے' اور اس کی جمع اخبار آتی ہے۔ اس کی اصطلاحی تعریف میں تین اقوال ہیں:

۱- خبر' حدیث کے مترادف ہے' یعنی دونوں کا اصطلاحی معنیٰ ایک ہی ہے۔

۲- حدیث کا غیر ہے' لہٰذا حدیث وہ ہے' جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول' اور خبر وہ ہے' جو آپ کے غیر سے منقول ہو۔

۳-خبر، حدیث سے عام ہے، یعنی حدیث وہ ہے، جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو، اور خبر وہ ہے جو آپ سے یا آپ کے غیر سے منقول ہو، دونوں پر خبر کا اطلاق ہوتا ہے۔

(ج) حدیث صحیح، حسن اور ضعیف کی تعریفات:

۱-حدیث صحیح: وہ حدیث ہے، جسے عادل ضابط، اپنے مثل راوی سے نقل کرے اور سند کے آخر تک اسی طرح ہو اور اس کی سند متصل ہو، نیز اس میں کوئی شاذ بھی نہ ہو اور علت بھی نہ ہو۔

۲-حدیث حسن: وہ حدیث ہے، جس کے راوی میں ضبط کم ہو (حسن کی تمام تعریف میں سے یہ تعریف سب سے بہتر ہے)

۳-حدیث ضعیف: وہ ہے جس میں حدیث حسن کی صفات جمع نہ ہوں، کیونکہ اس میں شرائط حسن میں سے کوئی شرط مفقود ہوتی ہے۔

(د) عزیز، مشہور اور متواتر کی تعریفات:

۱-حدیث عزیز: جس حدیث کے دو راوی ہوں، پھر سلسلہ سند کے ہر راوی سے کم از کم دو شخص روایت کرتے ہوں۔

۲-حدیث مشہور: وہ ہے جو دو سے زیادہ طرق سے مروی ہو اور یہ زیادتی حد تواتر سے کم ہو۔

۳- حدیث متواتر: جو حدیث ہر دور میں اتنے کثیر طرق سے مروی ہو کہ ان روایات کا توافق علی الکذب عادۃً محال ہو۔

☆☆☆

الاختبار السنوی للشهادة العالية (بی اے)

"السنة الأولى" للطلاب السنة ۱۴۴۲ھ/2021ء

الورقة الثالثة: اصول الفقه

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: صرف تین سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: واما شرطه فان لایکون الاصل مخصوصا بحكمه بنص آخر۔

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں اور مذکورہ شرط کی مثال کے ساتھ تشریح کریں؟ (۷+۷=۱۴)

(ب) قیاس کی شرائط مع مثال بالتفصیل لکھیں؟ (۱۰)

(ج) قیاس کا لغوی واصطلاحی معنیٰ لکھیں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: ثم المستحسن بالقياس الخفي يصح تعديته بخلاف المستحسن بالاثر او الاجماع او الضرورة كالسلم والاستصناع

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ (۱۰=۵+۵)

(ب) مذکورہ قاعدہ کی تشریح امثلہ کے ساتھ کریں؟ (۱۳)

(ج) ثم الاستحسان ليس من باب خصوص العلل لان المصنف لم يجعل علة فی مقابلة النص۔

مذکورہ عبارت کا ترجمہ کرکے وضاحت کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 3: العلل نوعان طردية ومؤثرة وعلى كل واحد من القسمين ضروب من الدفع۔

(الف) علت طردیہ اور مؤثرہ میں سے ہر ایک کی تعریف کریں؟ (۱۰=۵+۵)

(ب) علل طردیہ کے دفع کے کل کتنے طریقے ہیں؟ تمام طریقوں کے صرف نام لکھیں۔ (۸)

(ج) ممانعت کی اقسام اربعہ کی وضاحت کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 4: فصل فی الترجیح واذا قامت المعارضة كان السبيل فيه الترجيح۔

(الف) ترجیح کی تعریف کریں نیز یہ بتائیں کہ اگر دلائل میں تعارض واقع ہو جائے تو ترجیح کس طرح ہوگی؟

صرف دو طریقوں کی امثلہ سے وضاحت کریں؟ (۱۵=۵+۵+۵)

(ب) اما الاحکام فانواع اربعة...... وحقوق الله تعالٰی ثمانية انواع .

احکام اربعہ اور حقوق ثمانیہ کے صرف نام لکھیں؟ (۱۲)

(ج) سبب، علت، علامت میں سے ہر ایک کی تعریف لکھیں؟ (۶)

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2021ء

تیسرا پرچہ: اصول فقہ

سوال نمبر 1: وَاَمَّا شُرُطُهُ فَاَنْ لَّايَكُوْنَ الْاَصْلُ مَخْصُوْصًا بِحُكْمِهٖ بِنَصٍّ آخَرَ .

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں اور مذکورہ شرط کی مثال کے ساتھ تشریح کریں؟

(ب) قیاس کی شرط رابع مع مثال بالتفصیل لکھیں؟

(ج) قیاس کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ لکھیں؟

جواب: (الف) اعراب، ترجمہ عبارت اور مذکور شرط کی مثال سے وضاحت:

نوٹ: اوپر عبارت پر اعراب لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

اور بہرحال قیاس کی شرط یہ ہے کہ اصل (مقیس علیہ) اپنے حکم کے ساتھ کسی دوسری نص کے ساتھ سبب سے مخصوص نہ ہو۔

مذکورہ شرط کی مثال سے وضاحت:

صحت قیاس کی کل چار شرائط ہیں، اس عبارت میں مصنف پہلی شرط بیان کر رہے ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ اصل یعنی مقیس علیہ کا جو حکم ہے، وہ کسی نص سے اصل کے ساتھ مخصوص نہ ہو، کیونکہ جب اصل کا حکم اس کے ساتھ مخصوص ہوگا، تو اس حکم کو دوسری جگہ متعدی نہیں کیا جا سکتا، اور پھر اس اصل پر دوسرے کو قیاس بھی نہیں کیا جا سکتا جیسے تنہا حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا قبول ہونا یہ بطور اعزاز کے حدیث سے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے۔ لہٰذا اس پر کسی دوسرے کو خواہ وہ خلفاء راشدین میں سے ہی کیوں نہ ہوں، قیاس نہیں کر سکتے۔

(ب) قیاس کی شرط رابع کی مثال سے وضاحت:

قیاس کی چوتھی شرط یہ ہے کہ اصل کا حکم تعلیل کے بعد اسی صفت پر باقی رہے جس صفت پر تعلیل سے

پہلے تھا' اس لیے کہ فی ذاتہ نص کے حکم کو رائے سے بدلنا باطل ہے' جیسا کہ ہم نے اسے فروع میں باطل کیا ہے' اور ہم نے قلیل کی تخصیص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول: لا تبیعوا الطعام بالطعام اِلاسواء بسواء کے ذریعے کی ہے' اس لیے کہ حالت تساوی کا استثناء اس کے صدر (مستثنیٰ منہ) کے احوال کے عموم پر دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ پہلے مذکور ہو چکا ہے کہ قیاس کے صحیح ہونے کے لیے ضرورت ہے کہ فرع میں نہ ہو' کیونکہ فرع میں نص ہوگی' تو قیاس سے اس نص میں تغیر ہو جائے گا' مثلاً کفارہ قتل ویمین وظہار کی مثال ہے۔ الغرض قیاس سے اگر اصل کے حکم میں تغیر ہوتا ہے' تو یہ قیاس صحیح نہیں ہوگا۔

(ج) قیاس کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:

قیاس کا لغوی معنیٰ ہے: ناپنا' اندازہ لگانا۔ جیسے کہا جاتا ہے: قس النعل بالنعل یعنی ایک جوتے کو دوسرے جوتے کے ساتھ اندازہ کر...... یعنی اس جوتے کو دوسرے جوتے جیسا بنا۔

اصطلاحاً یہ تعریف ہے کہ فقہاء جب اصل یعنی مقیس علیہ کا حکم فرع یعنی مقیس کے لیے ثابت کرتے ہیں' دونوں کے درمیان مشترک علت کی وجہ سے' تو اس طرح اصل سے فرع کے لیے حکم لینے اور ثابت کرنے کو قیاس کہتے ہیں' کیونکہ انہوں نے حکم اور علت میں فرع کا اصل کے ساتھ اندازہ کیا...... گویا انہوں نے حکم و علت میں فرع کو اصل سے ناپا ہے' تو اس سے قیاس کے لغوی اور اصطلاحی معنیٰ میں مناسبت بھی واضح ہوگئی۔

سوال نمبر 2: ثُمَّ الْمُسْتَحْسَنُ بِالْقِيَاسِ الْخَفِيِّ يَصِحُّ تَعْدِيَتُهُ بِخَلَافِ الْمُسْتَحْسَنِ بِالْاَثَرِ اَوِ الْاِجْمَاعِ اَوِ الضَّرُوْرَةِ كَالسَّلَمِ وَالْاِسْتِصْنَاعِ ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) مذکورہ قاعدہ کی تشریح امثلہ کے ساتھ کریں؟

(ج) ثم الاستحسان ليس من باب خصوص العلل لان الوصف لم يجعل علة في مقابلة النص ۔

مذکورہ عبارت کا ترجمہ کر کے وضاحت کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر عبارت میں لگا دیے گئے ہیں' ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

پھر جو حکم قیاس خفی کی وجہ سے مستحسن ہے' اس کا تعدیہ درست ہے' اس کے برخلاف وہ حکم ہے' جو نص یا اجماع یا ضرورت کی وجہ سے ہے' مثلاً بیع سلم اور استصناع ہے۔

(ب) مذکورہ قاعدہ کی مثالوں سے وضاحت:

مصنف نے اس عبارت میں دو باتیں بیان کی ہیں:

(i) استحسان کی اقسام اور ان کے احکام۔ (ii) حکم متعدی اور غیر متعدی کا بیان یعنی کون سا حکم اپنے علاوہ کی طرف متعدی ہوتا ہے، اور کون سا حکم متعدی نہیں ہوتا۔ پہلی بات کا خلاصہ یہ ہے کہ استحسان ایسی دلیل کا نام ہے، جو قیاس جلی سے معارض ہوتی ہے۔ قیاسِ جلی کے معارض چار قسم کی دلیلیں ہوتی ہیں:

۱- قیاس جلی کے معارض کبھی نص ہوتی ہے، جس کو مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اثر سے تعبیر کیا ہے، جب نص معارض ہو، تو اس سے جو حکم ثابت ہوگا، اس کو کہیں گے یہ حکم استحسان بالنص سے ثابت ہے۔

۲- کبھی قیاس جلی کے معارض اجماع ہوتا ہے، تو اس کو استحسان بالاجماع کہتے ہیں۔

۳- کبھی قیاس جلی کے معارض ضرورت ہوتی ہے، اور اس کو استحسان بالضرورۃ کہتے ہیں۔

۴- اور کبھی قیاس جلی کے معارض قیاس خفی ہوتا ہے، تو اس کو استحسان بالقیاس کہتے ہیں۔

الحاصل! حکم شرعی کا ثبوت جیسے قیاس جلی سے ہوتا ہے، اسی طرح مذکورہ اقسام اربعہ کی ہر قسم سے ثابت ہوتا ہے۔

(ج) ترجمہ عبارت اور اس کی وضاحت:

پھر استحسان تخصیص علل کے قبیل سے نہیں ہے، اس لیے کہ وصف علت نہیں قرار دیا گیا ہے نص کے مقابلہ میں۔

عبارت کی وضاحت:

اس عبارت میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ ایک اختلافی مسئلہ بیان کر رہے ہیں۔ آئمہ فقہ کا اس بات میں اختلاف ہے کہ تخصیص علت جائز ہے یا نہیں؟ تخصیص علت ایک اصطلاح ہے، اور اسی کو "تخلف الحکم عن العلۃ" بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ علت موجود ہو کسی مانع کی وجہ سے اس کا حکم موجود نہ ہو۔ بعض فقہاء احناف، عام معتزلہ، امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ اس کے قائل ہیں۔ ان حضرات کا کہنا ہے کہ علل شرعیہ احکام کے لیے علامات ہوتی ہیں جیسے بادل بارش کی علامت ہے، تو جیسے یہ ہو سکتا ہے کہ بادل ہو اور بارش نہ ہو، ایسے ہی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی جگہ علت موجود ہو مگر کسی مانع کی وجہ سے حکم نہ ہو پایا جائے۔ عام احناف تخصیص علت کے جواز کے قائل نہیں ہیں، ان کا کہنا ہے کہ حکم تخلف بغیر مانع کے تو ظاہر البطلان ہے، مانع کی وجہ سے بھی حکم کا علت تخلف باطل ہے، کیونکہ علل شرعیہ احکام شرع کی دلیلیں اور علامت ہوتی ہے۔ لہٰذا جہاں بھی علت ہوگی، وہ حکم ثابت کرے گی اور حکم کی دلیل ہوگی، اگر حکم کا علت سے تخلف ہوا تو مناقضہ ہوگا۔ یعنی علت چاہے گی کہ حکم ثابت ہو، اور تخلف چاہے گا کہ حکم ثابت نہ ہو حالانکہ ایک ساتھ دونوں باتیں ناممکن ہیں، اس کا نام مناقضہ ہے، تو معلوم ہوا کہ مانع کی وجہ سے بھی تخلف باطل ہے۔

سوال نمبر3: العلل نوعان طردية ومؤثرة وعلى كل واحد من القسمين ضروب من الدفع ۔

(الف) علت طردیہ اور مؤثرہ میں سے ہر ایک کی تعریف کریں؟

(ب) علل طردیہ کے دفع کے کل کتنے طریقے ہیں؟ تمام طریقوں کے صرف نام لکھیں۔

(ج) ممانعت کی اقسام اربعہ کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) علت طردیہ اور مؤثرہ میں سے ہر ایک کی تعریف:

۱-علت طردیہ: اس علت کو کہتے ہیں کہ حکم اس علت کے وجود اور عدم کے ساتھ دائر ہو...... اور بعض کے نزدیک صرف وجود کے ساتھ دائر ہو یعنی علت ہو تو حکم ہوا اور علت نہ ہو تو حکم بھی نہ ہو...... اور بعض کے نزدیک علت ہو تو حکم کا وجود ہو اور علت نہ ہو تو وہ حکم کے وجود و عدم کا کوئی فیصلہ نہیں کرتے۔ علت طردیہ میں تاثیر کو نہیں دیکھا جاتا' شوافع اس سے استدلال کرتے ہیں' اور ہمارے نزدیک اس سے استدلال درست نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک علت مؤثرہ سے استدلال درست نہیں ہے۔

۲-علت مؤثرہ: ایسی علت جس کی تاثیر نص یا اجماع سے دوسری جگہ ظاہر ہو چکی ہو' جس کی تفصیل اقسام اربعہ میں مذکور ہو چکی ہے' احناف کے نزدیک فقط علت مؤثرہ سے استدلال صحیح ہوسکتا ہے۔

(ب) علل طردیہ کے دفاع کی چار اقسام کے نام:

علل طردیہ کی چار اقسام کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) قول بموجب العلت' (۲) ممانعت' (۳) فساد وضع' (۴) مناقضہ۔

(ج) ممانعت کی اقسام اربعہ کی وضاحت:

ممانعت کی چار اقسام ہیں' جن کی وضاحت درج ذیل ہے:

۱-نفس وصف کو قبول کرنے سے انکار:

ممانعت فی نفس الوصف یہ ہے کہ معلل نے جس وصف کو علت قرار دیا ہے' معترض اس وصف کو علت ماننے سے انکار کردے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ رمضان کا روزہ اگر جماع سے توڑا ہے' تو کفارہ واجب ہے' اور اگر کھانے پینے سے توڑا ہے تو کفارہ واجب نہیں۔ اس طرح روزے کے کفارے کا سبب انہوں نے جماع قرار دیا ہے۔ اس حوالے سے آئمہ احناف کا مؤقف ہے کہ جماع کو کفارہ کی علت ہم تسلیم نہیں کرتے' بلکہ عمداً افطار (نقض روزہ) کفارہ کی علت ہے۔ عمداً افطار کھانے پینے سے بھی ہوتا ہے' لہٰذا کھانے پینے سے بھی کفارہ واجب ہوگا۔

۲- وصف کا وجود تسلیم کر کے اس کے "صالح للحکم" ہونے کا انکار کرنا:

اس کی صورت یہ ہے کہ معترض معلل کے وصف کو تسلیم کرے مگر یہ تسلیم نہ کرے کہ اس وصف میں حکم کو ثابت کرنے کی صلاحیت ہے، جس طرح امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے باکرہ پر ولایت کو ثابت کرنے کی علت بکارت کو قرار دیا ہے، پھر انہوں نے دلیل یہ پیش کی ہے کہ باکرہ مردوں کے ساتھ زندگی گزارنے کا تجربہ نہ رکھنے کی وجہ سے نکاح کے مصالح سے ناواقف ہے، اس لیے باکرہ پر ولایت ثابت ہوگی، اس بارے میں ہم کہتے ہیں کہ وصف بکارت تو تسلیم کرتی ہے، مگر اس میں حکم کی علت بننے کی صلاحیت نہیں ہے، کیونکہ بکارت کی تاثیر کسی دوسری جگہ ظاہر نہیں ہوئی ہے، بلکہ جو وصف ولایت کی صلاحیت رکھتا ہے، وہ صغرسنی ہے، کیونکہ وصف صغر کا اثر دوسری جگہ یعنی ولایت مال میں ظاہر ہو چکا ہے۔ لہٰذا وصف صغر حکم کی علت ہوگا۔

۳- نفس حکم کا انکار:

وہ یہ ہے کہ معترض وصف کو بھی تسلیم کرے پھر حکم کی صلاحیت کو بھی تسلیم کرے۔ البتہ حکم کا انکار کر دے اور یوں کہے کہ یہ حکم نہیں ہے جو آپ نے ثابت کیا، بلکہ دوسرا ہے۔ جس طرح امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: وضو میں چہرہ اور ہاتھوں کا دھونا تین بار مسنون ہے، اس لیے چہرہ کا دھونا رکن ہے، اور یہ رکنیت کی علت سر کے مسح میں بھی پائی جاتی ہے۔ لہٰذا سر کے مسح میں بھی تثلیث مسنون ہے، تو یہاں علت رکنیت اور حکم تثلیث ہے۔ احناف کہتے ہیں کہ ہم حکم یعنی تثلیث کے مسنون ہونے کو تسلیم نہیں کرتے، بلکہ ہم تو فرض ادا ہونے کے بعد محل فرض میں کچھ زیادتی کر کے فرض کو کامل و مکمل بنانا مسنون ہے، چونکہ وضو کے وقت پورا چہرہ دھونا فرض ہے، تو اس میں اکمال کی سنت حاصل کر کے تثلیث کا حکم جاری کر دیا، اور سر کے مسح میں تمام سر کا مسح فرض نہیں ہے، اس لیے اس میں اکمال پورے سر کے مسح سے ہو جائے گا، لہٰذا مسح ایک بار ہوگا۔

۴- وصف کی طرف حکم کی نسبت کا انکار کرنا:

وہ یہ ہے کہ معترض حکم کے اس وصف کی طرف منسوب ہونے کو تسلیم نہ کرے، بلکہ وہ یوں کہے کہ حکم اس وصف کی طرف منسوب نہیں، بلکہ دوسرے وصف کی طرف منسوب ہے، لہٰذا ماقبل مسئلہ کے حوالے سے ہم کہتے ہیں کہ آپ نے حکم یعنی تثلیث کو وصف رکنیت کی طرف منسوب کیا ہے، جس طرح نماز میں قیام، رکوع، قراءت، سجدہ سب امور رکن ہیں۔ ان میں بھی تثلیث ہونی چاہیے جبکہ کوئی بھی اس کا قائل نہیں ہے۔ اسی طرح مضمضہ اور استنشاق میں بھی رکن ہونے کی تثلیث کی صورت مسنون ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ تثلیث کے مسنون ہونے کی علت رکنیت نہیں ہے۔

سوال نمبر 4: فصل فی الترجیح واذا قامت المعارضة كان السبيل فيه الترجيح .

(الف) ترجیح کی تعریف کریں نیز یہ بتائیں کہ اگر دلائل میں تعارض واقع ہو جائے تو ترجیح کس طرح

ہوگی؟

صرف دوطریقوں کی امثلہ سے وضاحت کریں؟

(ب) اما الاحکام فانواع اربعة...... وحقوق الله تعالىٰ ثمانية انواع .

احکام اربعہ اور حقوق ثمانیہ کے صرف نام لکھیں؟

(ج) سبب، علت، علامت میں سے ہرایک کی تعریف لکھیں؟

جواب: (الف) ترجیح کی تعریف اور دلائل میں تعارض ہونے سے ترجیح کی صورت:

ترجیح کی تعریف: دو برابر دلیلوں میں سے ایک کو دوسرے پر کسی خاص وصف کی وجہ سے فضیلت دینا۔

دلائل میں تعارض آنے کی صورت میں ترجیح کی کیفیت:

جب ادلہ میں تعارض کی صورت پیدا ہو جائے، تو ترجیح کی ضرورت پیش آتی ہے تاکہ معارضہ ختم ہو سکے، اگر مستدل وجہ ترجیح پیش کردے، تو معترض کا معارضہ ختم ہو جاتا ہے، اور مستدل کا دعویٰ بھی ثابت ہو جاتا ہے، اگر مستدل وجہ ترجیح نہ بیان کر سکے، تو منقطع الدلیل اور عاجز آ جاتا ہے، معترض کو یہ حق حاصل ہوگا کہ دوسری ترجیح بیان کر کے اس کا معارضہ کرے۔

دوطریقوں کی مثال سے وضاحت:

۱- قوت اثر کی وجہ سے ترجیح دینا، اس لیے کہ اثر ایک وصف ہے حجت میں، پس جب اثر قوی ہوگا، تو قیاس اولیٰ ہوگا، وصف حجت میں زیادتی کی وجہ سے جیسے استحسان کی مثال ہے قیاس کے معارضہ میں۔

۲- وصف کی قوت کی وجہ سے ترجیح حاصل ہو، اس حکم پر جس پر اس کو سبب بنایا گیا ہے جیسے ہمارا قول سر کے مسح میں کہ یہ مسح ہے، اس لیے کہ یہ زیادہ اثبت ہے تخفیف کی دلالت میں شوافع کے اس قول سے کہ مسح رکن ہے تکرار کی دلالت میں، کیونکہ ارکان صلوٰۃ، ان کی تمامیت اکمال سے ہوتی ہے نہ کہ تکرار سے۔

(ب) احکام اربعہ اور حقوق ثمانیہ کے نام:

۱- احکام اربعہ: ان کے نام درج ذیل ہیں:

(i) خالص حقوق اللہ، (ii) خالص حقوق العباد، (iii) جس میں دونوں حقوق جمع ہوں مگر اللہ تعالیٰ کا حق غالب ہو، (iv) جس میں دونوں حقوق جمع ہوں، مگر بندوں کا حق غالب ہو۔

۲- حقوق ثمانیہ کے نام:

اللہ تعالیٰ کے حقوق ثمانیہ کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) عبادات خالصہ، (۲) عقوبات خالصہ، (۳) عقوبات قاصرہ، (۴) عبادات اور عقوبات دونوں کا

مجموعہ' (۵) ایسی عبادات جو مؤنث کے مفہوم میں ہوں' (۶) ایسی مؤنث جس میں عبادات کے معنیٰ موجود ہوں' (۷) ایسی مؤنث جس میں عقوبت کے معنیٰ موجود ہوں' (۸) ایسا حق جو بذات خود قائم ہو۔

(ج) سبب' علت اور علامت کی تعریفات:

۱-سبب کی تعریف: وہ ہے جو حکم تک پہنچنے کا ذریعہ ہو' بغیر اس کے کہ حکم کا وجوب یا وجود منسوب ہو' اور اس میں علیت کے معنیٰ مفہوم نہ ہوں' مگر سبب اور حکم کے درمیان ایک ایسی علت ہو' جو سبب کی طرف مضاف نہ ہو' اور اس کی مثال چور کی راہنمائی کرنا ہے کسی کے مال کی جانب تاکہ وہ اس کی چوری کرے۔

۲-علت: وہ ہے کہ جس کی طرف حکم کا وجوب مضاف ہو بلا واسطہ اور اس کی مثال جیسا کہ بیع ملک کے لیے' نکاح حلت کے لیے اور قتل قصاص کے لیے۔ اس میں کمال تین امور سے پیدا ہوتا ہے' یعنی وہ اسما' معنیً اور حکماً علت ہو۔

۳-علامت: وہ ہے کہ جو حکم کے وجود کی پہچان کرا دے بغیر اس کے کہ اس سے حکم کا وجوب یا وجود متعلق ہو۔

☆☆☆

الاختبار السنوی للشهادة العالية (بی اے)

"السنة الأولى" للطلاب السنة ۱۴۴۲ھ/2021ء

الورقة الرابعة: الفقه

الوقت المحدد: ثلاث ساعات   مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1:- وينعقد نكاح الحرة العاقلة البالغة برضائها وان لم يعقد عليها ولي بكرا كانت او ثيبا .

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کر کے مسئلے کو خوب واضح کریں؟ (۱۶=۸+۸)

(ب) بغیر اذن ولی بالغہ عورت کے نکاح کے بارے میں اختلاف ائمہ مع دلائل بیان کریں؟ (۱۸)

سوال نمبر 2:- ويصح النكاح وان لم يسم فيه مهرا و كذا اذا تزوجها بشرط ان لامهرلها واقل المهر عشرة دراهم .

(الف) مذکورہ عبارت پر حرکات وسکنات لگائیں اور سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟ (۱۶=۸+۸)

(ب) مذکورہ عبارت کی ہدایہ کی روشنی میں تشریح کریں اور مقدار مہر میں اختلاف تحریر کریں؟ (۱۷=۸+۹)

سوال نمبر 3:- قليل الرضاع وكثيره سواء اذا حصل في مدة الرضاع يتعلق به التحريم ثم مدة الرضاع ثلثون شهرا عند ابی حنيفة .

(الف) ترجمہ کریں اور مسئلہ مذکورہ میں اختلاف ائمہ مع دلائل بیان کریں؟ (۱۸=۱۰+۸)

الا ام اخته من الرضاعة فانه يجوز ان يتزوجها ولا يجوزان يتزوج ام اخته من النسب .

(ب) ترجمہ کریں اور مسئلہ مذکورہ کی توضیح کریں؟ (۱۵=۷+۸)

سوال نمبر 4:- الطلاق على ثلثة اوجه حسن واحسن وبدعي .

(الف) طلاق حسن، احسن اور بدعی کی تفصیل ہدایہ کی روشنی میں بیان کریں؟ (۱۵)

(ب) رجعی، بائن اور مغلظ طلاقوں کی جامع تعریفات واحکام لکھیں؟ (۱۵)

(ج) ہدایہ کے مصنف کا نام لکھیں؟ (۳)

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2021ء

...

چوتھا پرچہ: فقہ

سوال نمبر 1:- وينعقد نكاح الحرة العاقلة البالغة برضائها وان لم يعقد عليها ولی بكرا كانت او ثيبا ۔

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کر کے مسئلے کو خوب واضح کریں؟

(ب) بغیر اذن ولی بالغہ عورت کے نکاح کے بارے میں اختلاف ائمہ مع دلائل بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

(اور ظاہر الروایہ میں شیخین کے ہاں) عاقلہ' بالغہ اور آزاد عورت کا نکاح اس کی رضامندی سے منعقد ہو جائے گا' اگرچہ ولی نے اس کا عقد نہ کیا ہو' خواہ وہ باکرہ ہو یا ثیبہ ہو۔

عبارت میں مذکور مسئلہ کی وضاحت:

اس عبارت میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ ظاہر الروایہ میں حضرات شیخین (امام اعظم ابوحنیفہ اور امام ابویوسف) کے ہاں جو عورت عاقلہ' بالغہ اور آزاد خواہ وہ باکرہ ہو یا ثیبہ ہو' اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرتی ہے' تو اس کا نکاح منعقد ہو جائے گا' کیونکہ ایسی خاتون اپنے حقوق اختیاری میں تصرف کرنے والی ہوگی۔ لہٰذا اس کے جواز میں کوئی خلل نہیں ہے۔

(ب) ولی کی اجازت کے بغیر خاتون کے نکاح منعقد ہونے یا نہ ہونے میں مذاہب آئمہ:

سوال یہ ہے کہ کوئی خاتون اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرتی ہے' تو کیا اس کا نکاح منعقد ہو گا یا نہیں؟

اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱- حضرات شیخین رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اس مسئلہ میں خاتون کا نکاح منعقد ہو جائے گا۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ جب عورت آزاد' عاقل اور بالغ ہے' وہ نکاح کی صورت میں اپنے حق میں تصرف کرتی ہے' تو اسے اس کا حق حاصل ہے' اور اسی حق کے تصرف میں وہ نکاح کرتی ہے' تو بلاشبہ اس کا نکاح ہو جائے گا۔ جس طرح وہ عورت تصرف فی المال اور اختیار ازواج کا حق رکھتی ہے۔

۲- امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ایسا نکاح منعقد تو ہو جائے گا' مگر وہ ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا' اگر ولی اجازت فراہم کرے گا تو منعقد ہو جائے گا ورنہ نہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ جب خاتون کو

تصرف کا حق حاصل ہے تو وہ اسی تصرف کو استعمال میں لاتے ہوئے نکاح کر لیتی ہے تو اس کا نکاح منعقد ہو جائے گا، مگر اس کے ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا۔

۳- امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ خواتین کی عبارت اور ان کے الفاظ سے نکاح منعقد نہیں ہوتا، ان کی دلیل یہ ہے کہ نکاح سے صرف نکاح مراد نہیں ہوتا بلکہ نکاح کے مقاصد مراد ہوتے ہیں مثلاً نان ونفقہ اور سکونت وغیرہ، خواتین چونکہ ناقص العقل اور ناقص الدین ہونے کے علاوہ بظاہر حریص اور جلد باز بھی ہوتی ہیں، اس لیے اگر ان کے الفاظ سے اور ان کی مرضی سے نکاح کو درست مان لیں، تو مقاصد نکاح میں خلل واقع ہوگا۔ لہٰذا خواتین از خود ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کر سکتیں۔

سوال نمبر 2:- وَيَصِحُّ النِّكَاحُ وَإِنْ لَّمْ يُسَمِّ فِيْهِ مَهْرًا وَكَذَا إِذَا تَزَوَّجَهَا بِشَرْطِ اَنْ لَّامَهْرَ لَهَا وَاَقَلُّ الْمَهْرِ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ۔

(الف) مذکورہ عبارت پر حرکات وسکنات لگائیں اور سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) مذکورہ عبارت کی ہدایہ کی روشنی میں تشریح کریں اور مقدار مہر میں اختلاف تحریر کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ:

نوٹ: اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

اور نکاح صحیح ہے ہر چند کہ اس میں مہر مذکور نہ ہو، اس لیے کہ از روئے لغت عقد انضمام و ازدواج کا نام ہے، لہٰذا زوجین سے وہ تام ہو جائے گا، صحت نکاح کے لیے مہر کے ذکر کی ضرورت نہیں ہے، اور کم از کم مہر دس درہم ہے۔

(ب) ہدایہ کی روشنی میں عبارت کی وضاحت اور مقدار مہر میں مذاہب آئمہ:

(i) عبارت کی وضاحت: نکاح خوانی کے دوران اگر مہر کا تذکرہ نہ بھی کیا گیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا، اس لیے مہر کا تذکرہ ارکان نکاح میں شامل نہیں ہے، مہر کی ادائیگی اس لیے واجب قرار دی گئی ہے کہ آدمی کی نفس عزت کو پیش رکھا گیا ہے، اگر عدم مہر کی شرط پر نکاح کیا، تب بھی نکاح منعقد ہو جائے گا، اور اس کی وجہ بھی عزت انسان ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف اس کے برعکس ہے، یعنی مہر کے تذکرہ کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا۔

کم از مقدار مہر میں مذاہب آئمہ:

اس بات میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ زیادہ سے زیادہ مقدار مہر کا کوئی تعین نہیں ہے، ہر آدمی اپنی ہمت واستطاعت کے مطابق مہر دے سکتا ہے، مگر کم از کم مقدار مہر میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ کم از کم مہر کی مقدار دس درہم ہے' آپ کی دلیل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے' جس میں صراحت ہے کہ کم از کم مہر دس درہم ہے۔ اس حوالے سے عقلی دلیل یہ ہے کہ وجوب مہر کا مقصد محل یعنی بضعہ کی شرافت وکرامت کا اظہار ہے' اور بضعہ شریعت کا حق ہے' کیونکہ مہر کی تعیین بھی شریعت کی طرف سے ہے۔ نیز قطع کے سلسلہ میں نصاب سرقہ متعین کیا گیا ہے' وہ دس دراہم ہیں۔ لہٰذا بضعہ کا تحفظ ووقار کے لیے بھی دس دراہم مقرر ہیں۔

۲- امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ کم از کم مہر تین درہم یا ربع دینار ہے۔

۳- امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ جس طرح اکثر مہر کی حد مقرر نہیں ہے اسی طرح اقل کی بھی حد مقرر نہیں ہے' ان کی دلیل یہ ہے کہ مہر عورت کے ملک بضعہ کا مقابل ہے' اور یہ خالص اسی کا حق ہے' لہٰذا اس کی تقدیر وتعیین کا حق بھی اسے حاصل ہے۔ لہٰذا اس کے غیر کو تعیین وتقدیر کا حق حاصل نہیں ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف قوی ہے' کیونکہ ان کا مؤقف اور دلائل قوی ہیں۔

سوال نمبر3: قليل الرضاع وكثيره سواء اذا حصل فى مدة الرضاع يتعلق به التحريم ثم مدة الرضاع ثلثون شهرا عند ابى حنيفة .

(الف) ترجمہ کریں اور مسئلہ مذکورہ میں اختلاف ائمہ مع دلائل بیان کریں؟

الا ام اخته من الرضاعة فانه يجوز ان يتزوجها ولا يجوزان يتزوج ام اخته من النسب .

(ب) ترجمہ کریں اور مسئلہ مذکورہ کی توضیح کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

(امام قدوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) رضاعت میں قلیل وکثیر دونوں برابر ہیں جب مدت رضاعت میں یہ چیز پائی جائے' تو اس سے حرمت متعلق ہوگی' پھر امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مدت رضاعت تیس مہینے ہے۔

مدت رضاعت محرمہ میں مذاہب آئمہ:

مدت رضاعت محرمہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ مدت رضاعت محرمہ تیس (اڑھائی سال) مہینے ہے' اس دوران جو بچہ کسی عورت کا دودھ پیے گا حرمت ثابت ہوگی' خواہ اس نے دودھ ایک بار پیا یا متعدد بار' اس نے دودھ ایک قطرہ پیا یا پیٹ بھر کر۔ آپ کی دلیل یہ ارشاد ربانی ہے: وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ (یعنی تمہاری مائیں وہ ہیں' جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا) نیز ایک حدیث میں ہے: "يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب" کا حکم بھی مطلق اور بغیر کسی تفصیل کے ہے۔

۲-امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ قلیل وکثیر دودھ میں فرق کیا جائے گا' رضاعت حرم کے لیے پانچ بار پیٹ بھر دودھ پینا ضروری ہے' اگر کسی بچے نے پانچ بار سے کم مرتبہ دودھ نوش کیا' تو نہ حرمت ثابت ہوگی اور نہ رضاعت ثابت ہوگی۔ انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا تحرم المصة الخ یعنی ایک یا دوبار دودھ پینے سے کسی بچے کی نہ رضاعت ثابت ہوگی اور نہ حرمت ثابت ہوگی۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے دلائل قوی اور مؤقف مضبوط ہے۔

(ب) ترجمہ عبارت اور مسئلہ مذکور کی وضاحت:

ترجمہ عبارت: مگر اس کی رضاعی بہن کی ماں' چنانچہ انسان کے لیے اس سے (اپنی رضاعی بہن کی ماں سے) نکاح کرنا درست ہے' لیکن اپنی نسبی بہن کی ماں سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ مذکورہ کی وضاحت:

کوئی شخص اپنی رضاعی بہن کی ماں سے نکاح کرنا تو درست ہے' مگر اپنی نسبی بہن کی ماں سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ خاتون یا تو اس کی ماں ہوگی' یا اس کے باپ کی موطوء ہوگی' برخلاف رضاعت کے مسئلہ میں۔ یعنی پہلی دونوں صورتوں میں ماں حرام ہوگی جبکہ تیسری صورت کا حکم اس کے برخلاف ہوگا۔

سوال نمبر 4:-الطلاق علی ثلثة اوجه حسن واحسن وبدعي۔

(الف) طلاق حسن' احسن اور بدعی کی تفصیل ہدایہ کی روشنی میں بیان کریں؟

(ب) رجعی' بائن اور مغلظ طلاقوں کی جامع تعریفات واحکام لکھیں؟

(ج) ہدایہ کے مصنف کا نام لکھیں؟

جواب: (الف) طلاق ثلاثہ کی تعریفات:

۱-طلاق احسن: یہ وہ ہے کہ شوہر بیوی کا حیض بند ہونے کے بعد آنے والے طہر میں جماع کرنے سے پہلے اسے ایک طلاق رجعی دے۔ (صحابہ کرام میں طلاق دینے کا یہی طریقہ جاری تھا)

۲-طلاق حسن: شوہر اپنی زوجہ کو تین متفرق طہر میں تین طلاق دے۔

۳-طلاق بدعی: ایک کلمہ سے تین طلاق دینا یا ایک ہی طہر میں تین طلاق دینے کا نام طلاق بدعی (احناف کے نزدیک یہ حرام ہے)

(ب) طلاق کی اقسام ثلاثہ کی تعریفات:

۱-طلاق رجعی: اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک طلاق رجعی یا دو طلاق رجعی دیتا ہے' اور پھر وہ عدت کے

دوران اس سے رجوع کرنا چاہتا ہے تو اسے رجوع کرنے اور اپنی مطلقہ بیوی کو اپنی زوجیت میں واپس لینے کا پورا پورا حق حاصل ہے خواہ وہ بیوی رجعت کے لیے تیار ہو یا نہ ہو اور خواہ وہ رجعت پر راضی ہو یا نہ ہو، بہر صورت شوہر کو رجعت کا حق اور اختیار ہے۔ چونکہ قرآن کریم نے عورتوں کی رضا یا عدم رضا سے کوئی بحث نہیں کی اس لیے یہ حکم مطلق ہوگا اور شوہروں کو علی الاطلاق رجعت کا اختیار ہوگا۔

۲- طلاق بائن: اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو ایک طلاق بائن یا دو طلاق بائن دے دیں تو اسے اختیار ہے چاہے تو وہ عدت پوری کے دوران ان سے نکاح کرے اور چاہے تو عدت کے بعد کرے کیونکہ ابھی بیوی کو صرف دو ہی طلاقیں دی گئی ہیں اور وہ مغلظہ بائنہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ بیوی تیسری طلاق سے مغلظہ ہوگی لہٰذا جب تک تیسری طلاق نہیں دی جائے گی اس وقت تک حلیت باقی رہے گی اور شوہر کے لیے اس سے نکاح کرنا درست اور جائز ہوگا۔

۳- طلاق مغلظ: اگر کوئی شخص اپنی آزاد عورت کو تین طلاقیں دے یا اپنی منکوحہ باندی کو دو طلاقیں دے، تو جب تک یہ عورت دوسرے آدمی سے نکاح نہ کرلے اور نکاح کے بعد دخول کر کے وہ اسے چھوڑ نہ دے، تو اس وقت تک پہلے شوہر کے لیے یہ حلال نہیں ہوسکتی، کیونکہ قرآن کریم نے صاف لفظوں میں یہ اعلان کیا ہے: "فان طلقها فلاتحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره" اس ارشاد ربانی سے وجہ استدلال بایں معنیٰ ہے کہ اکثر مفسرین کے یہاں: "فان طلقها" سے طلاق ثالث مراد ہے اور آیت مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر دو طلاق کے بعد شوہر نے اپنی بیوی کو تیسری طلاق بھی دے دی، تو وہ بیوی اس کے لیے حرام ہوجائے گی اور جب تک وہ دوسرے آدمی سے نکاح نہیں کرلیتی اور وہ اسے طلاق نہیں دے دیتا، اس وقت تک وہ عورت پہلے شوہر کے لیے حلال نہیں ہوگی۔

(ب) ہدایہ کے مصنف کا نام:

فقہ حنفی کی متداول و معتبر کتاب "الهداية" کے مصنف کا پورا نام ہے: "شیخ الاسلام برہان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر فرغانی مرغینانی رحمہ اللہ تعالیٰ"

☆☆☆

الاختبار السنوی للشهادة العالية (بی اے)

"السنة الأولى" للطلاب السنة ١٤٤٢ھ/2021ء

الورقة الخامسة: الادب العربی و البلاغة

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　　مجموع الارقام: ١٠٠

نوٹ: قسم اول کے دونوں سوال جبکہ قسم ثانی سے کوئی دوسوال حل کریں۔

قسم اوّل: عربی ادب

سوال نمبر ١:-درج ذیل میں سے پانچ اجزا کا ترجمہ کریں؟ (٥×٨=٤٠)

(الف) ثم بالتوسل بمحمد سيد البشر والشفيع المشفع فی المحشر الذی ختمت به النبيين واعليت درجته في عليين .

(ب) فطفقت اجوب طرقاتها مثل الهائم واجول فی حوماتها جولان الحائم اورد فی مسارح لمحاتی ومسايح غدواتی وروحاتی .

(ج) فكنت به اجلوهمومی واجتلی زمانی طلق الوجه ملتمع الضيا اری قربه قربی ومغناه غنية ورؤيته ريا ومحياه لی حيا .

(د) يتحلى برواء ورواية ومداراة ودراية وبلاغة رائعة وبديهة مطاوعة وآداب بارعة وقدم لاعلام العلوم فارعة .

(ھ) تامر بالعرف وتنتهك حماه وتحمی عن النكر ولا تتحاماه وتزحزح عن الظلم ثم تغشاه وتخشى الناس والله احق ان تخشاه .

(و) نفسی الفداء لثغرراق مبسمه وزانه شنب ناهيك من شنب يفترعن لؤلؤ رطب وعن برد وعن اقاح وعن طلع وعن حبب .

(ز) ان خلاصته الجوهر تظهر بالسبك ويد الحق تصدع رداء الشك وقد قيل فيما غبر من الزمان عند الامتحان يكرم الرجل اويهان .

سوال نمبر 2:-درج ذیل میں سے پانچ الفاظ کے معانی ومادہ اشتقاق تحریر کریں؟ (٥×٢=١٠)

(١) حصحص (٢) مصغة (٣) المفزع (٤) ملتمع (٥) يتحلى (٦) مبسم (٧) تصدع

قسم ثانی: بلاغت

سوال نمبر3:-الفن الاول علم المعانی قدمه علی علم البیان لکونه منه بمنزلة المفرد من المرکب لان رعایة المطابقة لمقتضی الحال .

(الف) اعراب لگائیں، ترجمہ کریں اور تفصیلی وضاحت تحریر کریں؟ (۱۵=۷+۴+۴)

(ب) علم معانی کی تعریف فوائد قیود کے ساتھ بیان کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر4:-صدق الخبر مطابقته للواقع وکذبه عدمها وقیل مطابقته لاعتقاد المخبر ولو خطأ .

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح مختصر المعانی کی روشنی میں تحریر کریں؟ (۱۵=۱۰+۵)

(ب) فائدہ خبر، لازم فائدہ خبر، ابتدائی، طلبی، انکاری میں سے ہر ایک کی تعریف تحریر کریں؟ (۱۰=۵×۲)

سوال نمبر5:-(الف) حذف مسندالیہ کی پانچ وجوہ مع امثلہ تحریر کریں؟ (۱۵=۵×۳)

(ب) فصاحت فی المفرد کی تعریف لکھیں، تنافر حروف، غرابت اور مخالفت قیاس کی مثالیں لکھیں؟ (۱۰=۶+۴)

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2021ء

پانچواں پرچہ: الادب العربی والبلاغة

قسم اوّل: عربی ادب

سوال نمبر1:-درج ذیل اجزا کا ترجمہ کریں؟

(الف) ثم بالتوسل بمحمد سید البشر والشفیع المشفع فی المحشر الذی ختمت به النبیین واعلیت درجته فی علیین .

(ب) فطفقت اجوب طوقاتها مثل الهائم واجول فی حوماتها جولان الحائم اورد فی مسارح لمحاتی ومسایح غدواتی وروحاتی .

(ج) فکنت به اجلوهمومی واجتلی زمانی طلق الوجه ملتمع الضیا اری قربه قربی ومغناه غنیة ورؤیته ریا ومحیاه لی حیا .

(د) يتحلى برواء ورواية ومداراة ودراية وبلاغة رائعة وبديهة مطاوعة وآداب بارعة وقدم لاعلام العلوم فارعة.

(ھ) تامر بالعرف وتنتهك حماه وتحمى عن النكر ولا تتحاماه وتزحزح عن الظلم ثم تغشاه وتخشى الناس والله احق ان تخشاه.

(و) نفسي الفداء لثغر راق مبسمه وزانه شنب ناهيك من شنب يفتر عن لؤلؤ رطب وعن برد وعن اقاح وعن طلع وعن حبب.

(ز) ان خلاصته الجوهر تظهر بالسبك ويد الحق تصدع رداء الشك وقد قيل فيما غبر من الزمان عند الامتحان يكرم الرجل اويهان.

جواب: ترجمہ اجزاء:

(الف) پھر انسانوں کے سردار، قیامت کے دن کے شافع و مشفع حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے میں توسل کرتا ہوں کیونکہ آپ ہی وہ ہستی ہیں، جن پر نبوت کا سلسلہ اختتام پذیر ہوا اور آپ کو جنت میں اعلیٰ منصب پر فائز کیا جائے گا۔

(ب) چنانچہ میں نے چکر لگانے شروع کر دیے اس کے راستوں میں حیران آدمی کی طرح اور گھومتا رہا اس کے اطراف میں پیاسے کی طرح، میں تلاش کرتا رہا تھا اپنی نگاہوں کی چراگاہوں اور اپنی صبح و شام کی سیاحت کی جگہوں میں۔

(ج) کیا تیری قوم تیرے ساتھ مہربانی سے پیش آئے گی تو اپنے ہدایت کے راستہ کو کیوں نہیں اختیار کرتا، اور اپنے ظلم کی تیزی کو کس لیے ہلکا نہیں کرتا اور تو اپنے نفس سے کیوں نہیں رکتا، کیونکہ وہ تیرا بڑا دشمن ہے۔

(د) باوجود وہ آراستہ تھا حسین منظر اور روایت کے ساتھ، خاطر و تواضع اور دانائی کے ساتھ، خوشنما بلاغت کے ساتھ، موافقت اور فرمانبرداری کرنے والے برجستہ گفتگو کے ساتھ، بلند ترین آداب کے ساتھ اور علوم کے پہاڑوں پر چڑھنے والے قدم کے ساتھ۔

(ھ) تو دوسروں کو نیکی کا حکم دیتا ہے، مگر بھائی بندوں کے ساتھ تجھے ہنسی مذاق کرنا زیادہ پسند ہے، اور ان کے معزز جگہ کو بے آبرو کرتا ہے، تو دوسروں کو برائی سے روکتا ہے مگر خود اس سے نہیں رکتا، دوسروں کو ظلم نہ کرنے کی نصیحت کرتا ہے، تو خود اس کا ارتکاب کرتا ہے، تو لوگوں سے ڈرتا ہے جبکہ ذات باری تعالیٰ سے ڈرنا تیرے لیے زیادہ بہتر تھا۔

(و) میرا نفس فدا ہوا ایسے دانت پر جس کا منہ اچھا ہے، اور مزین کیا ہے اسے ایسی چمک نے کہ وہ آپ کے لیے چمک سے کافی ہے۔ وہ تر موتی سے، اولے سے، گل بابونہ سے، کلی سے اور (پانی کے) بلبلہ سے

ہنستا ہے۔

(ز) بے شک سونے کی عمدگی پگھلانے سے ضرور ظاہر ہوتی ہے' حق بات شک کی چادر کو یقیناً پھاڑ ڈالتی ہے۔ ایک پرانا مقولہ ہے کہ آزمائش کے وقت انسان سرخ ہو جاتا ہے' یا ذلیل وخوار ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر 2:- درج ذیل الفاظ کے معانی و مادہ اشتقاق تحریر کریں؟

(۱)حصحص (۲)مصغة (۳)المفزع (۴)ملتمع (۵)یتحلی (۶)مبسم (۷) تصدع

جواب: الفاظ کے معانی اور مادہ اشتقاق:

(۱)مادہ: حصحص' واضح ہونا۔ (۲)مادہ: ضغة' گوشت کا ٹکڑا۔ (۳)مادہ: فزح' پریشانی کے وقت پکارنا۔ (۴)مادہ: لمع' روشن کرنا۔ (۵)مادہ: حلی' آراستہ کرنا۔ (۶)مادہ: بسم' مسکرانا۔ (۷) مادہ: صدع' پھاڑنا۔

قسم ثانی: بلاغت

سوال نمبر 3:- اَلْفَنُّ الْاَوَّلُ عِلْمُ الْمَعَانِیْ قَدَّمَهٗ عَلٰی عِلْمِ الْبَیَانِ لِکَوْنِهٖ مِنْهُ بِمَنْزِلَةِ الْمُفْرَدِ مِنَ الْمُرَکَّبِ لِاَنَّ رِعَایَةَ الْمُطَابَقَةِ لِمُقْتَضَی الْحَالِ ۔

(الف) اعراب لگائیں' ترجمہ کریں اور تفصیلی وضاحت تحریر کریں؟

(ب) علم معانی کی تعریف فوائد قیود کے ساتھ بیان کریں؟

جواب: (الف) اعراب' ترجمہ عبارت اور توضیح عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

فن اوّل علم معانی کے بیان میں ہے' علم معانی کو علم بیان پر مقدم کیا ہے' اس لیے کہ علم معانی' علم بیان کے مقابلہ میں مرکب کے مقابلہ میں مفرد کے مرتبہ میں ہے' اس لیے کہ مطابقت مقتضی الحال کی رعایت میں ہے۔

توضیح عبارت:

یہ عبارت دراصل ایک سوال مقدر کا جواب ہے' وہ سوال اور جواب حسب ذیل ہے:

سوال: علم معانی کو علم بیان پر مقدم کیوں کیا گیا ہے؟

جواب: علم معانی کو علم بیان پر مقدم اس لیے کیا گیا ہے کہ علم بیان دو امور کا نام ہے: کلام کا مقتضائے حال کے مطابق ہونا اور دوسرا مفہوم واحد کو متعدد طریقوں سے ادا کرنے کا جبکہ علم معانی صرف ایک چیز کا

نام ہے کہ کلام مقتضائے حال کے مطابق ہونا۔اس طرح علم معانی ان دو چیزوں میں سے اوّل کا نام ہے' تو یہ مفرد ہوا اور علم بیان مرکب ہوا' مفرد! مرکب پر طبعاً مقدم ہوتا ہے' تو مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے وضعاً بھی مقدم کر دیا تا کہ وضع طبع کے مطابق ہو جائے۔

(ب) علم معانی کی تعریف اور قیود کے فوائد:

علم معانی کی تعریف: وہ علم ہے کہ جس کے ساتھ الفاظ عربیہ کے ایسے احوال پہچانے جائیں جن کے ذریعہ لفظ مقتضائے حال کے مطابق ہو۔

فوائد قیود: (i) "هو علم" جنس ہے' جسے مابه الاشتراك بھی کہا جاتا ہے۔

(ii) "يعرف احوال اللفظ" یہ فصل اوّل ہے' اور اس سے تین امور سے احتراز کیا گیا ہے:

(الف) علم حکمت سے' کیونکہ علم حکمت میں موجودات کے احوال سے بحث کی جاتی ہے' الفاظ کے احوال سے بحث نہیں کی جاتی۔

(ب) علم منطق سے احتراز کیا ہے' کیونکہ علم منطق میں معانی کے احوال سے بحث کی جاتی ہے۔

(ج) علم فقہ سے احتراز کیا ہے' کیونکہ علم فقہ میں احوال مکلفین سے بحث کی جاتی ہے۔

(iii) عبارت "التی بها يطابق اللفظ" دوسری فصل ہے' اس قید سے احوال وصفات سے احتراز کیا گیا ہے' جو احوال اس وصف پر نہیں ہوتے بلکہ وہ صرف کلمہ کی ذات کے لیے ہوتے ہیں جیسے اعلال' ادغام' رفع' نصب اور جر وغیرہ۔اسی طرح وہ احوال جو کلمہ کو حسن وخوبصورت بنانے کے لیے ہوتے ہیں مثلاً تجنیس اور ترصیع وغیرہ۔

سوال نمبر 4:- صدق الخبر مطابقته للواقع و كذبه عدمها وقيل مطابقته لاعتقاد المخبر ولو خطأ.

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح مختصر المعانی کی روشنی میں تحریر کریں؟

(ب) فائدہ خبر' لازم فائدہ خبر' ابتدائی' طلبی' انکار میں سے ہر ایک کی تعریف تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت اور اس کی توضیح:

ترجمہ عبارت: خبر کا صادق ہونا اس کے حکم کا واقع کے مطابق ہونا ہے' اور خبر کا ذب ہونا اس کے حکم کا واقع کے مطابق نہ ہونا ہے۔کہا گیا ہے کہ خبر کا صادق ہونا خبر کے حکم کا مخبر کے اعتقاد کے مطابق ہونا' اگر چہ یہ اعتقاد غلط ہو اور واقع کے مطابق نہ ہو۔

عبارت کی مختصر المعانی کی روشنی میں وضاحت:

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس عبارت میں صدق خبر اور کذب خبر کی تعریف میں جمہور اور نظام معتزلی

کے درمیان مشہور اختلاف بیان کیا ہے۔ جمہور کے نزدیک خبر صادق وہ خبر ہے جو واقع کے مطابق ہو اور خبر کاذب وہ خبر ہے جو واقع کے مطابق نہ ہو۔

نظام معتزلی کے نزدیک خبر صادق وہ خبر ہے جو خبر دینے والے کے اعتقاد کے مطابق ہو' خبر کاذب وہ خبر ہے جو خبر دینے والے کے اعتقاد کے مطابق نہ ہو۔ چنانچہ نظام معتزلی کے نزدیک اگر کوئی آدمی کہے "السماء تحتنا" (آسمان ہمارے نیچے ہے) اور اس کا اعتقاد بھی یہی ہو کہ آسمان نیچے ہے' تو یہ شخص اس خبر کے دینے میں سچا ہوگا' اگر کوئی شخص کہے: "السماء فوقنا" اور اس کا اعتقاد ہو کہ آسمان ہمارے اوپر نہیں ہے' تو یہ شخص اس خبر کے دینے میں جھوٹا ہوگا۔

(ب) اصطلاحات بلاغت کی تعریفات:

۱- کلام فائدہ خبر: مخبر کا مقصود اگر حکم کا فائدہ پہنچانا ہو' تو اس کو افادۃ الحکم اور فائدہ خبر کہا جاتا ہے۔

۲- کلام لازم فائدہ خبر: اگر مخبر کا مقصود عالم بالحکم کو بتلانا ہو' تو اس کو لازم فائدہ خبر کہتے ہیں۔

۳- کلام ابتدائی: ہر اس شخص کے سامنے پیش کیا جائے گا' جو حکم سے اور حکم میں تردد سے خالی الذہن ہو اور اس کلام کو ابتدائی اس وجہ سے کہتے ہیں کیونکہ یہ کلام انکار اور تردد سے پہلے ہوتی ہے۔

۴- کلام طلبی: ہر اس شخص کے سامنے پیش کیا جائے گا' جس کو حکم میں تردد ہو اور وہ حکم کا طالب ہو' اس کا نام طلبی اس لیے رکھا جاتا ہے کہ چونکہ یہ کلام طلب کے بعد ہوتی ہے۔

۵- کلام انکاری: ہر اس شخص کے سامنے پیش کیا جائے گا' جو حکم کا منکر ہو اور اس کلام کو انکاری اس وجہ سے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ کلام انکار کے بعد لایا جاتا ہے۔

سوال نمبر 5:- (الف) حذف مسندالیہ کی پانچ وجوہ مع امثلہ تحریر کریں؟

(ب) فصاحت فی المفرد کی تعریف لکھیں' تنافر حروف' غرابت اور مخالفت قیاس کی مثالیں لکھیں؟

جواب: (الف) حذف مسندالیہ کی پانچ وجوہ مع امثلہ:

وہ اسباب جن کی وجہ سے مسندالیہ یا مسند یا ان دونوں کے متعلقات کو حذف کر دیتے ہیں۔

(۱) غیر مخاطب سے حکم کو چھپانا: کبھی مخاطب کے غیر سے حکم کو چھپانے کے لیے حذف کیا جاتا ہے تاکہ صرف مخاطب تک حکم رہے باقیوں سے بات پوشیدہ رہے' اور یہ حذف اس وقت درست ہوگا جب کہ محذوف پر مخاطب کے لیے کوئی قرینہ موجود ہو جیسے "اقبل" وہ آ گیا" مراد اس سے علی ہے۔

(۲) بوقت ضرورت انکار کرنا: کبھی اس وجہ سے حذف کر دیا جاتا ہے تاکہ ضرورت کے وقت انکار کیا جا سکے جیسے کسی خاص شخص کا ذکر کرنے کے بعد تم کہو "لئیم" (کمینہ) خسیس (نالائق کنجوس)

(یہاں دوبارہ اس شخص کا نام ذکر نہیں کیا جاتا تا کہ بوقت ضرورت انکار ہو سکے)

(۳) محذوف کے معین ہونے پر تنبیہ کرنا: کبھی اس لیے حذف کیا جاتا ہے کہ مخاطب پر یہ تنبیہ ہو جائے کہ محذوف اس قدر معین ہے اور اس کو ہر شخص جانتا ہے کہ اس کے ذکر کی ضرورت ہی نہیں خواہ یہ تعیین حقیقی ہو خواہ ادعائی ہو۔

تعیین حقیقی کی مثال جیسے "خالق کل شیء" ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے"

(اصل میں "اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ" ہے لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ اللہ ہی ہر شئے کو پیدا کرنے والا ہے اس لیے اسم جلالت "اللہ" کو حذف کیا ہے)

تعیین ادعائی کی مثال جیسے "وھاب الالوف" ہزاروں کا دینے والا"

(اصل میں "السلطان وھاب الالوف" تھا تو دعویٰ کے مطابق "السلطان" کو حذف کردیا)

(۴) سامع کی دانش مندی کی آزمائش کرنا: کبھی سامع کی دانش مندی اور ہوشیاری کا امتحان لینے یا اس کی دانش مندی کی سطح و مقدار جاننے کے لیے حذف کیا جاتا ہے۔ امتحان لینے کی مثال جیسے "نـــورہ مستفاد من نور الشمس" کہ اس کا نور سورج کے نور سے حاصل شدہ ہے"

(یہاں "نـور القمر" کے بجائے "نورہ" کہا تا کہ معلوم ہو کہ سامع کو اس کا علم ہے یا نہیں) سطح و مقدار جاننے کی مثال جیسے "وَاسِطَةُ عِقْدِ الکَوَاکِبِ" ستاروں کے ہار کے درمیان کا بڑا استارہ ہے یا "ستاروں کے ہار کا امام ہے" یعنی بہترین جوہر ہے"

(یہاں سے بھی "القمر" کو حذف کیا گیا ہے)

(۵) مقام کی تنگی: کبھی وقت کی تنگی کی وجہ سے حذف کیا جاتا ہے چاہے یہ درد کے اظہار کی وجہ سے ہو چاہے موقع ومحل کے ہاتھ سے چلے جانے کے خطرہ سے ہو۔ درد و تکلیف کی مثال: جیسے شاعر کے اس شعر میں

قَالَ لِیْ کَیْفَ اَنْتَ قُلْتُ عَلِیْلٌ سَھَرٌ دَائِمٌ وَ حُزْنٌ طَوِیْلٌ

"اس نے مجھے کہا تم کیسے ہو؟ میں نے کہا بیمار ہوں لمبی بیداری ہے اور طویل غم ہے"

(یہاں "انا علیل" تھا تو "انا" حذف کردیا)

موقع ومحل کے فوت ہونے کی مثال جیسے شکاری کا قول "غزال" "ہرن"

(یہاں "ذالك غزال" تھا تو "ذالك" کو حذف کردیا)

(ب) فصاحت فی المفرد کی تعریف اور دیگر اصطلاحات کی مثالیں:

فصاحت فی المفرد کی تعریف: مفرد کا تنافر حروف، غرابت اور مخالفت قیاس سے خالی ہونا۔

تینوں کی مثالیں:

۱-تنافرحروف کی مثالیں: اَلظَّشُّ، خَشِنٌ، اَلْهِعْخَعُ اور اَلنُّقَاخُ ۔

۲-غرابت کی مثالیں: تکَأْکَأَ بمعنی اِجتَمَعَ، اِفْرِنْقَعَ بمعنیٰ اِنصَرَفَ ۔

۳-مخالفت قیاس کی مثالیں: جیسے متنبّی کے قول میں "بوق" کی جمع بوقات استعمال کرنا جبکہ قیاس کے مطابق اس کی جمع "اَبْوَاقٌ" ہے۔

اسی طرح متنبّی کے شعر میں لفظ "مَوْدَدَةٌ" خلاف قاعدہ ہے جبکہ قیاس کے مطابق "مَوَدَّةٌ" ہوگا۔

☆☆☆

الاختبار السنوی للشهادة العالية (بی اے)

"السنة الأولىٰ" للطلاب السنة ۱۴۴۲ھ/2021ء

الورقة السادسة: العقائد والمنطق

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　　مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

قسم اوّل……عقائد

سوال نمبر 1:- زيارة قبورهم قربة مستحبة و كذا الرحلة إليها قال العلماء رحمهم الله كانت زيارة القبور منهيا عنها فى صدر الإسلام ثم نسخ ذٰلك بقوله وفعله صلى الله عليه وسلم.

(الف) مذکورہ عبارت کی تشکیل اور ترجمہ کریں؟ ۱۰

(ب) انبیاء اور صالحین نیز عامۃ المسلمین کی قبور کی زیارت کا حکم تحریر کریں؟ ۱۰

(ج) قبر کو برکت کے لیے ہاتھ لگانے اور چومنے کا حکم لکھیں؟ ۵

سوال نمبر 2:- (الف) توسل کے عنوان پر مدلل اور مفصل مضمون لکھیں، نیز بتائیں توسل اور استغاثہ میں کیا فرق ہے؟ ۱۵

(ب) غیر اللہ سے استغاثہ کا جواز دلائل سے واضح کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 3:- درج ذیل میں سے کوئی سے پانچ عنوانات پر مختصر نوٹ لکھیں؟ ۲۵=۵×۵

کرامت ولی، زیارت قبور کا سنت طریقہ، محبت اہل بیت، اذان علی القبر، اثبات عذاب القبر، تلقین میت

قسم ثانی……منطق

سوال نمبر 4:- الرسالة مرتبة على مقدمة وثلث مقالات و خاتمة.

(الف) رسالہ کے ان امور پر مرتب ہونے کی وجہ حصر لکھیں نیز رسالہ سے کون سا رسالہ مراد ہے؟ مصنف کا نام بھی لکھیں؟ ۱۵

(ب) فن کی تعریف، موضوع، غرض وغایت اور اہمیت تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 5:- وهو حصول صورة الشئى فى العقل إشارة إلى تعريف مطلق التصور دون تصور فقط .

(الف) مذکورہ عبارت کی تشکیل و ترجمہ اور تشریح سپرد قلم کریں؟ ۱۰

(ب) هو ضمیر کا مرجع بتائیں نیز تصور فقط کی تعریف کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 6:- درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات لکھیں؟ ۲۵

فکر، دور، تسلسل، ترتیب، لابشرط شئی

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2021ء

چھٹا پرچہ: عقائد و منطق

قسم اوّل ...... عقائد

سوال نمبر 1:- زِيَارَةُ قُبُوْرِهِمْ قُرْبَةٌ مُسْتَحَبَّةٌ وَكَذَا الرِّحْلَةُ إِلَيْهَا قَالَ الْعُلَمَاءُ رَحِمَهُمُ اللهُ كَانَتْ زِيَارَةُ الْقُبُوْرِ مَنْهِيًّا عَنْهَا فِيْ صَدْرِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ نُسِخَ ذٰلِكَ بِقَوْلِهٖ وَفِعْلِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

(الف) مذکورہ عبارت کی تشکیل اور ترجمہ کریں؟

(ب) انبیاء اور صالحین نیز عامۃ المسلمین کی قبور کی زیارت کا حکم تحریر کریں؟

(ج) قبر کو برکت کے لیے ہاتھ لگانے اور چومنے کا حکم لکھیں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

ان کی قبور کی زیارت اور ان کی طرف سفر کر کے جانا مستحب ہے، علماء کرام فرماتے ہیں: ابتداء اسلام میں قبروں کی زیارت ممنوع تھی، پھر یہ ممانعت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اور عمل سے منسوخ ہو گئی۔

(ب) انبیاء، صالحین اور عامۃ الناس کی قبور کی زیارت کا شرعی حکم:

بلاشبہ انبیاء کرام، صالحین اور عام لوگوں کی زیارت قبور کے لیے جانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، بلکہ یہ

مسنون ہے۔ صحیح مسلم میں مذکور ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم نے تمہیں زیارت قبور سے منع کیا تھا' اب تم ان کی زیارت کیا کرو۔

امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت میں اتنا اضافہ ہے: زیارت قبور دلوں کو نرم' آنکھوں کو اشکبار کرتی ہے' اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رات کے آخری حصہ میں جنۃ البقیع (قبرستان مدینہ طیبہ) کی طرف تشریف لے جاتے اور فرماتے: اے مومن قوم کے گھر والو! تم پر سلام ہو' کل تمہارے پاس وہ (اجر و ثواب) آ جائے گا' جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا اور ہم تمہارے پاس پہنچنے والے ہیں' اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ اے اللہ! بقیع الغرقد (جنۃ البقیع) والوں کی مغفرت فرما۔ (مسلم)

(ج) حصول برکت کے لیے قبور کو چھونے اور چومنے کا شرعی حکم:

زیارت قبور کی طرح حصول برکت کے لیے قبور کو چھونے اور چومنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کی ممانعت نہیں فرمائی گئی اور نہ ہی ممانعت کے حوالے سے کوئی دلیل موجود ہے۔ روایت میں مذکور ہے کہ جب حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے' تو وہ رونے لگے اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے رخسار ملنے لگے۔

روایات میں مذکور ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنا دایاں دست اقدس مزار پر انوار پر رکھا کرتے تھے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے: جب ان سے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دینے کے بارے میں پوچھا گیا' تو انہوں نے جواب میں فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال نمبر 2:- (الف) توسل کے عنوان پر مدلل اور مفصل مضمون لکھیں نیز بتائیں توسل اور استغاثہ میں کیا فرق ہے؟

(ب) غیر اللہ سے استغاثہ کا جواز دلائل سے واضح کریں؟

جواب: (الف) ''توسل'' پر مفصل مضمون' نیز ''توسل'' اور ''استغاثہ'' میں فرق:

''توسل'' پر مفصل مضمون:

1: امام ترمذی' امام نسائی' امام بیہقی اور امام طبرانی رحمہم اللہ تعالیٰ سند صحیح سے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک نابینا صحابی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور

عرض کیا: یارسول اللہ! دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری بینائی پر پڑے ہوئے پردے کو دور فرما دے؟ آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو، ہم دعا کریں اور اگر چاہو تو صبر کرو اور صبر تمہارے لیے بہتر ہے، انہوں نے عرض کیا کہ آپ دعا فرمائیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ اچھی طرح وضو کرو اور یہ دعا مانگو: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ شَفِّعْہُ فِیَّ۔

"اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف تیرے نبی محمد مصطفیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے متوجہ ہوتا ہوں، یارسول اللہ! میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت کے سلسلے میں متوجہ ہوں تا کہ برائی جائے، اے اللہ! اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت میرے بارے میں قبول فرما۔"

وہ صحابی چلے گئے پھر وہ اس حال میں واپس آئے کہ ان کی بینائی بحال ہو چکی تھی۔

امام بیہقی کی روایت میں ہے: فقام وقد ابصر وہ صحابی اٹھ کھڑے ہوئے تو ان کی بینائی بحال ہو چکی تھی۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل بھی ہے، اور آپ کو ندا بھی ہے، اپنی حاجتوں کے پورا کرنے کے لیے صحابہ کرام، تابعین اور سلف وخلف نے اس دعا کو اپنا معمول بنایا ہے۔

2: امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب قحط واقع ہوتا، تو حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے بارش کی دعا مانگتے اور عرض کرتے: اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرتے تھے اور تو بارش عطا فرماتا تھا، اب ہم اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں، ہمیں بارش عطا فرما! حضرت انس فرماتے ہیں کہ لوگوں کو بارش سے سیراب کر دیا جاتا۔

توسل اور استغاثہ میں فرق:

توسل کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبوب ہستیوں کے ذکر سے برکت حاصل کی جائے، کیونکہ یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بندوں پر رحم فرماتا ہے، ان سے توسل کا مطلب یہ ہے کہ حاجتوں کے بر آنے اور مطالب کے حاصل ہونے کے لیے انہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ اور واسطہ بنایا جائے، کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری نسبت زیادہ قرب حاصل ہے، اللہ تعالیٰ ان کی دعا پوری فرماتا ہے، اور ان کی شفاعت قبول فرماتا ہے۔ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: میرے بندے نے فرائض سے بڑھ کر کسی محبوب شے کے ذریعے میرا قرب حاصل نہیں کیا، میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل

کرتے کرتے اس مقام کو پہنچ جاتا ہے میں اسے محبوب بنالیتا ہوں' اور جب اسے محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کی قوت سمع بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہے' اور اس کی قوت بصر بن جاتا ہوں۔ جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے' اس کا ہاتھ ہوتا ہوں جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے' اور اس کا رجل (قوت) ہوتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں اور اگر میری پناہ مانگے تو اسے ضرور پناہ دیتا ہوں۔

استغاثہ کا مطلب ہے بندے کا کسی مصیبت اور مشکل میں واقع ہونے کے وقت کسی ایسی ہستی سے امداد اور دستگیری طلب کرنا' جو اس کی حاجت پوری کرے اور مشکل آسان کرے۔

(ب) غیر اللہ سے استغاثہ کا جواز مع دلائل:

ہاں! اللہ تعالیٰ مخلوق سے سبب اور واسطہ ہونے کی حیثیت سے امداد طلب کرنا جائز ہے' کیونکہ امداد حقیقتاً تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے' لیکن اس کا مطلب نہیں ہے کہ اس نے امداد کے اسباب اور واسطے بھی پیدا نہیں فرمائے' اس کی دلیل حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی امداد فرماتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی امداد میں مصروف رہے' اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا۔ دوسری حدیث میں راستے کے حقوق بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''مصیبت زدہ کی امداد کرو اور گم کردہ راہ کی رہنمائی کرو۔'' اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت کیا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امداد کرنے کی نسبت بندے کی طرف فرمائی اور ایک دوسرے کی امداد کرنے کی تلقین فرمائی۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ ''کتاب الزکوٰۃ'' میں روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سورج قریب ہو جائے گا' یہاں تک کہ پسینہ آدھے کان تک پہنچ جائے گا' لوگ اس حالت میں حضرت آدم علیہ السلام' پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر سید العالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کریں گے۔ (الحدیث) تمام اہل محشر انبیاء کرام علیہم السلام سے مدد طلب کرنے کے جواز پر متفق ہوں گے یہ اتفاق اس بنا پر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ انہیں الہام فرمائے گا' یہ حدیث انبیاء کرام علیہم السلام سے دنیا اور آخرت میں توسل اور استعانت کے مستحب ہونے کی قوی دلیل ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی راستے سے بھٹک جائے' یا امداد کا طلب گار ہو اور وہ ایسی زمین میں ہو جہاں کوئی غمگسار نہ ہو' تو کہے: یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَغِیْثُوْنِیْ اور ایک روایت میں ہے اَعِیْنُوْنِیْ اے اللہ کے بندو! میری امداد کرو' کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں جنہیں تم نہیں دیکھتے۔

اس حدیث میں صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے بندوں سے مدد طلب کرنا اور انہیں ندا کرنا جائز ہے

جو غائب ہوں۔

سوال نمبر 3:- درج ذیل عنوانات پر مختصر نوٹ لکھیں؟

کرامت ولی، زیارت قبور کا سنت طریقہ، محبت اہل بیت، اذان علی القبر، اثبات عذاب القبر، تلقین میت

جواب: (۱) کرامت ولی:

اولیاء کرام کی کرامت حق ہے، پس ولی کے لیے کرامت عادت ظاہر ہوتی ہے، مثلاً تھوڑے وقت میں طویل فاصلے کا طے کرنا، بوقت حاجت کھانے، پانی اور لباس کا ظاہر ہونا، پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا، پتھروں اور بے زبان جانوروں کا گفتگو کرنا و غیـــر ذٰلك اور یہ اس رسول کا معجزہ ہے، جس کے ایک امتی کے ہاتھ پر کرامت ظاہر ہوئی ہے، کیونکہ کرامت سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ولی ہے، اور ولی ہرگز نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنی دینداری میں سچا نہ ہو اور اس کی دینداری یہ ہے کہ وہ دل اور زبان سے اپنے رسول کی رسالت کا اقرار کرے۔

(۲) زیارت قبور کا سنت طریقہ:

اس کی دلیل وہ حدیث ہے جو امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صحیح میں روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب ان کی زیارت کیا کرو۔

امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت میں اس پر اضافہ ہے کہ زیارت قبور، دلوں کو نرم اور آنکھوں کو اشکبار کرتی ہے، اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے آخری حصے میں جنت البقیع شریف (مدینہ منورہ کے قبرستان) کی طرف تشریف لے جاتے اور فرماتے: اے مومن قوم کے گھر والو! تم پر سلام ہو، کل تمہارے پاس وہ (اجر ثواب) آجائے گا جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا اور ہم ان شاء اللہ تعالیٰ تمہارے پاس پہنچنے والے ہیں۔ اے اللہ! بـقـیـع الـغـرقـد (جنت البقیع شریف) والوں کی مغفرت فرما، اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو زیارت قبور کی دعا سکھائی، جب انہوں نے عرض کیا کہ میں اہل قبور کو کیا کہوں؟ تو آپ نے فرمایا: یوں کہو: تم پر سلام ہو گھروں والے مومنو مسلمانو! اللہ تعالیٰ ہمارے پہلوں اور پچھلوں پر رحم فرمائے، اور ہم ان شاء اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔

س: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: اللہ تعالیٰ قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر

لعنت فرمائے۔اس کا کیا مطلب ہے؟

ج: علماء فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس صورت پر محمول ہے جب عورتیں میت کی خوبیاں گنوانے رونے اور نوحہ کرنے کے لیے قبروں کی زیارت کریں جیسے کہ ان کی عادت ہے ایسی زیارت حرام ہے اور اگر ان مقاصد کے لیے نہ ہو تو حرج نہیں۔

(۳) محبت اہل بیت:

یہ امر آپ کے ذہن میں رہے کہ عوام و خواص میں مشہور ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اور اولاد کی محبت تمام مسلمانوں پر فرض ہے' آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ میں ان کی محبت اور مودت کی ترغیب اور اس کا حکم دیا گیا ہے' اکابر صحابہ کرام' تابعین اور ائمہ سلف صالحین اسی پر عمل پیرا رہے ہیں۔

اہل بیت کرام کی محبت کے واجب ہونے پر دلالت کرنے والی وہ آیت جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا:

اے حبیب! آپ فرما دیجئے کہ اس (تبلیغ دین) پر میں تم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا سوائے قرابت کی محبت کے۔ امام احمد' طبرانی اور حاکم روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کے قریبی رشتہ دار کون ہیں؟ جن کی محبت ہم پر واجب ہے' فرمایا: علی مرتضیٰ' فاطمہ اور ان کے دو بیٹے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حضرت سعید بن جبیر' اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں فرماتے ہیں: مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ داروں کی محبت۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اور جو شخص نیکی کرے ہم اس کے لیے اس نیکی میں حسن کا اضافہ کریں گے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: حسنہ سے مراد آل محمد کی محبت ہے۔

امام ابن ماجہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہے کہ جب ان کے پاس ہمارے اہل بیت کا کوئی فرد بیٹھتا ہے تو وہ اپنی گفتگو ختم کر دیتے ہیں' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' کسی شخص کے دل میں اس وقت ایمان داخل ہو سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ کے لیے اور ہماری رشتہ داری کی بنا پر ان سے محبت رکھے۔

(۴) اذان علی القبر:

جائز ہے' کیونکہ اذان ذکر ہے' اور ذکر عبادت ہے' اللہ تعالیٰ اس مقام پر رحمت و برکت نازل فرماتا ہے جہاں اس کا ذکر کیا جاتا ہے' قبر والا رحمت و برکت کا زیادہ مستحق ہے۔

اس پر دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤذن کی مغفرت فرماتا ہے' جہاں

تک مؤذن کی آواز پہنچتی ہے (یعنی جتنی دور تک اس کی آواز جائے گی اتنی ہی مغفرت وسیع ہوگی) اور اس کی آواز سننے والی ہر تر اور خشک چیز اس کی مغفرت کی دعا مانگتی ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل: ۲/۱۳۶)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اذان سبب مغفرت ہے، اور قبر والا مغفرت کا محتاج ہے، علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نماز کے علاوہ بھی اذان سنت ہے، جیسے نومولود بچے، غم رسیدہ، مرگی کے مریض، سخت غصے میں مبتلا شخص، بد اخلاق انسان یا چارپائے کے مکان میں اذان دینا، اسی طرح لشکر کے ہجوم، آگ لگنے کے موقع پر اور میت کو قبر میں اتارتے وقت، دنیا میں پہلی مرتبہ آمد پر قیاس کرتے ہوئے (یعنی جب بچہ اس دنیا میں آتا ہے اس کے کان میں اذان دی جاتی ہے، اسی طرح جب وہ اس دنیا سے رخصت ہو کر قبر میں پہنچا تو اذان دی جائے۔ (در المختار، باب الاذان: ۱/۲۵۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث بھی دلیل ہے جسے امام احمد، طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ دفن کیے گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تسبیح پڑھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی دیر تک آپ کے ساتھ تسبیح پڑھی (یعنی سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے رہے) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی تو صحابہ کرام بھی تکبیر کہتے رہے (یعنی اللہ اکبر کہتے رہے) پھر صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے پہلے تسبیح پھر تکبیر کیوں پڑھی؟ آپ نے فرمایا: اس مرد صالح پر اس کی قبر تنگ ہوگئی تھی (ہم نے تسبیح اور تکبیر پڑھی) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی قبر کو وسیع فرما دیا۔

(مسند احمد بن حنبل: ۳/۳۶۰/۳۷۷)

علامہ طیبی "شرح مشکوٰۃ" میں اس حدیث کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم تکبیر کہتے رہے، اور تم تکبیر کہتے رہے، ہم تسبیح کرتے رہے، اور تم تسبیح کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی قبر کشادہ فرما دی۔ (شرح الطیبی: ۱/۲۹۱)

(مطلب یہ کہ اذان بھی تکبیر اور شہادت پر مشتمل ہے، صاحب قبر اس کی برکتوں سے مستفیض ہوگا)

حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک جنازے میں حاضر ہوئے، آپ نے جب جنازے کو لحد میں رکھا تو کہا: بسم اللہ وفی سبیل اللہ (اللہ کے نام سے اور اللہ کی راہ میں) جب لحد برابر کی تو دعا فرمائی: اے اللہ! اس کو شیطان اور عذاب قبر سے محفوظ فرما پھر فرمایا: میں نے یہ دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی۔ (سنن ابن ماجہ: ص/۱۱۲)

کیونکہ سبزہ تسبیح پڑھتا ہے جب ایسا ہے تو اذان بطریق اولیٰ میت کو نفع دے گی جو تکبیر و تہلیل اور دو شہادتوں پر مشتمل ہے نیز اذان شیطان سے پناہ دینے والی ہے، اور اس کی پیٹھ پھیرنے والی ہے جیسے حدیث شریف میں وارد ہوا ہے، کہ جب مؤذن اذان دیتا ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا (یعنی ہوا خارج کرتا ہوا) پشت پھیر جاتا ہے۔ (صحیح مسلم: ۱/۱۶۷)

نیز حدیث شریف میں ہے: جب کسی بستی میں اذان دی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس دن بستی کو اپنے عذاب سے محفوظ فرما دیتا ہے۔ (الطبرانی الکبیر: ۱/۲۵۷، ۷۴۶)

نیز قبر پر اذان دینے میں میت کا فائدہ ہے، یعنی قبر میں منکر نکیر کے حاضر ہونے کے وقت اسے تلقین کی جا رہی ہے، اور اسے نئے ماحول سے مانوس کیا جا رہا ہے، اور یہ طریقہ نئے ماحول سے مانوس کیا جا رہا ہے، اور یہ امر شرعاً مطلوب ہے حدیث پاک میں ہے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ جب مجھے دفن کرو تو میری قبر پر مٹی کی کوہان بنانا پھر میری قبر کے پاس اتنی دیر ٹھہرنا جتنی دیر میں اونٹ نحر کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جا سکے یہاں تک کہ میں تمہارے ذریعے انس حاصل کروں اور دیکھوں کہ میں اپنے رب کے بھیجے ہوئے فرشتوں کا کیا جواب دیتا ہوں؟ (مسلم شریف: ۱/۷۶)

جب قبر پر مسلمانوں کے صرف کھڑے ہونے کا فائدہ ہے اگر اس کے ساتھ اذان کے کلمات ادا کیے جائیں تو کیا حال ہوگا؟ (یعنی فائدہ کیوں نہ ہوگا؟)

(۵) اثبات عذاب القبر:

اثبات عذاب قبر پر آیات سے دلائل درج ذیل ہیں:

۱- فرعونیوں کو قبر میں صبح و شام آگ کا عذاب دیا جاتا ہے، اور قیامت کے دن ان کے متعلق فرشتوں سے کہا جائے گا کہ انہیں سخت عذاب سے دوچار کیا جائے۔ (القرآن)

۲- قوم نوح پانی میں غرق کیے جانے کے بعد فوراً آگ میں داخل کر دی گئی، کیونکہ ابھی وہ عالم برزخ میں ہیں۔ لہٰذا عالم برزخ کا عذاب ثابت ہوا۔ (القرآن)

اسی طرح احادیث سے بھی عذاب قبر ثابت ہوتا ہے، ان میں سے چند احادیث درج ذیل ہیں:

۱- تم پیشاب کے قطروں سے بچو، کیونکہ اکثر عذاب قبر اس وجہ سے ہوتا ہے۔

۲- قبر، جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

(۶) تلقین میت:

بالغ میت کو دفن کے بعد تلقین کرنا بہت سے علماء کرام کے نزدیک مستحب ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: آپ یاد دلائیے کیونکہ یاد دلانا مومنوں کو فائدہ دیتا ہے۔

شافعیہ، اکثر حنبلیوں، محققین احناف اور مالکیہ نے تلقین کو مستحب قرار دیا ہے یہی وہ حالت ہے جب بندہ یاد دہانی کا بہت ہی محتاج ہوتا ہے۔ ابن تیمیہ نے فتاویٰ میں بیان کیا ہے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت سے ثابت ہے کہ انہوں نے تلقین کا حکم دیا۔ امام احمد نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں، امام شافعی اور امام احمد کے اصحاب میں سے ایک جماعت نے اسے مستحب قرار دیا، ابن تیمیہ نے یہ بھی کہا کہ یہ امر ثابت ہے

کہ قبر والے سے سوال کیا جاتا ہے اور اس کے لیے دعا کا حکم دیا گیا ہے اسی لیے کہا گیا ہے کہ تلقین اسے فائدہ دیتی ہے کیونکہ قبر والا آواز سنتا ہے جیسے کہ صحیح حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبر والا رخصت کرنے والوں کے جوتوں کی آہٹ کو سنتا ہے اور یہ بھی فرمایا: تم ہماری گفتگو کو (جنگ بدر کے) مقتولین سے زیادہ سننے والے ہو۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ ملخصاً)

قسم ثانی ...... منطق

سوال نمبر 4:- الرسالة مرتبة على مقدمة وثلث مقالات و خاتمة ۔

(الف) رسالہ کے ان امور پر مرتب ہونے کی وجہ حصر لکھیں نیز رسالہ سے کون سا رسالہ مراد ہے؟ مصنف کا نام بھی لکھیں؟

(ب) فن کی تعریف موضوع غرض وغایت اور اہمیت تحریر کریں؟

جواب: (الف) رسالہ کو اجزاء خمسہ پر ترتیب دینے کی وجہ حصر:

ماتن نے اپنے رسالہ کو اجزاء خمسہ مذکورہ پر ترتیب اس لیے دیا ہے کہ جس چیز کا منطق میں جاننا ضروری ہے وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو اس میں شروع فی المنطق موقوف ہوگا یا نہ ہوگا اگر اوّل ہو تو یہ مقدمہ ہے اور اگر ثانی ہے تو اس میں بحث یا تو مفردات سے ہوگی یہ مقالہ اوّل ہے یا بحث مرکبات سے ہوگی یہ بھی دو حال سے خالی نہیں یا تو اس میں بحث مرکبات غیر مقصود بالذات ہوگی یہ مقالہ ثانیہ ہے یا ان مرکبات سے بحث ہوگی جو مقصود بالذات ہیں پھر یہ بھی دو حال سے خالی نہیں یا تو ان میں بحث باعتبار صورت ہوگی یہ مقالہ ثالثہ ہے اور یا بحث باعتبار مادہ ہوگی اور یہ خاتمہ ہے۔

"رسالہ" سے مراد اور اس کے مصنف کا نام:

یہاں رسالہ سے مراد "القطبی فی المنطق" کا متن ہے اور اس کا نام "رسالہ شمسیہ" ہے جس کے مصنف کا نام علامہ علی بن عمر بن علی کاتبی رحمہ اللہ تعالیٰ ہے۔ یاد رہے کتاب "القطبی فی المنطق" اس کی شرح ہے۔

(ب) فن کی تعریف موضوع اور غرض وغایت:

۱- تعریف منطق: ایسے قوانین کا جاننا ہے جن کا لحاظ ذہن کو غور وفکر میں غلطی سے بچائے۔

۲- موضوع: معرف وقول شارح اور دلیل وحجت ہے۔

۳- غرض وغایت: کسی چیز میں غور وفکر کرتے وقت ذہن کو غلطی سے بچانا۔

سوال نمبر 5:- وَهُوَ حُصُوْلُ صُوْرَةِ الشَّيْءِ فِي الْعَقْلِ إِشَارَةٌ إِلٰى تَعْرِيفِ مُطْلَقِ التَّصَوُّرِ

دُوْنَ تَصَوُّرٍ فَقَطْ .

(الف) مذکورہ عبارت کی تشکیل وترجمہ اور تشریح سپرد قلم کریں؟

(ب) هُوَ ضمیر کا مرجع بتائیں نیز تصور فقط کی تعریف کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب' ترجمہ اور وضاحت عبارت:

نوٹ: اعراب عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

اور وہ (علم) کسی چیز کی تصویر کا عقل میں حاصل ہونا ہے' مطلق تصور کی طرف اشارہ ہے' سوائے تصور فقط کے۔

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ علم کے پانچ معانی میں سے ایک معنیٰ بیان کر رہے ہیں کہ وہ کسی چیز کی صورت کا ذہن میں حاصل ہونا ہے۔ ان الفاظ میں مطلق تصور کی تعریف کی گئی ہے' کیونکہ یہ کسی قید سے آزاد ہوتا ہے۔ یہ تعریف تصور فقط کی نہیں ہو سکتی' کیونکہ وہ قید سے آزاد نہیں ہوتا۔ الغرض مصنف علم کی تعریف اور اس کی تقسیم بیان کرنا چاہتے ہیں۔

(ب) "هُوَ" ضمیر کا مرجع:

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ عبارت "هو حصول صورة الشيء في العقل" میں علم کی تعریف بیان کر رہے ہیں۔ شارح رحمہ اللہ تعالیٰ اس عبارت میں مذکور "هُوَ" ضمیر کے مرجع کے حوالے سے بحث کر رہے ہیں کہ اس ضمیر کے مرجع میں دو احتمال ہیں: (i) اس کا مرجع مطلق تصور ہو' (ii) اس کا مرجع تصور فقط ہے۔

"هُوَ" ضمیر کا مرجع تصور فقط بنانا درست نہیں ہے' اس لیے کہ اگر هُوَ ضمیر کا مرجع تصور فقط بنانے کی صورت میں عبارت "حُصُوْلُ صُوْرَةِ الشَّيْءِ فِي الْعَقْلِ" سے تصور فقط کی تعریف ہو جائے گی کہ "تصور فقط کسی شی ء کی صورت کا عقل میں آنا ہے" تو اس صورت میں یہ تعریف تصور فقط کے مقابل اور قسیم یعنی تصدیق پر بھی صادق آئے گی' اس لیے کہ اس میں بھی "حُصُوْلُ صُوْرَةِ الشَّيْءِ فِي الْعَقْلِ" ہوتا ہے۔ الغرض! اگر "هُوَ" ضمیر کا مرجع تصور فقط کو بنائیں تو اس صورت میں یہ تعریف دخول غیر سے مانع نہیں ہوگی اور تعریف کا دخول غیر سے مانع نہ ہونا محال ہے' تو هُوَ ضمیر کا مرجع تصور فقط کو بنانا بھی محال ہوگا۔ جب "هُوَ" ضمیر کا مرجع تصور فقط کو بنانا محال ہے تو "هُوَ" ضمیر کا مرجع مطلق تصور ہی متعین ہوا۔

سوال نمبر 6:- درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات لکھیں؟

فکر' دور' تسلسل' ترتیب' لابشرط شیء

جواب: اصطلاحات کی تعریفات:

(۱) فکر: امور معلومہ کو اس طرح ترتیب دینا کہ ذہن امر مجہول تک پہنچ جائے مثلاً جب انسان کی

معرفت حاصل کرنے کا ارادہ کریں اور ہمیں حیوان کا علم ہو اور ناطق کا بھی علم ہو، پھر ہم حیوان کو مقدم اور ناطق کو مؤخر کر کے یوں کہیں "حیوان ناطق" اس لیے کہ جنس، فصل پر مقدم ہوا کرتی ہے، تو اس سے ہمیں ایک امر مجہول یعنی انسان کا علم حاصل ہو جائے گا۔

۲-دور: ایک چیز کا موقوف ہونا ہے دوسری ایسی چیز پر کہ وہ دوسری چیز پہلی چیز پر موقوف ہو بشرطیکہ جہت توقب ایک ہو۔

اس کی دو اقسام ہیں:

(i) دور بلا واسطہ، اس کو دور مصرح بھی کہتے ہیں۔

(ii) دور بالواسطہ، اس کو دور مضمر بھی کہتے ہیں۔

۳-تسلسل: امور غیر متناہیہ کا مرتب ہونا۔

۴-ترتیب: متعدد اشیاء کو اس طرح کر دینا کہ ان اشیاء پر ایک نام کا اطلاق کیا جا سکے، اور ان میں سے بعض کی نسبت دوسرے بعض کی طرف تقدم اور تأخر کے ساتھ ہو۔

۵-لابشرط شیء: اس سے مراد مطلق تصور ہے۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

سالانہ امتحان شهادة الثانوية العالية (بی اے- سال اوّل)

(برائے طلباء) الموافق سنة 1443ھ 2022ء

الورقة الأولیٰ: التفسير وأصوله

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دوسوال حل کریں۔

قسم اول......تفسیر

سوال نمبر1:-واذ كر إذ قال إبراهيم لأبيه وقومه إنني براء أي بری ء مما تعبدون إلا الذی فطرنی خلقنی فإنه سيهدين يرشدنی لدينه ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟ ۵+۱۰+۵=۲۰

(ب) "إذ قال" سے پہلے "اذكر" کیوں لایا؟ اور "اذكر" کا مخاطب کون ہے نیز بتائیں لأبيه سے کیا مراد ہے والد یا چچا؟ ۱۰

(ج) "براء" کون سا صیغہ ہے نیز بتائیں إلا الذی میں استثنا کیسا ہے؟ ۱۰

سوال نمبر2:-فأقبلت امرأته سارة فی صرة صيحة حال أی جاءت صائحة فصكت وجهها لطمته وقالت عجوز عقيم لم تلد قط ۔

(الف) عبارت کی تشکیل، ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟ ۵+۱۰+۵=۲۰

(ب) عجوز عقيم ترکیب میں کیا بنتا ہے؟ آپ نے طمانچہ کیوں مارا؟ سارہ کون تھیں؟ ۱۰

(ج) بغلم عليم کا مفہوم بیان کریں اور اس سے کون مراد ہیں؟ ۱۰

سوال نمبر3:-يأيها الذين اٰمنوا لاترفعوا أصواتكم إذا نطقتم فوق صوت النبی إذا نطق ولا تجهروا له بالقول إذا ناجيتموه كجهر بعضكم لبعض بل دون ذلك إجلالًا أن تحبط أعمالكم وأنتم لاتشعرون أی خشية ذلك بالرفع والجهر المذكورين ۔

(الف) تفسیری عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز آیت کا شان نزول بیان کریں؟ ۵+۱۰+۵=۲۰

(ب) بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ آداب تحریر کریں نیز آداب حضور علیہ السلام کے

ظاہری وصال کے بعد بھی ہیں یا نہیں اور کیوں؟ وجہ بیان کریں؟ ۱۰

(ج) حجرات کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ یہ کس کی جمع ہے؟ ۱۰

قسم ثانی......اصول تفسیر

سوال نمبر 4:-کوئی سے دو اجزاء کا جواب دیں؟

(الف) قرآن پاک کا اسلوب اور انداز کیسا ہے؟ بیان کریں؟ ۱۰

(ب) قرآن پاک نے جن علوم پنجگانہ کو صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے ان کے نام اور تعارف لکھیں؟ ۱۰

(ج) قرآنی آیات اور اشعار میں فرق تحریر کریں؟ ۱۰

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2022

پہلا پرچہ: تفسیر و اصول تفسیر

قسم اوّل......تفسیر

سوال نمبر 1:-وَاذْكُرْ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ يُرْشِدُنِي لِدِينِهِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ و تشریح سپرد قلم کریں؟

(ب) "إذ قال" سے پہلے "اذکر" کیوں نکالا؟ اور "اذکر" کا مخاطب کون ہے نیز بتائیں لأبیہ سے کیا مراد ہے والد یا چچا؟

(ج) "براء" کون سا صیغہ ہے نیز بتائیں إلا الذی میں استثنا کون سا ہے؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: اور یاد کرو جب حضرت ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا: بے شک میں بری ہوں اس سے جس کی تم عبادت کرتے ہو، مگر وہ ذات جس نے مجھے پیدا کیا۔ پس بیشک وہ جلد ہی اپنے دین کی طرف میری راہنمائی کرے گا۔

تشریح العبارۃ: اس آیت مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عرفی باپ یعنی ان کے چچا آزر شرک کرتے تھے۔ اگر عقائد میں تقلید کرنا برحق ہوتا تو یقیناً حضرت ابراہیم ان کی پیروی

کرتے۔ لیکن آپ نے عقائد میں ان کی تقلید نہیں کی۔ ان کے شرک اور بت پرستی سے اعراض کیا اور بیزاری کا اظہار کرنے سے یہ واضح ہو گیا کہ عقائد میں باپ دادا کی تقلید کرنا جائز نہیں ہے۔ آپ نے اپنے خالق کا استثناء فرمایا۔ سواللہ کے یہ استثناء منقطع ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پہلے ہی ہدایت یافتہ تھے لیکن معرفت الٰہی کے مراتب غیر متناہی ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان کو ایک کے بعد دوسرے مرتبہ کی طرف ہدایت کرے گا۔

(ب) "اُذْكُرْ" مقدر کی وجہ:

اُذْكُرْ مقدر نکال کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ اِذْ قَالَ الخ کا عامل مقدر ہے اور وہ اُذْكُرْ ہے۔

اُذْكُرْ کا مخاطب: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے۔

لابیہ سے مراد: اس سے مراد آپ کے چچا ہیں کہ وہ بت پرست تھے، آپ کے والد نہیں، کیونکہ تمام انبیاء کے والدین کریمین موحد ہوئے ہیں۔

(ج) براءٌ صیغہ:

یہ مصدر کا صیغہ ہے۔

اِلَّا الَّذِیْ میں استثناء: اس استثناء میں دو احتمال ہو سکتے ہیں:

i- اگر اِنَّهُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْاَصْنَامَ پر محمول کریں، تو یہ استثناء منقطع ہوگا۔

ii- اگر اِنَّهُمْ كَانُوْا يُشْرِكُوْنَ مَعَ اللهِ الْاَصْنَامَ پر محمول کریں تو یہ استثناء متصل ہوگا۔

سوال نمبر 2:- فَاَقْبَلَتْ اِمْرَاَتُهٗ سَارَةٌ فِيْ صَرَّةٍ صَيْحَةٍ حَالٌ اَيْ جَاءَتْ صَائِحَةً فَصَكَّتْ وَجْهَهَا لَطَمَتْهُ وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ لَمْ تَلِدْ قط۔

(الف) عبارت کی تشکیل، ترجمہ و تشریح سپرد قلم کریں؟

(ب) عُجُوْزٌ عَقِيْمٌ ترکیب میں کیا بنتا ہے؟ آپ نے طمانچہ کیوں مارا؟ سارہ کون تھیں؟

(ج) بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ کا مفہوم بیان کریں اور اس سے کون مراد ہیں؟

جواب: (الف) تشکیل العبارۃ: حرکات و سکنات اوپر لگا دی گئی ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: آپ کی بیوی یعنی سارہ چیخ و پکار کی حالت میں آئی۔ پس اپنے چہرے پر طمانچہ مارا اور کہا: میں بوڑھی ہوں، کبھی اولاد کو جنم نہیں دے سکتی۔

تشریح العبارۃ: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم پر بہت سے انعام فرمائے۔ بذریعہ وحی آپ کو حضرت اسحٰق کی پیدائش کی بھی خوشخبری دی۔ اور یہ بہت بڑا فضل و انعام ہے۔ یہ خوشخبری لانے والے فرشتے تھے، جو حضرت لوط کی قوم کو حکم الٰہی سے عذاب دینے آئے تھے۔ جب آپ کو یہ خوشخبری ملی تو حضرت سارہ یہ سن کر

حیران ہو گئیں اور اظہار تعجب میں اپنے چہرے پر ہاتھ مارا اور کہا کہ میں تو بوڑھی ہو چکی ہوں۔ تو اس حالت میں میں کیونکر بچہ پیدا کر سکتی ہوں؟ مگر اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی چیز محال نہیں۔ وہ ہر شئی پر قادر ہے۔ چنانچہ حسب وعدہ آپ کو بیٹا عطا فرمایا۔

(ب) عُجُوزٌ عَقِیْمٌ کی ترکیب:

موصوف اور صفت مل کر خبر ہیں مبتداء محذوف کا، جو کہ "انــا" ہے۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

طمانچہ مارنے کی وجہ: اظہار تعجب کے لیے۔

سارہ کون تھیں؟: آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی اور حضرت اسحٰق کی والدہ تھیں۔

(ج) بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ کا مفہوم:

بغلٰم علیم سے مراد ہے کثیر علم والا بڑا عالم۔

بغلٰم علیم سے مراد: اس سے مراد حضرت اسحٰق ہیں۔

سوال نمبر 3: یایها الذین آمنوا لاترفعوا أصواتکم إِذَا انْطَقْتُمْ فوق صوت النبی إِذَا نَطَقَ ولا تجهروا له بالقول إِذَا نَاطَقْتُمُوْهُ کجهر بعضکم لبعض بَلْ دُوْنَ ذٰلِكَ إِجْلَالًا لَهٗ أن تحبط أعمالکم وأنتم لاتشعرون أَیْ خَشْیَةَ ذٰلِكَ بِالرَّفْعِ وَالْجَهْرِ الْمَذْکُوْرَیْنِ ۔

(الف) تفسیری عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز آیت کا شان نزول بیان کریں؟

(ب) بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ آداب تحریر کریں نیز آداب حضور علیہ السلام کے ظاہری وصال کے بعد بھی ہیں یا نہیں اور کیوں؟ وجہ بیان کریں؟

(ج) حجرات کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ یہ کس کی جمع ہے؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: (اے ایمان والو! اپنی آوازیں بلند نہ کرو) جب تم نطق کرو (نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک پر) جب وہ نطق فرمائیں (اور ان سے اونچی آواز میں بات نہ کرو) جب تم ان سے ہم کلام ہو (جیسے کہ آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو) بلکہ آپ کی جلالت و بزرگی کی وجہ سے آپ سے کم مقدار میں بولو (ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو اس کی خبر بھی نہ ہو) یعنی آواز بلند کرنے سے تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں گے۔

آیتِ مبارکہ کا شانِ نزول:

یہ آیت اس شخص سے متعلق نازل ہوئی، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اپنی آوازوں کو بلند

کرتا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بیان کردہ روایت کے مطابق یہ آیت ثابت بن قیس بن شماس کے حق میں نازل ہوئی کہ وہ ثقل سماعت کا شکار تھے اور ان کی آواز بات کرنے کے دوران بلند ہو جاتی تھی۔

(ب) بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ آداب:

بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ آداب یہ ہیں:

i- اپنی آواز کو آپ کی آواز پر بلند نہ کیا جائے۔

ii- آپ کے قول و فعل پر اپنے قول و فعل کو مقدم نہ کیا جائے۔

iii- آپ کی بارگاہ میں نہایت نیاز مندی اور عاجزی و انکساری کا مظاہرہ کیا جائے۔

iv- آپ کو بھی ندا کی جائے تو نہایت ادب و احترام اور تعظیم و اکرام والے القاب استعمال کیے جائیں۔

v- آپ کے سامنے پست آواز میں کلام کیا جائے۔

آداب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری وصال کے بعد بھی ہیں یا نہیں؟

جی ہاں! حضور کا ادب و احترام جس طرح آپ کی حیات طیبہ میں کرنا مقصود ہے بالکل ویسے ہی ظاہری وصال کے بعد بھی لازم ہے۔ آپ اپنی قبر انور میں موجود ہیں۔ ہر چیز آپ کے سامنے ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کے جسموں کو کھانا مٹی پر حرام کر دیا ہے۔ اس کی دلیل یوں ہے کہ جب آپ سفر معراج پر گئے تو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر انور میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

(ج) حجرات کی تعریف:

زمین کا وہ حصہ جس پر دیوار یا اس کی مثل گھیراؤ کیا جائے، حجرات کہلاتا ہے۔

حجرات کا مفرد: اس کا مفرد "حجرۃ" ہے یعنی یہ حجرۃ کی جمع ہے۔

حصہ دوم...... اصول تفسیر

سوال نمبر 4:- کوئی سے دو اجزاء کا جواب دیں؟

(الف) قرآن پاک کا اسلوب اور انداز کیسا ہے؟ بیان کریں؟

(ب) قرآن پاک نے جن علوم پنجگانہ کو صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے ان کے نام اور تعارف لکھیں؟

(ج) قرآنی آیات اور اشعار میں فرق تحریر کریں؟

جواب: (الف) اسلوب قرآن:

قرآن کریم آخری الہامی کتاب ہے، جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ یہ تمام آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔ تمام آسمانی کتب کا احاطہ کیے ہوئے ہے، اس کے تمام مضامین اور حقائق مقتضیٰ محال کے مطابق ہیں۔ اس کا اسلوب اور انداز نہایت دلنشین اور حکیمانہ ہے۔ اس میں اصول دین کو یوں بیان کیا گیا ہے کہ پڑھنے والے کا دل اثر انداز ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس میں احکام اور معاملات کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ بخاری شریف میں ہے "ہر نبی کو ایسی نشانیاں معجزات عطا ہوئے جنہیں دیکھ کر بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔ بے شک جو مجھے عطاء کیا گیا ہے مجھے یقین ہے کہ قیامت کے دن مجھے جاننے والے کثیر تعداد میں ہوں گے"۔

اس کے علاوہ قرآن کریم میں انسان کی سہولت و آسانی کو مدنظر رکھا گیا ہے جس کی وجہ سے اس کی طرف لوگوں کی کشش و میلان اور عملی و قلبی رجحان زیادہ پایا جاتا ہے۔

(ب) علوم پنجگانہ کے نام:

i- علم احکام، ii- علم مناظرہ، iii- علم تذکیر بآلاء، iv- علم تذکیر بایام اللہ

v- علم تذکیر موت اور اس کے بعد ہونے والے واقعات کا بیان۔

علوم پنجگانہ کا تعارف:

اول: علم احکام از قسم واجب مستحب، مکروہ اور حرام احکام خواہ عبادات میں سے ہوں یا معاملات میں سے، تدبیر منزل سے متعلق ہوں یا سیاست مدن سے اس علم کی تفصیل فقہاء کی ذمہ داری ہے۔

دوم: علم مناظرہ چاروں گمراہ فرقوں مثلاً یہود، نصاریٰ، مشرکین اور منافقین کے ساتھ اس علم کی تفریع متکلمین کا کام ہے۔

سوم: علم تذکیر بآلاء اللہ مثلاً زمین و آسمان کے تخلیق کرنے، بندوں کو ان کی ضروریات کا الہام کرنے اور نیز اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ کا بیان۔

چہارم: علم تذکیر بِـاَیَّامِ اللہِ یعنی ان واقعات کا بیان جن کو اللہ عز و جل نے ایجاد فرمایا ہے مثلاً اطاعت کرنے والوں کے لیے انعام و جزا اور مجرموں کے لیے تعذیب و سزا۔

پنجم: علم تذکیر موت اور اس کے بعد ہونے والے واقعات کا بیان مثلاً حشر و نشر، حساب میزان، دوزخ و جنت۔ ان علوم کی تفصیل کو محفوظ رکھنا اور ان کے ساتھ مناسب احادیث اور آثار ملحق کرنا واعظوں کا کام ہے۔

(ج) آیات اور اشعار میں فرق:

اشعار	قرآنی آیات
اشعار علم عروض اور قافیہ کے ساتھ مقید ہوتے ہیں، جن کو خلیل بن احمد نے مدون کیا پھر اس سے شعراء لیتے آئے ہیں۔	قرآنی آیات کا دارومدار مجمل قافیہ اور وزن پر ہوتا ہے یہ دونوں امر طبعی کے مشابہہ ہوتے ہیں۔ علم عروض کی طرح افاعیل اور تفاعیل پر بناء نہیں اور نہ ان قافیوں پر جو معین ہیں جو امر مصنوعی ہیں اور امر اصطلاحی سے تعلق رکھتے ہیں۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باكستان

سالانہ امتحان شهادة الثانوية العالية (بی اے-سال اوّل)

(برائے طلباء) الموافق سنة 1443ھ 2022ء

الورقة الثانية: الحديث وأصوله

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: پہلا اور آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

حصہ اول......حدیث

سوال نمبر1:-عن معاوية قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من يرد الله به خيرا يفقه فی الدين وإنما أنا قاسم والله يعطی .

(الف) حدیث مذکور کا ترجمہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا تعارف تفصیل کے ساتھ لکھیں؟ ۱۵

(ب) توقف فی الدين کے فضائل پر نوٹ لکھیں؟ ۸

(ج) حضور صلی اللہ علیہ وسلم قاسم نعم ہیں قرآن وسنت کے دلائل سے واضح کریں؟ ۷

سوال نمبر2:-عن أنس قال قلما خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم إلا قال لا إيمان لمن لا أمانة له ولا دين لمن لا عهد له .

(الف) حدیث مذکور کا با محاورہ ترجمہ اور خط کشیدہ عبارت پر اعراب لگائیں؟ ۱۰

(ب) پاسداری امانت اور ایفائے عہد پر جامع نوٹ لکھیں؟ ۱۵

سوال نمبر3:-عن أبی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حق المسلم على المسلم خمس رد السلام وعيادة المريض واتباع الجنائز وإجابة الدعوة وتشميت العاطس .

(الف) حدیث مذکور کا ترجمہ تحریر کریں؟ ۵

(ب) حق المسلم على المسلم کے آداب تحریر کریں؟ ۲۰

سوال نمبر4:-عن ابن عمر رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يبيع الرجل على بيع أخيه ولا يخطب على خطبة أخيه إلا أن يأذن له

(الف) حدیث کا با محاورہ ترجمہ اور خط کشیدہ عبارت کی نحوی ترکیب لکھیں؟ ۱۵

(ب) مسلمان بھائی کی بیع پر بیع سے کیوں منع کیا گیا؟ دو حکمتیں تحریر کریں؟ ۱۰

حصہ ثانی......اصول حدیث

سوال نمبر 5:- درج ذیل میں سے کوئی سے دو اجزاء حل کریں؟

(الف) حدیث عزیز اور مشہور سے کیا مراد ہے؟ ۱۰

(ب) صحاح ستہ سے کیا مراد ہے؟ ۱۰

(ج) حدیث کا لغوی اور اصطلاحی معنی نیز حدیث حسن سے کیا مراد ہے؟ ۱۰

(د) متواتر، صحیح، معنعن سے کیا مراد ہے؟ ۱۰

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2022

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

حصہ اول: حدیث

سوال نمبر 1:- عن معاوية قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من يرد الله به خيرا يفقه في الدين وإنما أنا قاسم والله يعطي۔

(الف) حدیث مذکور کا ترجمہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا تعارف تفصیل کے ساتھ لکھیں؟

(ب) تو قف في الدين کے فضائل پر نوٹ لکھیں؟

(ج) حضور صلی اللہ علیہ وسلم قاسم نعم ہیں قرآن وسنت کے دلائل سے واضح کریں؟

جواب: (الف) ترجمۃ الحدیث: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا فرما دیتا ہے اور بیشک میں تقاسم ہوں اور اللہ تعالیٰ (مجھے) عطا فرماتا ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا تفصیلی تعارف:

حسب ونسب: معاویہ بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی الاموی ابو عبدالرحمٰن (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ)

قبول اسلام: آپ خود اور آپ کے والد ماجد حضرت ابو سفیان فتح مکہ کے موقع پر ایمان لائے اور جنگ حنین میں شرکت فرمائی۔ آپ شروع میں مؤلفۃ القلوب میں سے تھے مگر بعد میں پکے اور سچے مسلمان

ہو گئے۔

کاتبین رسول اللہ: آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبین میں سے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے ایک سو تریسٹھ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روایت کی ہیں۔

خلافت: آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر خروج کیا اور اپنا نام خلیفہ رکھا۔ اسی طرح حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ پر خروج کیا اور امام حسن رضی اللہ عنہ نے ان سے علیحدگی اختیار کی۔ اس اعتبار سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ربیع الثانی یا جمادی الاول 41 ہجری تخت خلافت پر متمکن ہوئے۔

مروان حاکم مدینہ مقرر: اسی سال یعنی ۴۱ ہجری کو آپ نے مروان کو حاکم مدینہ مقرر کیا۔ ۴۳ ہجری میں رخج وغیرہ بلاد بجستان سے' ودان برقہ سے اور کوذی بلاد سوڈان سے فتح ہوئے۔ اسی سال میں انہوں نے اپنے بھائی زیاد بن سفیان کو اپنا خلیفہ بنایا۔ یہ سب سے پہلا قضیہ تھا' جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم میں تغیر پیدا ہوا۔

یزید کے لیے بیعت: اسی سال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے یزید کے لیے اس کے ولی عہد ہونے پر اہل شام سے بیعت لی۔ یہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنی زندگی میں اپنے بیٹے کے لیے بیعت کروائی۔ پھر مروان کو حکم دیا کہ اہل مدینہ سے بھی یزید کی بیعت لے۔

وصال: آپ نے ستتر سال کی عمر میں سن 60 ہجری میں وفات پائی۔ باب جابیہ اور باب صغیر کے درمیان مدفون ہیں۔

(ب) توقف فی الدین کے فضائل:

دین میں فقاہت' دین کی سمجھ بوجھ ایک لامثل نعمت ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ جس کسی کو ہدایت دینے کا ارادہ فرماتا ہے' اس کا سینہ اسلام کے لیے کشادہ کر دیتا ہے۔ (الانعام)

پھر ارشاد فرمایا:

ترجمہ: بھلا جس شخص کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہو جاتا ہے۔ افسوس! ان لوگوں کے لیے ہلاکت ہے جن کے دل ذکر الٰہی سے (محروم ہو کر) سخت ہو گئے۔ یہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔ (الزمر)

دین میں سمجھ بوجھ کے فضائل سے متعلق بہت سی احادیث بھی وارد ہیں ڈ:

i۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطاء فرما دیتا ہے اور اسے اپنی ہدایات الہام فرما دیتا ہے۔ اسے امام بزار نے روایت کیا ہے۔

ii- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اے لوگو! علم سیکھنے سے ہی آتا ہے اور دین کا فہم غور وفکر کے ذریعے۔ اللہ تعالیٰ جس بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی گہری سمجھ عطا فرما دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں سے جو ڈرتے ہیں وہ علماء ہی ہیں (اسے امام طبرانی نے روایت کیا ہے)

iii- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تدبر کے بغیر تلاوت میں کوئی بھلائی نہیں اور نہ ہی دین میں سمجھ بوجھ کے بغیر کوئی عبادت ہے اور فقہ کی ایک مجلس ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے (اسے خطیب بغدادی نے روایت کیا ہے)

iv- حضرت سعید بن میتب بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی عبادت محض نماز، روزے سے نہیں ہوتی بلکہ اصل عبادت دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنا ہے۔ اسے خطیب بغدادی نے روایت کیا ہے۔

v- حضرت مکحول فرماتے ہیں: فقہ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی کوئی عبادت نہیں۔ یہاں فقہ سے مراد دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنا ہے۔ اسے علامہ ابن القیم نے بیان کیا ہے۔

(ج) حضور صلی اللہ علیہ وسلم بطور قاسم نعم قرآن وسنت سے دلائل:

قرآن وسنت میں بے شمار ایسے دلائل موجود ہیں، جو یہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس سے ہی انعامات الٰہی تقسیم ہوتے ہیں۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

ترجمہ: "کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں رک جاؤ"۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

ترجمہ: "کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور اس کے رسول نے انہیں دیا ہے"۔

یہ آیات مبارکہ اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ ہمیں جو کچھ بھی ملتا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ملتا ہے۔

اس کا ثبوت حدیث مبارکہ میں بھی بہت زیادہ وارد ہوا ہے۔ چند احادیث بطور دلائل یہ ہیں:

i- حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔ پس بے شک میں ہی قاسم بنایا گیا ہوں۔ میں ہی تم میں (اللہ کی نعمتیں) بانٹتا ہوں۔

ii- حضرت حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: مجھے قاسم بنا کر مبعوث کیا گیا ہے میں ہی تمہارے درمیان (اللہ کی نعمتیں) بانٹتا ہوں۔ (یہ حدیث متفق علیہ ہے)

iii- ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک میں ہی تو قاسم ہوں اور

تمہارے درمیان (نعمتیں) بانٹتا ہوں۔

iv- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے' آپ نے فرمایا: بے شک میں ہی تو خزانچی ہوں۔ پس جس کو میں اپنی خوشی سے عطا کروں' تو اس کے لیے اس میں برکت ڈال دی جاتی ہے۔ جسے اس کے سوال کرنے اور طمع ولالچ کرنے کی وجہ سے دوں' تو وہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص کھانا کھاتا ہو لیکن اس کی بھوک نہ مٹتی ہو۔

(راوی امام مسلم' ابن حبان اور ابویعلیٰ)

v- حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ سے بہت کچھ سنتا ہوں لیکن بھول جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اپنی چادر پھیلاؤ۔ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی چادر پھیلا دی آپ نے چلو بھر کر اس میں ڈال دیے اور فرمایا: اسے سینے سے لگا لو۔ پس میں نے اسے سینے سے لگا لیا۔ پس اس کے بعد میں کبھی کچھ نہیں بھولا۔ (متفق علیہ)

سوال نمبر 2- عن أنس قال قلما خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم إلا قال لا إيمان لمن لا أمانة له ولا دين لمن لا عهد له.

(الف) حدیث مذکور کا بامحاورہ ترجمہ اور خط کشیدہ عبارت پر اعراب لگائیں؟

(ب) پاسداری' امانت اور ایفائے عہد پر جامع نوٹ لکھیں؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبات میں ہمیں یہ تعلیم ارشاد فرماتے: جس میں امانتداری نہیں اس کا کوئی ایمان نہیں اور جو عہد پورا نہ کرے اس کا کوئی دین نہیں۔

(ب) امانت اور ایفائے عہد پر جامع نوٹ:

قرآن وحدیث میں امانت اور ایفائے عہد کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''اور عہد کو پورا کرو بے شک اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا''۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدوں کا پاس رکھنے والے ہیں''۔ (المعارج)

ایک اور جگہ نہایت واضح الفاظ میں ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''جب تم اللہ کا نام لے کر باہم عہد باندھ لو تو اسے پورا کرو اور قسموں کو پکی کرنے کے بعد توڑا نہ کرو''۔

پس ایفائے عہد کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوگا کہ رب تعالیٰ نے خود اپنے بارے میں قرآن میں ارشاد فرمایا ہے: ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا''۔ اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ ''جو وعدے کی پاسداری نہیں کرتا وہ دین کے اعتبار سے کمزور ہے''۔

خلاصہ کلام یہ کہ قرآن اور حدیث مبارکہ سے پاسداری، امانتداری اور ایفائے عہد کی اہمیت وفضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ اور ان کو پورا کرنے پر خاص زور دیا گیا ہے۔

سوال نمبر 3:- عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حق المسلم على المسلم خمس ردالسلام وعيادة المريض واتباع الجنائز وإجابة الدعوة وتشميت العاطس .

(الف) حدیث مذکور کا ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) حق المسلم على المسلم کے آداب تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمۃ الحدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان پر مسلمان کے پانچ حق ہیں: سلام کا جواب دینا، مریض کی بیمار پرسی کرنا، جنازوں کے ساتھ جانا، دعوت قبول کرنا اور چھینک کا جواب دینا۔

(ب) حق المسلم على المسلم کے آداب

i- سلام کا جواب دینا: یعنی جب دو مسلمان آپس میں ملیں تو ایک دوسرے کو سلام کریں، تو دونوں پر لازم ہے کہ وہ ایک دوسرے کے سلام کا جواب دیں؟

ii- بیمار پرسی کرنا: اگر کوئی مسلمان بھائی بیمار ہو، تو اس کی عیادت کے لیے جایا جائے، اس کے پاس زیادہ دیر نہ ٹھہرا جائے تاکہ مریض کو مزید تکلیف نہ ہو اور اس کے حق میں شفاء کاملہ کی دعا کی جائے۔

iii- جنازوں کی پیروی کرنا: ایک مسلمان کا حق ہے کہ جب وہ وفات پا جائے تو اس کے جنازے کی پیروی کی جائے اور اس کے پیچھے چلا جائے۔ سنت طریقہ یہ ہے کہ چار آدمی جنازہ اُٹھائیں اور یکے بعد دیگرے چاروں پاؤں کو کندھا دیں اور ہر ایک دس قدم چلے۔

iv- دعوت قبول کرنا: اگر کوئی مسلمان بھائی کسی مسلمان بھائی کو دعوت دے تو اسے چاہیے کہ اس کی دعوت قبول کرے، کیونکہ ایسا کرنے سے آپس کی رنجشیں دور ہو جاتی ہیں۔ پھر داعی کی دلجوئی کا سبب بھی ہے۔

v- چھینک کا جواب دینا: اگر کوئی چھینک مارے تو سننے والے پر واجب ہے کہ اگر چھینک مارنے والا ''الحمد لله'' کہے تو اس کے جواب میں ''یرحمك الله'' کہے۔ لیکن اگر چھینک مارنے والا ''الحمد لله'' نہ کہے تو اس کو جواب نہیں دیا جائے گا۔

سوال نمبر4:-عن ابن عمر رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لايبيع الرجل على بيع أخيه ولايخطب على خطبة أخيه إلا أن يأذن له

(الف) حدیث کا بامحاورہ ترجمہ اور خط کشیدہ عبارت کی نحوی ترکیب لکھیں؟

(ب) مسلمان بھائی کی بیع پر بیع سے کیوں منع کیا گیا؟ دو حکمتیں تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمۃ الحدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور نہ ہی اپنے بھائی کے نکاح کے پیغام پر پیغام بھیجے۔ مگر اس کی اجازت سے (ایسا کرسکتا ہے)

خط کشیدہ عبارت کی نحوی ترکیب:

لایبیع فعل الرجل فاعل۔ علی جار بیع مضاف۔ اخیہ مضاف اور مضاف الیہ مل کر پھر مضاف الیہ۔ بیع مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور۔ جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو۔ فعل، فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

لایخطب فعل۔ اس میں ھو ضمیر فاعل۔ علی جار خطبۃ مضاف۔ اخیہ مضاف مضاف الیہ مل کر پھر مضاف الیہ۔ خطبۃ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا۔ جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو۔

فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

الا حرف استثناء۔ ان یاذن فعل وفاعل لہ ظرف لغو۔ فعل فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ استثنائیہ ہوا۔

(ب) بیع پر بیع نہ کرنے کی حکمتیں:

مسلمان بھائی کی بیع پر بیع نہ کرنے کی دو حکمتیں یہ ہیں:

i- یہ کہ ایسا کرنے سے فتنہ وفساد اور لڑائی جھگڑے سے بچا جاسکتا ہے۔

ii- ایسا کرنے سے حقوق العباد کی پاسداری بھی ہو جاتی ہے۔

حصہ دوم: اصول حدیث

سوال نمبر5:-درج ذیل اجزاء حل کریں؟

(الف) حدیث عزیز اور مشہور سے کیا مراد ہے؟

(ب) صحاح ستہ سے کیا مراد ہے؟

(ج) حدیث کا لغوی اور اصطلاحی معنی نیز حدیث حسن سے کیا مراد ہے؟

(د) متواتر، صحیح، معنعن سے کیا مراد ہے؟

جواب: (الف) حدیث عزیز: جس حدیث کے دو راوی ہوں اور پھر سلسلہ سند کے ہر راوی سے کم از کم دو شخص روایت کرتے ہوں۔

حدیث مشہور: وہ حدیث جو دو سے زیادہ طرق سے مروی ہو اور یہ زیادتی حد تواتر سے کم ہو۔

(ب) صحاح ستہ: صحاح ستہ سے مراد چھ مشہور کتب حدیث ہیں جن کے نام یہ ہیں صحیح بخاری شریف، صحیح مسلم شریف، جامع ترمذی، سنن ابوداؤد، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ۔

(ج) حدیث کا لغوی معنی: حدیث کا لغوی معنی ہے "جدید"

حدیث کا اصطلاحی معنی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔

حدیث حسن: وہ حدیث جس کے راوی میں ضبط کم ہو۔

(د) حدیث متواتر: جو حدیث ہر دور میں اتنے کثیر طرق سے مروی ہو کہ ان روایات کا توافق علی الکذب عادۃً محال ہو۔

حدیث صحیح: وہ حدیث ہے جسے عادل، ضابط اپنے مثل راوی سے نقل کرے اور سند کے آخر تک اسی طرح ہو اور اس کی سند متصل ہو۔ نیز اس میں کوئی شاذ بھی نہ ہو اور علت بھی نہ ہو۔

حدیث معنعن: وہ حدیث جس میں راوی عن فلاں عن فلاں کہے۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باكستان

سالانہ امتحان شهادة الثانوية العالية (بی اے-سال اوّل)

(برائے طلباء) الموافق سنة 1443ھ 2022ء

الورقة الثالثة: أصول الفقه

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: صرف تین سوالات کا حل مطلوب ہے۔

سوال نمبر 1:- وكذلك جواز الإبدال في باب الزكوة ثبت بالنص لا بالتعليل لأن الأمر بإنجاز ما وعد للفقراء......

(الف) قیاس کی لغوی واصطلاحی تعریف لکھیں نیز اس کی شرائط اربعہ میں سے کوئی دو شرطیں مع امثلہ لکھیں؟ ۷+۷+۷=۲۱

(ب) مذکورہ عبارت شوافع کی طرف سے احناف پر ایک اعتراض کا جواب ہے۔ آپ اعتراض و جواب وضاحت کے ساتھ لکھیں؟ ۶+۷=۱۳

سوال نمبر 2:- ثم المستحسن بالقياس الخفي يصح تعديته بخلاف المستحسن بالأثر أو الإجماع أو الضرورة.

(الف) مذکورہ عبارت پر حرکات وسکنات لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں نیز استحسان کی تعریف سپردِ قلم کریں؟ ۷+۷+۷=۲۱

(ب) قیاس جلی کے مقابل استحسان بالنص اور استحسان بالضرورت کی امثلہ وضاحت کے ساتھ لکھیں؟ ۶+۶=۱۲

سوال نمبر 3:- وأما حكمه فتعدية حكم النص إلى مالانص فيه ليثبت فيه بغالب الرأي على احتمال الخطاء فالتعدية حكم لازم للتعليل عندنا وعند الشافعي هو صحيح بدون التعدية حتى جوز التعليل بالثمنية.

(الف) مذکورہ عبارت پر حرکات وسکنات لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟ ۸+۱۰=۱۸

(ب) تعدیہ حکم سے کیا مراد ہے؟ احناف وشوافع کے اختلاف کی روشنی میں مثال کے ذریعے تعدیہ حکم کی وضاحت فرمائیں؟ ۵+۱۰=۱۵

سوال نمبر 4:- وأما فساد الوضع فمثل تعليلهم لإيجاب الفرقة بإسلام أحد الزوجين

ولإبقاء النكاح مع ارتداد أحدهما فإنه فاسد في الوضع .

(الف) مذکورہ عبارت پر حرکات وسکنات لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں نیز فسادِ وضع کی تعریف سپردِ قلم کریں؟ ۷+۷+۷=۲۱

(ب) ممانعت في نفس الوصف اور ممانعت في نفس الحكم کی وضاحت کریں؟ ۶+۶=۱۲

سوال نمبر5:-وأما ركنه فما جعل علما على حكم النص مما اشتمل عليه النص وجعل الفرع نظيرا له في حكمه بوجوده فيه وهو الوصف الصالح المعدل بظهور أثره في جنس الحكم المعلل به ونعني بصلاح الوصف ملائمته .

(الف) مذکورہ عبارت پر حرکات وسکنات لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟ ۸+۱۰=۱۸

(ب) ملائمتِ وصف سے کیا مراد ہے؟ مثال سے وضاحت کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2022

الورقة الثالثة: اصول فقه

سوال نمبر 1:-وكذلك جواز الإبدال في باب الزكوة ثبت بالنص لا بالتعليل لأن الأمر بإنجاز ما وعد للفقراء......

(الف) قیاس کی لغوی واصطلاحی تعریف لکھیں نیز اس کی شرائط اربعہ میں سے کوئی دو شرطیں مع امثلہ لکھیں؟

(ب) مذکورہ عبارت شوافع کی طرف سے احناف پر ایک اعتراض کا جواب ہے۔ آپ اعتراض و جواب وضاحت کے ساتھ لکھیں؟

جواب: (الف) قیاس کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:

لغت میں قیاس کا معنی ہے "اندازہ کرنا" جبکہ اصطلاح میں اس کا معنیٰ یہ ہے کہ کسی حکم شرعی کو اصل سے فرع کے لیے ثابت کرنا، کیونکہ فرع میں وہی علت پائی جاتی ہے جو اصل میں پائی جاتی ہے۔ اس لیے اصل والا حکم فرع کی طرف منتقل کر دیا جاتا ہے۔

دو شرطوں کا بیان:

قیاس کی شرائط اربعہ سے دو شرطیں درج ذیل ہیں:

۱- کہ اصل کسی دوسری نص سے اپنے حکم کے ساتھ مختص نہ ہو۔

مثلاً حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کو شہادت کا دو شہادتوں کے قائم مقام ہونا نص سے ثابت ہے اور یہ حکم آپ کے ساتھ ہی مختص ہے۔

۲- یہ کہ منصوص علیہ یعنی اصل خلافِ قیاس نہ ہو جیسے بالغ آدمی جب رکوع وسجود والی نماز میں قہقہہ لگائے، تو اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

اب یہ حکم خلافِ قیاس واصل ہے، کیونکہ نقضِ وضو کے لیے بدل سے نجاست کا نکلنا شرط ہے جبکہ قہقہہ نجس نہیں۔

(ب) اعتراض وجواب کی وضاحت:

اعتراض کی تقریر یہ ہے کہ شارع علیہ السلام نے پانچ اونٹوں میں زکوٰۃ ایک بکری متعین فرمائی۔ حدیث پاک میں ہے کہ "پانچ اونٹوں میں ایک بکری ہے" احناف نے علت یہ بیان کی نبی علیہ السلام کا

مقصد ومنشاء غرباء کی مدد اور حاجت روائی کرنا ہے پس ضرورت کا پورا ہونا جس طرح بکری سے ہوسکتا کسی دوسری چیز سے بھی ہوسکتا ہے۔لہٰذا بکری کے علاوہ اگر اور چیز ادا کردی جس سے ضرورت پوری ہوسکے تو یہ جائز ہے۔لہٰذا بکری کی قیمت ادا کرنا بھی جائز ہے۔ چونکہ نص میں بکری کا ذکر ہے اس لیے اس تعلیل سے مقیس علیہ کا حکم متغیر ہوجائے گا۔پس بعد از تعلیل بکری کی بجائے اس کی قیمت ادا کرنا بھی جائز ہے۔

اس کا جواب یوں دیا جائے گا کہ بکری کی بجائے اس کی قیمت اداء کرنے کا جواز نص سے ثابت ہے تعلیل سے نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق سے رزق کا وعدہ فرمایا ہے۔اور ہر ایک کو رزق دینے کے مختلف طریقے متعین فرمائے۔غنی لوگوں کے لیے تجارت کا طریقہ اور غرباء کے لیے امراء کے مال سے ان کا حصہ مقرر فرما کر۔مثلاً پانچ اونٹوں میں ایک بکری متعین کر کے۔اب بکری تمام ضروریات کو پورا نہیں کر سکتی کیونکہ کھانے پینے کے ساتھ ساتھ مسکن و ملبس بھی ضروریات سے ہیں۔اپنی بکری کی بجائے اس کی قیمت کا حکم بھی اللہ تعالیٰ نے ہی دیا ہے۔معلوم ہوا کہ یہ تبدیلی تعلیل سے نہیں بلکہ نص سے ثابت ہے۔پس اعتراض نہ ہوگا۔

سوال نمبر 2:-ثُمَّ الْمُسْتَحْسَنُ بِالْقِيَاسِ الْخَفِيِّ يَصِحُّ تَعْدِيَتُهُ بِخَلَافِ الْمُسْتَحْسِنِ بِالْأَثَرِ أَوِ الْإِجْمَاعِ أَوِ الضَّرُوْرَةِ

(الف) مذکورہ عبارت پر حرکات وسکنات لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں نیز استحسان کی تعریف سپردِ قلم کریں؟

(ب) قیاس جلی کے مقابل استحسان بالنص اور استحسان بالضرورت کی امثلہ وضاحت کے ساتھ لکھیں؟

جواب: (الف) حرکات وسکنات: اوپر لگا دیے گئے۔

ترجمۃ العبارۃ: پھر وہ حکم جو قیاس خفی کے ذریعے مستحسن ہو اس کا تعدیہ درست ہے بخلاف اس حکم مستحسن کے کہ حدیث، یا اجماع یا ضرورت سے ثابت ہو (اس کا تعدیہ درست نہیں)

استحسان کی تعریف: قیاس خفی کو استحسان کہتے ہیں۔

(ب) استحسان بالنص کی مثال:

قیاس جلی کے مقابل استحسان بالنص کی مثال یہ ہے کہ اگر ایک جماعت کسی جگہ چوری کرنے کے لیے داخل ہوئی۔اب ان میں ایک فرد مال چوری کر کے باہر آجاتا ہے۔اب قیاس جلی کا یہی تقاضا ہے کہ ہاتھ صرف اسی شخص کا کاٹا جائے جس نے مال چوری کیا پوری جماعت کا نہیں، کیونکہ پوری جماعت تو اخراجِ مال میں شریک نہیں۔لیکن استحسان کا تقاضا یہ ہے کہ پوری جماعت کا ہاتھ کاٹا جائے، کیونکہ ساری جماعت نے مال نکالنے میں اس کی مدد کی۔پس مال کا نکالنا سب کی طرف منسوب ہے صرف اسی ایک شخص کی طرف

سے نہیں۔

استحسان بالضرورت کی مثال:

قیاس جلی کے مقابلہ میں استحسان بالضرورت کی مثال یہ ہے کہ جنگلی کنوؤں میں اگر تھوڑی مقدار میں مینگنیاں گر جائیں تو قیاس جلی کا تقاضا یہ ہے کنواں ناپاک ہو جائے' کیونکہ قلیل پانی میں اگر تھوڑی سی نجاست بھی گر جائے تو ناپاک ہو جاتا ہے۔ لیکن استحسان اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ناپاک نہ ہو' کیونکہ ضرورت ہے۔ اگر ناپاکی کا حکم لگایا جائے تو جنگل میں کوئی کنواں بھی پاک نہ ملے۔ جنگلی جانور وہاں آتے جاتے ہیں۔ ہوائیں چلتی رہتی ہیں' مینگنیاں خشک ہو کر کنوؤں میں گرتی رہتی ہیں۔ پاک کر بھی لیا جائے تو فوراً دوبارہ مینگنیاں گر جائیں گی۔ اس لیے ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہی حکم لگایا جائے گا کہ کنواں ناپاک نہ ہو۔ پس علمائے احناف نے اثر باطنی کے قوی ہونے کی وجہ سے استحسان کو ترجیح دیتے ہوئے یہ حکم صادر فرمایا کہ کنواں ناپاک نہ ہوگا۔

قال المصنف — وَأَمَّا حُكْمُهُ فَتَعْدِيَةُ حُكْمِ النَّصِّ إِلٰى مَالَانَصَّ فِيْهِ لَيَثْبُتَ فِيْهِ بِغَالِبِ الرَّأْيِ عَلٰى اِحْتِمَالِ الْخَطَاءِ فَالتَّعْدِيَةُ حُكْمٌ لَازِمٌ لِلتَّعْلِيْلِ عِنْدَنَا وَعِنْدَ الشَّافِعِيِ هُوَ صَحِيْحٌ بِدُوْنِ التَّعْدِيَةِ حَتّٰى جَوَّزَ التَّعْلِيْلُ بِالثَّمْنِيَةِ.

(الف) مذکورہ عبارت پر حرکات وسکنات لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) تعدیہ حکم سے کیا مراد ہے؟ احناف و شوافع کے اختلاف کی روشنی میں مثال کے ذریعے تعدیہ حکم کی وضاحت فرمائیں۔

جواب: (الف) حرکات وسکنات: اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: اور اے پر حکمِ قیاس پس وہ نص کے حکم کا تعدیہ کرنا ہے۔ اس کی طرف جس میں نص نہیں' تاکہ حکم ثابت ہو جائے اس فرع میں غالب رائے سے احتمالِ خطاء کے ساتھ۔ پس تعدیہ ہمارے نزدیک تعلیل کے لیے حکم لازم ہے۔ امام شافعی کے نزدیک بغیر تعدیہ کے بھی تعلیل درست ہے۔ اسی لیے امام شافعی نے حرمتِ ربٰوا میں ثمنیت کو علت قرار دیا ہے۔

(ب) تعدیہ حکم کا مطلب:

دراصل یہاں سے مصنف قیاس کا حکم بیان فرما رہے ہیں کہ قیاس کا حکم لازم یہ ہے کہ نص کا حکم یا اس حکم کی مثل اس شئی کی طرف متعدی کرنا کہ جس میں نص نہ ہو۔ یہی تعدیہ حکم سے مراد ہے کہ حکمِ نص کو دوسرے کی طرف متعدی کرنا۔

امام شافعی کا مؤقف: امام شافعی کے نزدیک تعلیل بغیر تعدیہ کے بھی درست ہے۔

احناف کا موقف: احناف کے نزدیک تعدیہ تعلیل کے لیے ضروری ہے۔ تعلیل و قیاس بغیر تعدیہ کے صحیح نہیں۔

اگر علت منصوصہ ہو یا مجمع علیہا ہو تو فریقین کے نزدیک وہ علت درست ہے کوئی اختلاف نہیں۔ لیکن علتِ مستنبطہ میں فریقین کا اختلاف ہے۔ امام شافعی کے نزدیک حرمتِ ربوٰا کی علت ثمنیت ہے اسی لیے سونا چاندی کے علاوہ میں امام شافعی کے نزدیک زیادتی جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک حرمتِ ربوٰا کی علت ثمنیت نہیں بلکہ قدر و جنس ہے۔ اس لیے سونا چاندی کے علاوہ ہر چیز میں تفاضل جائز نہیں جس میں قدر و جنس متحد ہو۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک وہی وصف علت بن سکتا ہے جو متعدی ہو۔ اب ثمنیت چونکہ متعدی نہیں، کیونکہ یہ علت صرف سونا چاندی میں ہی پائی جاتی ہے اس کے علاوہ میں نہیں، پس ثمنیت علت قاصرہ کہلائے گی متعدی نہیں کہلائے گی حالانکہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک علت کا متعدی ہونا ضروری ہے۔

امام شافعی کے نزدیک علت کا متعدی ہونا کوئی ضروری نہیں بلکہ علت قاصرہ بھی علت بن سکتی ہے۔ اس لیے ان کے نزدیک ثمنیت کو علت قرار دینا درست ہے۔ اور انہوں نے ثمنیت کو حرمت ربوٰا کی علت قرار دے دیا۔ جبکہ امام صاحب نے فرمایا: جنس و قدر کا متحد ہونا حرمتِ ربوٰا کی علت ہے۔

سوال نمبر 4:- وَأَمَّا فَسَادُ الْوَضْعِ فَمِثْلُ تَعْلِيْلِهِمْ لِإِيْجَابِ الْفُرْقَةِ بِإِسْلَامِ أَحَدِ الزَّوْجَيْنِ وَلِإِبْقَاءِ النِّكَاحِ مَعَ اِرْتِدَادِ أَحَدِهِمَا فَإِنَّهُ فَاسِدٌ فِي الْوَضْعِ ۔

(الف) مذکورہ عبارت پر حرکات و سکنات لگا کر سلیس اردو میں ترجمہ کریں نیز فسادِ وضع کی تعریف سپردِ قلم کریں؟

(ب) ممانعت فی نفس الوصف اور ممانعت فی نفس الحکم کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) حرکات و سکنات: اوپر لگا دیے گئے۔

ترجمۃ العبارۃ: "اور اے پر فسادِ وضع' (یہ ایسے ہے جیسا کہ) شوافع کا زوجین میں سے ایک اسلام کو وجوب فرقت کی علت قرار دینا اور ان دونوں میں سے ایک کے ارتداد کو نکاح کے باقی رہنے کی علت قرار دینا یہ اس لیے درست نہیں کہ تعلیل باعتبار وضع کے فاسد ہے"۔

فسادِ وضع کی تعریف:

اصل اور بنیاد میں فساد کا واقع ہونا اس کا لغوی معنیٰ ہے۔ اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ علت اس کے تقاضا کے خلاف حکم کا مرتب ہونا فسادِ وضع کہلاتا ہے۔

(ب) ممانعت فی نفس الوصف کی وضاحت:

ممانعت فی نفس الوصف کا مفہوم یہ ہے کہ متدل نے حکم کی جو وصف اور علت بیان کی اس کا انکار کر

دے اور یوں کہے کہ اس حکم کی کوئی دوسری شئی ہے وہ نہیں جو آپ نے بیان کی۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ امام شافعی فرماتے ہیں کہ روزہ کا کفارہ تب لازم ہوگا جب روزہ جماع کے ذریعے ٹوٹے۔ کھانے پینے کی وجہ سے نہیں۔ احناف کا یہ مؤقف ہے کہ کفارہ کا سبب وہ نہیں جو آپ نے بیان کیا ہے ورنہ تو بھول کر جماع کرنے سے بھی کفارہ لازم ہونا چاہیے' حالانکہ بھول کر جماع کرنے سے شوافع کے نزدیک بھی کفارہ لازم نہیں۔ پس ثابت و معلوم ہوا کہ علتِ کفارہ جماع نہیں بلکہ جان بوجھ کر وہ بھی بغیر عذر کے روزہ توڑنا ہے۔ خواہ جماع سے توڑے یا کسی اور وجہ سے۔

ممانعت فی نفس الحکم کی وضاحت:

ممانعت فی نفس الحکم کا مفہوم یہ ہے کہ معترض متدل سے یوں ہے کہ ہم یہ تو مانتے ہیں کہ وصف موجود ہے اور اس میں حکم کو ثابت کرنے کی صلاحیت بھی ہے لیکن اس وصف سے وہ حکم ثابت نہیں ہوتا جو آپ نے کیا ہے بلکہ اس وصف سے کوئی دوسرا حکم ثابت ہوتا ہے۔

اس کی مثال یوں سمجھیں کہ امام شافعی کے نزدیک سر کے مسح میں تثلیث سنت ہے' کیونکہ سر کا مسح وضو کا رکن ہے۔ تو جس طرح وضو کے باقی ارکان یعنی غسل الید' غسل الوجہ اور غسل الرجل تین تین بار سنت ہے اسی طرح سر کا مسح بھی تین بار کرنا سنت ہے تو امام شافعی نے تثلیثِ مسح رأس کے لیے اعضاءِ مغسولہ کو تین بار دھونے کو علت قرار دیا ہے۔ اب معترض نے اس بات کا انکار کر دیا کہ مسح رأس میں تثلیث سنت ہے۔ اعتراض کیا کہ مسح ایک بار ہی سنت ہے تین بار نہیں۔ کہا کہ اعضاء مغسولہ کو تین بار دھونا اس لیے ہوتا ہے تا کہ فرض کی تکمیل ہو جائے نہ کہ مسنون و سنت کے لیے۔ اب چہرہ دھونا فرض ہے۔ اس لیے اس کی تکمیل تین بار دھونے سے ہی ہوگی۔ بخلاف مسح رأس کے کہ سارے سر کا مسح فرض نہیں یعنی ایک بار بھی مسح کر لیا تو اس کی تکمیل ہو جائے گی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جن اعضاء میں استیعاب فرض ہے ان کی تکمیل تین بار دھونے سے ہوگی اور جہاں استیعاب فرض نہیں وہاں ایک بار کرنے سے اس کی تکمیل ہو جائے گی تین بار ضروری نہیں۔

سوال نمبر 5:- وَأَمَّا رُكْنُهُ فَمَا جَعَلَ عَلَمًا عَلٰى حُكْمِ النَّصِّ مِمَّا اشْتَمَلَ عَلَيْهِ النَّصُ وَجُعِلَ الْفَرْعُ نَظِيْرًا لَّهٗ فِيْ حُكْمِهٖ بِوُجُوْدِهٖ فِيْهِ وَهُوَ الْوَصْفُ الصَّالِحُ الْمُعَدِّلُ بِظُهُوْرِ أَثَرِهٖ فِيْ جِنْسِ الْحُكْمِ الْمُعَلَّلِ بِهٖ وَنَعْنِيْ بِصَلَاحِ الْوَصْفِ مَلَائِمَتُهٗ۔

(الف) مذکورہ عبارت پر حرکات وسکنات لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) ملایمت وصف سے کیا مراد ہے؟ مثال سے وضاحت کریں؟

جواب: (الف) حرکات وسکنات: اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: ''اور رہا اس کا رکن تو وہ وہ وصف ہے جسے حکمِ نص پر علامت قرار دیا گیا ہو' اس

حال میں کہ وہ وصف ان اوصاف میں ہو جن پر نص مشتمل ہے۔ فرع کو اصل کی نظیر بنایا گیا ہو اصل کے حکم میں اس وصف اصلی کے فرع میں پائے جانے کی وجہ سے اور یہ وصف وہ وصف ہے صالح اور معدل ہو حکم معلل بہ کی ہم جنس میں وصف کا اثر ظاہر ہونے کی وجہ سے۔ ہماری مراد صلاح وصف سے وصف کی موافقت و مناسبت ہے"۔

(ب) ملایمتِ وصف کا مطلب:

ملایمتِ وصف سے مراد یہ ہے کہ وصف ان علتوں کے موافق ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحابِ رسول سے ثابت ہیں اور منقول ہیں جیسا کہ ہم کہتے ہیں ثیبہ صغیرہ کے متعلق کہ اس کا جبراً نکاح اس کی رضامندی کے بغیر درست ہے' چونکہ وہ صغیرہ ہے اس لیے باکرہ کے مشابہہ ہوگئی' پس صغر کو ولایت کی علت قرار دینا وصفِ موافق کے ساتھ تعلیل ہے' کیونکہ صغر ولایتِ نکاح میں مؤثر ہے کہ صغر کے ساتھ عجز وابستہ ہے جیسا کہ (بلی کے جھوٹا) میں طواف حکم کی تاثیر ہے' کیونکہ اسی طواف میں ضرورت وابستہ ہے کہ بار بار گھروں میں آتی جاتی ہے۔ لہٰذا اسی طواف کو حکم کی علت قرار دیا گیا۔ اس پر فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم شاہد ہے۔ آپ نے فرمایا: بلی نجس نہیں (یعنی اس کا جھوٹا نجس نہیں)' کیونکہ وہ طوافین میں سے ہے"۔ موافقت کے بغیر وصف پر عمل درست نہیں' کیونکہ وصف امر شرعی ہے اس لیے اس کی موافقت بھی ضروری ہے۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باكستان

سالانہ امتحان شهادة الثانوية العالية (بی اے-سال اوّل)
(برائے طلباء) الموافق سنة 1443ھ 2022ء

الورقة الرابعة: الفقه

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　　　مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1:-وإذا طلق امرأته طلاقا بائنا أو رجعيالم يجزله أن يتزوج بأختها حتى تنقضي عدتها

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) مذکورہ مسئلہ میں اختلاف ائمہ مع دلائل بیان کریں؟ ۱۲

(ج) حالت احرام میں نکاح کے بارے اختلاف ائمہ بالتفصیل لکھیں؟ ۱۲

سوال نمبر 2:-وتعتبر الكفاءة أيضا في الدين وتعتبر في المال .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں؟ کفاءت کا لغوی اور اصطلاحی معنی لکھیں؟ ۱۰

(ب) کفاءت فی الدین میں امام صاحب اور امام محمد کا اختلاف دلائل کے ساتھ بیان کریں؟ ۱۰

(ج) کتنے مال میں کفاءت معتبر ہے؟ مقدار بیان کریں؟ کیا فقیر عورت، غنی کا کفو ہو سکتی ہے؟ ۷+۶=۱۳

سوال نمبر 3:- الطلاق على ضربين صريح و كناية فالصريح قوله أنت طالق ومطلقة وطلقتك فهذا يقع به الطلاق الرجعي لأن هذه الألفاظ تستعمل في الطلاق ولا تستعمل في غيره فكان صريحا وإنه يعقب الرجعة بالنص .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر نفس مسئلہ کی وضاحت کریں؟ ۱۰

(ب) طلاق حسن، احسن اور بدعی میں سے ہر ایک کی تعریف اور حکم بیان کریں؟ ۶×۳=۱۸

(ج) نکاح متعہ کی تعریف وحکم سپرد قرطاس کریں؟ ۵

سوال نمبر 4:-(الف) درج ذیل اصطلاحات میں سے صرف چھ کی تعریفات کریں؟ ۵×۶=۳۰

خلوت صحیحة، خلوت فاسده، یمین لغو، عدت، متوفی عنها زوجها، خلع، ایلاء، ظهار

(ب) اکثر مدت حمل کتنی ہے؟ ۳

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2022

چوتھا پرچہ: فقہ

سوال نمبر 1:-وَإِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ طَلَاقًا بَائِنًا أَوْ رَجْعِيًا لَمْ يَجُزْ لَهُ أَنْ يَتَزَوَّجَ بِأُخْتِهَا حَتّٰى تَنْقَضِي عِدَّتِهَا .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) مذکورہ مسئلہ میں اختلاف ائمہ مع دلائل بیان کریں؟

(ج) حالت احرام میں نکاح کے بارے اختلاف ائمہ بالتفصیل لکھیں؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

ترجمہ: اور جب طلاق دے کوئی شخص اپنی عورت کو بائنہ یا رجعی' تو اس کی بہن سے نکاح کرنا جائز نہیں تاوقتیکہ اس کی عدت پوری نہ ہو جائے۔

(ب) اختلاف آئمہ مع دلائل:

مذکورہ مسئلہ میں اختلاف آئمہ مع دلائل یہ ہیں:

احناف کا مؤقف: احناف کے نزدیک اگر کوئی شخص اپنی عورت کو طلاق بائنہ یا طلاق رجعی دے دے' تو جب اس عورت کی عدت پوری نہ ہو تب تک اس کی بہن سے نکاح کرنا حرام ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ پہلا نکاح احکام باقی رہنے کی وجہ سے نکاح ہے۔ بلکہ اس کے احکام مثلاً عورت کو نان ونفقہ دینا' رہائش وغیرہ باقی ہے۔

شوافع کا مؤقف: امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: اگر اس عورت کی عدت طلاق بائنہ یا تین طلاقوں والی ہو' تو مرد کے لیے اس کی بہن سے شادی کرنا جائز ہے' کیونکہ ان صورتوں میں نکاح باطل ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ حرمت کا علم رکھتے ہوئے' اس سے وطی کرنے پر حد واجب ہو جاتی ہے۔

احناف اس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ حد کے مسئلہ کو تو ہم اوّلاً مانتے ہی نہیں اور اگر فرض کیا کہ مان بھی لیں تو حلیت کے حق میں مرد کی ملکیت ختم ہو چکی ہے۔ اس لیے اگر وطی کرے گا تو وہ زنا شمار ہوگا۔ مذکورہ مسئلہ میں چونکہ ملکیت ابھی باقی ہے' اس لیے دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا لازم آئے گا' جو کہ جائز نہیں ہے۔

(ج) حالت احرام میں نکاح:

عندالاحناف حالت احرام میں محرم اور محرمہ کا نکاح جائز ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے حالت احرام میں نکاح کیا۔

امام شافعی کے نزدیک ناجائز ہے۔ ان کی دلیل یہ حدیث مبارکہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا ينكح المحرم ولا ينكح ۔ احناف کہتے ہیں کہ امام شافعی کی یہ بیان کردہ روایت وطی پر محمول ہے۔

سوال نمبر 2:- وتعتبر الكفاءة أيضا في الدين وتعتبر في المال ۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں؟ کفاءت کا لغوی اور اصطلاحی معنی لکھیں؟

(ب) کفاء ت في الدين میں امام صاحب اور امام محمد کا اختلاف دلائل کے ساتھ بیان کریں؟

(ج) کتنے مال میں کفاءت معتبر ہے؟ مقدار بیان کریں؟ کیا فقیر عورت، غنی کا کفو ہو سکتی ہے؟

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ: کفاءت کا دین میں بھی اعتبار کیا جاتا ہے اور مال میں کفاءت معتبر ہے۔

کفاءت کا لغوی معنی: برابری، ہمسری۔

کفاءت کا اصطلاحی معنی: عقد نکاح میں میاں بیوی کا حسب ونسب، حسن و جمال، دین و مال اور عمر میں ایک دوسرے کے ہم سر ہونا۔

(ب) کفاء ت في الدين میں امام صاحب کا مؤقف:

امام صاحب کے نزدیک کفاء ت في الدين معتبر ہے اور یہی قول صحیح ہے کیونکہ دین و دیانت اعلیٰ مفاخر سے ہے۔ عورت کو فسق زوج کے سبب بھی شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، پس یہ معتبر ہے۔

امام محمد کا مؤقف: امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کفاء ت في الدين معتبر نہیں ہے، کیونکہ یہ امور آخرت سے ہے۔ لہٰذا دنیا کے احکام اس پر لاگو نہیں ہوں گے۔

(ج) کفاء ت في المال کی مقدار:

مال کی مقدار یہ ہے کہ شوہر مہر اور نفقہ کا مالک ہو۔ اگر ان میں سے ایک چیز کا مالک نہیں تو کفو نہ ہوگا، کیونکہ مہر بدل ہے بضع کا جس کا ادا کرنا ضروری ہے اور نفقہ کی وجہ سے رشتہ ازدواج قائم و باقی رہتا ہے۔

فقیر عورت کا غنی کا کفو ہونا:

امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کفاء ت في الغنى معتبر ہے، کیونکہ لوگ غنی ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے پر فخر کرتے ہیں اور فقر کی وجہ سے عار دلاتے ہیں۔ جبکہ امام ابو

یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کفاء ت فی الغنی معتبر نہیں۔ ان کی دلیل ہے: لانه لاثبات له اذا المال غاد ورائع ۔ لہٰذا آپ کے نزدیک فقیر عورت غنی کا کفو ہوسکتی ہے۔

سوال نمبر3:- اَلطَّلَاقُ عَلٰی ضَرْبَیْنِ صَرِیْحٌ وَکِنَایَةٌ فَالصَّرِیْحُ قَوْلَهٗ أَنْتِ طَالِقٌ وَمُطَلَّقَةٌ وَطَلَّقْتُكِ فَهٰذَا یَقَعُ بِهِ الطَّلَاقُ الرَّجْعِیُّ لِأَنَّ هٰذِهِ الْأَلْفَاظَ تُسْتَعْمَلُ فِی الطَّلَاقِ وَلَا تُسْتَعْمَلُ فِیْ غَیْرِهٖ فَکَانَ صَرِیْحًا وَإِنَّهٗ یُعْقِبُ الرَّجْعَةَ بِالنَّصِّ ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر نفس مسئلہ کی وضاحت کریں؟

(ب) طلاق حسن، احسن اور بدعی میں سے ہر ایک کی تعریف اور حکم بیان کریں؟

(ج) نکاح متعہ کی تعریف و حکم سپرد قرطاس کریں؟

جواب: (الف) اعراب اور مسئلہ کی وضاحت:

نوٹ: اعراب اوپر لگادیے گئے ہیں جبکہ مسئلہ کی وضاحت حسب ذیل ہے:

طلاق کی دو قسمیں ہیں: (۱) طلاق صریح، (۲) طلاق کنایہ۔ اس عبارت میں طلاح صریح کے الفاظ اور اس کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ طلاق صریح وہ ہے جس کے عائد کرنے کے لیے شوہر الفاظ صریحہ استعمال کرے مثلاً وہ اپنی زوجہ سے کہے: اَنْتِ طَالِقٌ، اَنْتِ مُطَلَّقَةٌ، طَلَّقْتُكِ۔ ان الفاظ سے بیوی کو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی، اس میں نیت کی بھی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ ان الفاظ کا استعمال ہی صراحتاً ہوتا ہے جس میں نیت اور قرینہ کی ضرورت نہیں ہے۔ تاہم ان الفاظ کے علاوہ شوہر نے غیر صالح الفاظ کہے تو نیت کے بغیر طلاق واقع نہیں ہوگی مثلاً اس نے اپنی زوجہ سے مخاطب ہوکر کہا: اَنْتِ مُطَلَّقَةٌ، تو اس صورت میں نیت طلاق ضروری ہے اور نیت کے بغیر طلاق واقع نہیں ہوگی۔

(ب) طلاق حسن، طلاق احسن اور طلاق بدعی کی تعریف:

طلاق کی تین اقسام ہیں: (۱) احسن، (۲) حسن، (۳) بدعی۔ ان میں سے ہر ایک کی تعریف حسب ذیل ہے:

۱- طلاق احسن: وہ یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو حیض بند ہونے کے بعد آئندہ طہر میں جماع کرنے سے قبل ایک طلاق رجعی دے، تاکہ رجوع کرنے کی صورت میں اسے کوئی دقت و پریشانی نہ ہو۔ صحابہ کرام، تابعین اور فقہاء کرام نے اس طریقہ کو اپنایا، یہ طریقہ بہتر ہونے کی وجہ سے اس طلاق کو "طلاق احسن" کہا جاتا ہے۔ اس کو احسن کہنے کی ایک عقلی دلیل یہ بھی ہے کہ اس طلاق میں دوران عدت رجوع کی گنجائش رہتی ہے اور انقضائے عدت کے بعد بھی بدون حلالہ نکاح ثانی کی اجازت ہوتی ہے۔

۲- طلاق حسن: یہ ایسی طلاق ہے جو طلاق سنت بھی کہلاتی ہے، یہاں مسنون امر مراد نہیں ہے جس کے

کرنے پر ثواب ملتا ہے بلکہ سنت سے مراد مباح و جواز کے معنیٰ میں ہے۔اس کی صورت یہ ہے کہ شوہر اپنی زوجہ کو تین متفرق طہر میں تین طلاقیں دے۔اس پر دلیل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا واقعہ ہے کہ جب انہوں نے حالت حیض میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی اس بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ نے فرمایا: **قد اخطأت السنة** یعنی "اے ابن عمر! تم نے سنت طریقہ کی خلاف ورزی کی ہے یاد رکھو! سنت طریقہ یہ ہے کہ طہر کا انتظار کرو اور ہر طہر میں بیوی کو ایک طلاق دو"۔

۳- طلاق بدعی: یہ وہ طلاق ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو ایک کلمہ سے تین طلاقیں یا ایک ہی طہر میں تین طلاقیں دے۔اس کو بدعی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس طرح طلاق دینا سنت طریقہ کے خلاف یا ہمارے عام رواج کے خلاف ہے۔یہ طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے خواہ شوہر گنہگار ہوگا اور بیوی اس پر حرام قرار پائے گی۔اسی طرح حیض کے ایام میں بیوی کو طلاق دینا اور اس کی عدت کو دراز کرنا بھی گناہ ہے اور اس سے رجوع درست نہ ہوگا۔

(ج) نکاح متعہ کی تعریف وحکم:

اور نکاح متعہ باطل ہے اور وہ یہ ہے کہ کوئی مرد کسی عورت سے کہے کہ میں اتنا مال دے کر اتنی مدت تک تم سے نفع اٹھاؤں گا۔امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ متعہ جائز ہے اس لیے کہ (ابتدائے اسلام میں) وہ مباح تھا۔لہٰذا اس وقت تک باقی رہے گا جب تک کہ اس کا ناسخ نہ ظاہر ہو جائے۔ہم کہتے ہیں کہ اجماع صحابہ سے نسخ ثابت ہو چکا ہے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا حضرات صحابہ کے قول کی طرف رجوع کرنا صحیح ہے۔لہٰذا اجماع درست ہے۔

سوال نمبر 4:-(الف) درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات کریں؟

خلوت صحیحة، خلوت فاسده، یمین لغو، عدت، متوفی عنها زوجها

خلع، ایلاء، ظهار

(ب) اکثر مدت حمل کتنی ہے؟

جواب: (الف) خلوت صحیحہ کی تعریف: خلوت صحیحہ سے مراد زوجین ایک مکان میں اکٹھے موجود ہوں اور کوئی بھی چیز صحبت میں رکاوٹ نہ بنے ایسی خلوت جماع کے حکم میں ہے۔رکاوٹ یہ تین چیزیں ہیں: i- حسی، ii- شرعی، iii- طبعی۔

خلوت فاسدہ کی تعریف: اگر زوجین ایک جگہ تنہائی میں جمع ہوں اور کوئی چیز مانع صحبت پائی جائے تو اسے خلوت فاسدہ کہتے ہیں۔

یمین لغو کی تعریف: کسی امر ماضی پر یہ گمان کرتے ہوئے قسم اٹھانا کہ جس طرح میں نے کہا ویسا ہی ہے حالانکہ معاملہ اس کے خلاف ہوتا ہے۔

عدت کی تعریف: نکاح کے زائل ہونے یا شبہ نکاح کے بعد عورت کا نکاح ممنوع ہونا یا بعد از وفات شوہر کے اگلے نکاح تک ایک زمانہ انتظار کو عدت کہتے ہیں۔

متوفی عنھا زوجھا کی تعریف: جس عورت کا شوہر مر جائے اسے بیوہ یا متوفی عنھا زوجھا کہتے ہیں۔

خلع کی تعریف: مال کے عوض کو زائل نکاح کرنے کے عمل کو خلع کہتے ہیں۔

ایلاء کی تعریف: شوہر قسم کھائے کہ چار ماہ تک بیوی سے صحبت نہ کرے گا' اسے ایلاء کہتے ہیں۔

ظہار کی تعریف: شوہر کا اپنی بیوی یا اس کے جز و شائع یا ایسے جزو کو جو کل سے تعبیر کیا جاتا ہو' ایسی عورت کے مشابہ قرار دینا جو اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو۔ یا اس کے کسی عضو کو اس عورت کے ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف مرد کا دیکھنا بھی حرام ہو' اسے ظہار کہتے ہیں۔

(ب) حمل کی اکثر مدت:

امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اکثر مدت حمل دو سال ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چار سال' لیث بن اسد کے نزدیک تین سال اور امام زہری کے نزدیک سات سال ہے۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باكستان

سالانہ امتحان شهادة الثانوية العالية (بی اے - سال اوّل)
(برائے طلباء) الموافق سنة 1443ھ 2022ء

الورقة الخامسة: الأدب العربی و البلاغة

الوقت المحدد: ثلاث ساعات — مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: ہر حصہ سے دو دو سوال حل کریں۔

القسم الأول...... عربی ادب

سوال نمبر 1: فرأيت في بهرة الحلقة شخصاشخت الخلقة عليه أهبة السياحة وله رنة النياحة وهو يطبع الأسجاع بجواهر لفظه ويقرع الأسماع بزواجر وعظه وقد أحاطت به أخلاط الزمر إحاطة الهالة بالقمر والأكمام بالثمر فدلفت إليه لأقتبس من فوائده وألتقط بعض فرائده فسمعته يقول حين خب في مجاله .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟ (۷+۸=۱۵)

(ب) خط کشیدہ مفردات کی جموع اور جموع کے مفردات لکھیں؟ (۵×۲=۱۰)

سوال نمبر 2:- فقال أتقلب في الحالين بؤس ورخاء وأنقلب مع الريحين زعزع ورخاء فقلت كيف إدعيت القزل وما مثلك من هزل فاستسر بشره الذي كان تجلى ثم أنشد حين ولي تعارجت لأرغبة في العرج ولكن لأقرع باب الفرج وألقي حبلي على غاربي وأسلك مسلك من قدمرج فإن لامني القوم قلت اعذر وافليس على أعرج من حرج .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟ (۷+۸=۱۵)

(ب) خط کشیدہ الفاظ میں سے پانچ کے باب اور صیغے بتائیں؟ (۲×۵=۱۰)

سوال نمبر 3:- درج ذیل پر اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں نیز خط کشیدہ کی نحوی وضاحت کریں؟ (۲۰+۵=۲۵)

(۱) ونهضت لأحداج راحلتي وأتحمل لرحلتي .

(۲) وأنزل سميري منزلة أميري وأحل أنيسي محل رئيسي .

(۳) ومترف لولاه دامت حسرته وجيش هم هزمته كرته .

(۴) فحينئذ استسنى القوم قيمته واستغزروا ديمته .

(۵) تباله من خادع ممازق اصفر ذى الوجهين كالمنافق .

القسم الثاني...... بلاغت

سوال نمبر 4:-(ثم قال) السكاكى (وشرطه) أى وشرط جعل المنكر من هذا لباب واعتبار التقديم والتأخير فيه (أن لايمنع من التخصيص مانع كقولك رجل جاء نى على مامر) إن معناه رجل جاء نى لا امرأة أولا رجلان دون قولهم شرأهر ذاناب .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟ (۷+۸=۱۵)

(ب) خط کشیدہ عبارت سے شارح کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟ مفصل لکھیں؟ (۱۰)

سوال نمبر 5:-درج ذیل میں سے پانچ کی تعریفات وامثلہ لکھیں؟ (۵×۵=۲۵)

تنافر کلمات' تعقید لفظی' حشو' حال' تتابع اضافات' مخالقة قياس

سوال نمبر 6:-ثم الإسناد مطلقا منه حقيقة عقلية...... فأقسام الحقيقة العقلية على مايشمله التعريف أربعة .

(الف) حقیقت عقلیہ کی تعریف لکھیں نیز اس کی اقسام اربعہ میں سے دو کی امثلہ کے ساتھ وضاحت کریں؟ (۵+۵+۵=۱۵)

(ب) مجاز عقلی کی تعریف لکھیں نیز بتائیں کہ مجاز عقلی قرآن مجید میں ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس کی دو مثالیں وضاحت کے ساتھ لکھیں؟ (۲+۴+۴=۱۰)

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2022

پانچواں پرچہ: عربی ادب وبلاغت

قسم اوّل: عربی ادب

سوال نمبر 1:-فَرَأَيْتُ فِيْ بُهْرَةِ الْحَلْقَةِ شَخْصًا شَخْتَ الْخِلْقَةِ عَلَيْهِ أُهْبَةُ السِّيَاحَةِ وَلَهُ رُنَّةُ النِّيَاحَةِ وَهُوَ يَطْبَعُ الْأَسْجَاعَ بِجَوَاهِرِ لَفْظِهِ وَ يَقْرَعُ الْأَسْمَاعَ بِزَوَاجِرِ وَعْظِهِ وَقَدْ أَحَاطَتْ بِهِ أَخْلَاطُ الزُّمَرِ إِحَاطَةَ الْهَالَةِ بِالْقَمَرِ وَالْأَكْمَامِ بِالثَّمَرِ فَدَلَفْتُ إِلَيْهِ لِأَقْتَبِسَ مِنْ فَوَائِدِهِ وَأَلْتَقِطَ بَعْضَ فَرَائِدِهِ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ حِيْنَ خَبَّ فِيْ مَجَالِهِ .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) خط کشیدہ مفردات کی جمع اور جموع کے مفردات لکھیں؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: پس میں نے آدمیوں کے درمیان ایک کمزور الخلقت شخص کو دیکھا جو سفر کے آثار لیے زار و قطار رو رہا ہے اور اپنے لفظوں کے جوہروں سے مقفّی کلام کو آراستہ کر رہا ہے' کانوں کو اپنے مدلل وعظ و نصیحت سے کھٹکھٹا رہا ہے۔ پس مختلف لوگوں نے اس کا گھیراؤ کیا ہوا ہے جس طرح ہالہ چاند کو گھیرتا ہے اور چھلکا پھل کو۔ پس میں بھی آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کے پاس پہنچ گیا تاکہ میں اس کے فوائد سے فائدہ حاصل کر سکوں اور اس کے موتیوں سے کچھ چن سکوں۔ پس میں نے سنا کہ وہ اپنی جگہ گھومتے ہوئے فی البدیہہ یہ فصیح کلام میں گفتگو کر رہا ہے۔

(ب) خط کشیدہ کے مفردات/ جموع:

i- سجع/ جوہر' ii- کم' iii- فائدہ' iv- فريدة

سوال نمبر 2:-فَقَالَ أَتَقَلَّبُ فِي الْحَالَيْنِ بُؤْسٍ وَرَخَاءٍ وَأَنْقَلِبُ مَعَ الرِّيْحَيْنِ زَعْزَعٍ وَرِخَاءٍ فَقُلْتُ كَيْفَ إِدَّعَيْتَ الْقَزَلَ وَمَا مِثْلُكَ مِنْ هَزَلَ فَاسْتَسَرَّ بِشْرُهُ الَّذِيْ كَانَ تَجَلَّى ثُمَّ أَنْشَدَ حِيْنَ وَلَّى تَعَارَجْتُ لَارَغْبَةً فِي الْعَرَجِ وَلٰكِنْ لِأَقْرَعَ بَابَ الْفَرَجِ وَأُلْقِيَ حَبْلِيْ عَلٰى غَارِبِيْ وَأَسْلُكَ مَسْلَكَ مِنْ قَدْ مَرَجَ فَإِنْ لَامَنِي الْقَوْمُ قُلْتُ اعْذِرُوْا فَلَيْسَ عَلٰى أَعْرَجٍ مِنْ حَرَجٍ .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) خط کشیدہ الفاظ میں سے پانچ کے باب اور صیغے بتائیں۔

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: ''پس اس نے کہا کہ میں دو حالتوں میں رہتا ہوں۔ کبھی سختی اور کبھی نرمی میں۔ اور میں دو طرح کی ہواؤں میں پلٹتا ہوں کبھی تیز ہواؤں میں اور کبھی سست ہواؤں میں۔ پس میں نے اس سے دریافت کیا کہ تم لنگڑے کیوں بنے ہوئے ہو حالانکہ تیرے جیسا کوئی نہیں' جو مذاق اُڑائے؟ پس اس کا کھلا ہوا چہرہ مرجھا گیا' پھر اس نے جاتے وقت دو شعر پڑھے۔ کہ میں لنگڑے پن کو اچھا جان کر لنگڑا نہیں بنا بلکہ اس لیے بنا ہوں تاکہ میں اپنے لیے خوشحالی اور وسعتِ رزق کے دروازہ کو کھول سکوں۔ میں اپنی رسی کندھے پر ڈال کر بے پہرہ بیل کی مانند چل دیتا ہوں تاکہ اگر قوم مجھے ملامت کرے تو کہہ سکوں کہ لنگڑے کے لیے ایسا کرنا کوئی بری بات نہیں ہے/لنگڑے کے لیے ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے''۔

(ب) خط کشیدہ کے باب وصیغہ:

الفاظ	باب وصیغہ
أتقلب:	صیغہ واحد متکلم مذکر ومؤنث فعل مضارع معلوم از باب تفعل
أنقلب:	صیغہ واحد متکلم مذکر ومؤنث مضارع معلوم از باب انفعال
فأستسر:	صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معلوم از باب استفعال
تعارجت:	صیغہ واحد متکلم مذکر ومؤنث فعل ماضی معلوم از باب تفاعل
لأقرع:	صیغہ واحد متکلم مذکر ومؤنث فعل مضارع معلوم از باب فَتَحَ يَفْتَحُ
ألقي:	صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مجہول از باب افعال
أسلك:	واحد متکلم مذکر ومؤنث فعل مضارع معلوم از باب نَصَرَ يَنْصُرُ

سوال نمبر 3:- درج ذیل پر اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں نیز خط کشیدہ کی نحوی وضاحت کریں؟

(۱) وَنَهَضْتُ لِأَحْدَاجِ رَاحِلَتِي وَأَتَحَمَّلَ لِرِحْلَتِي .

(۲) وَأُنْزِلُ سَمِيرِي مَنْزِلَةَ أَمِيرِي وَأُحِلُّ أَنِيسِي مَحَلَّ رَئِيسِي .

(۳) وَمُتْرَفٍ لَوْلَاهُ دَامَتْ حَسْرَتُهُ وَجَيْشٌ هُمْ هَزَمَتْهُ كَرَّتُهُ .

(۴) فَحِينَئِذٍ اسْتَسْنَى الْقَوْمُ قِيمَتَهُ وَاسْتَغْزَرُوا دِيمَتَهُ .

(۵) تَبًّا لَهُ مِنْ خَادِعٍ مُمَاذِقٍ اَصْفَرَ ذِي الْوَجْهَيْنِ كَالْمُنَافِقِ .

جواب: (الف) اعراب: اعراب تمام اجزاء پر اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ العبارات:

۱- اور میں اٹھاتا کہ اپنی اونٹنی پر کجاوہ کس کر اسے کوچ کرنے کے لیے اٹھاؤں۔

۲- میں اتارتا ہوں اپنے قصہ گو کو حاکم کی جگہ اور اپنے دوست کو رکھتا ہوں سردار کی جگہ۔

۳- اگر یہ اشرفی نہ ہوتی تو ان کو ہمیشہ حسرت و افسوس رہتا۔ اور بہت سے غم کے لشکر کو اس کے حملے سے شکست ہوئی۔

۴- اب تو لوگ اس کو بہت قیمتی سمجھنے لگے اور اس کی بارش کو بہت زیادہ خیال کرنے لگے۔

۵- اشرفی ہلاک ہو منافق، مکار، زرد دو رخی۔

(ب) خط کشیدہ کی نحوی وضاحت:

۱- سمیری غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً مفعول اوّل، منزلة اسم مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف امیری مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا۔

۲- القوم مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، قیمت مضاف ہ مضاف الیہ اور مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ ہوا۔

قسم ثانی: بلاغت

سوال نمبر 4:- (ثُمَّ قَالَ السَّكَّاكِيُّ (وَشَرْطُهُ) أَيْ وَشَرْطُ جَعْلِ الْمُنَكَّرِ مِنْ هٰذَا الْبَابِ وَاعْتِبَارِ التَّقْدِيمِ وَالتَّأْخِيرِ فِيهِ (أَنْ لَّا يَمْنَعَ مِنَ التَّخْصِيصِ مَانِعٌ كَقَوْلِكَ رَجُلٌ جَاءَنِي عَلٰى مَامَرَّ) إِنَّ مَعْنَاهُ رَجُلٌ جَاءَنِي لَا اِمْرَأَةٌ أَوْلَا رَجُلَانِ دُوْنَ قَوْلِهِمْ شَرٌّ أَهَرَّ ذَانَابٍ .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) خط کشیدہ عبارت سے شارح کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟ مفصل لکھیں؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: پھر کہا سکاکی نے! اور اس کی شرط یعنی نکرہ کو اس باب سے بنانے کی اور اس میں تقدیم و تاخیر کا اعتبار کرنے کی شرط یہ ہے کہ تخصیص سے کوئی مانع موجود نہ ہو جیسے تیرا قول "رَجُلٌ جَاءَنِي" جیسا کہ گزرا۔ بے شک اس کا معنیٰ یہ ہے کہ میرے پاس مرد آیا عورت نہیں یا دو مرد نہیں۔ علاوہ ان کے قول کے "شَرٌّ أَهَرَّ ذَانَابٍ"

(ب) خط کشیدہ عبارت کی تشریح:

خط کشیدہ عبارت سے شارح یہ ثابت کرنا چاہتے کہ عربوں کے قول "شَرٌّ أَهَرَّ ذَانَابٍ" میں نہ ہی

تخصیص جنس ہے' کیونکہ اس طرح کہنا منع ہے کہ کتے کو شر نے بھونکا یا خیر نے نہیں۔ اور نہ تخصیص فرد ہے' کیونکہ ایسا بھی نہیں کہا جاتا کہ "کتے کو ایک شر نے بھونکا یا دو شروں نے نہیں۔ لہٰذا اس میں تخصیص نہیں لیکن رَجُلٌ جَاءَنِيْ میں تخصیصِ جنس اور تخصیص فرد دونوں مراد لے سکتے ہیں۔

سوال نمبر 5:-درج ذیل کی تعریفات و امثلہ لکھیں؟

تنافر کلمات' تعقید لفظی' حشو' حال' تتابع اضافات' مخالفة قیاس

جواب: اصطلاحات کی تعریفات:

تنافرِ کلمات کی تعریف: اگرچہ الگ الگ ہر کلمہ فصیح ہو مگر کلمات کا اجتماع زبان پر ثقیل ہو جائے جیسے شاعر کا قول "لیس قُرْبَ قَبْرِ حَرْبٍ قَبْرٌ"

تعقید لفظی کی تعریف: کلام کا معنیٰ مرادی پر ظاہر الدلالۃ نہ ہونا اس خلل کی وجہ سے جو نظم میں واقع ہو مثلاً تقدیم' تاخیر اور فصل وغیرہ جیسے فرزدق کا قول: "وَمَا مِثْلُهُ فِي النَّاسِ اِلَّا مُمَلِّكًا ابو امه حَيٌّ اَبُوْهُ يُقَارِبُهُ"۔

حشو کی تعریف: کلام میں ایسی زیادتی جس کے بغیر بھی معنیٰ ادا ہو سکے جیسے وَاَعْلَمُ عِلْمَ الْيَوْمِ وَالْاَمْسِ قَبْلَهٗ میں لفظ قَبْلَهٗ زائد ہے۔

حال کی تعریف: کسی خصوصیت کا تقاضا کرنے والا امر حال کہلاتا ہے جیسے انکار ایک حال ہے' جو تاکید کا تقاضا کرتا ہے۔

تتابع اضافات کی تعریف: کلام متعدد اضافتوں کا استعمال کرنا جیسے حَمَامَةَ جَرْعٰى حومةِ الْجندل اِسْجَعِيْ میں یکے بعد دیگر اضافتوں کا استعمال ہے۔

مخالفتِ قیاس کی تعریف: جب کسی کلمہ میں صرفی قانون کی مخالفت پائی جائے تو مخالفتِ قیاس ہوگا جیسے اجلل۔

سوال نمبر 6:-ثم الإسناد مطلقا منه حقيقة عقلية...... فأقسام الحقيقة العقلية على مايشمله التعريف أربعة.

(الف) حقیقت عقلیہ کی تعریف لکھیں نیز اس کی اقسام اربعہ میں سے دو کی امثلہ کے ساتھ وضاحت کریں؟

(ب) مجاز عقلی کی تعریف لکھیں نیز بتائیں کہ مجاز عقلی قرآن مجید میں ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس کی دو مثالیں وضاحت کے ساتھ لکھیں؟

جواب: (الف) حقیقت عقلیہ کی تعریف:

متکلم کے نزدیک فعل یا شبہ فعل کا اسناد ما ھو لہ کی طرف کرنا ظاہر حال میں۔

دو اقسام کا بیان: حقیقت عقلیہ کی چار اقسام ہیں جن میں سے دو درج ذیل ہیں:

پہلی قسم: اسناد واقع اور اعتقاد دونوں کے مطابق ہو جیسے مومن قول اَنْبَتَ اللّٰهُ الْبَقْلَ ۔

دوسری قسم: اسناد صرف اعتقاد کے مطابق ہو واقع کے مطابق نہ ہو جیسے جاہل کا قول وَاَنْبَتَ الرَّبِيْعُ الْبَقْلَ ۔

(ب) مجاز عقلی کی تعریف:

قرینہ کے ساتھ فعل یا شبہ فعل کا اسناد ایسے ملابس اور متعلق کی طرف کرنا جو مَا هُوَلَهٗ کا غیر ہو۔

مجاز عقلی: قرآن کریم میں کثیر واقع ہے جن میں چند مثالیں درج ذیل ہیں:

(۱) اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا، (۲) يُذَبِّحُ اَبْنَاءَهُمْ، (۳) يَا هَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحًا ۔

تشریح: پہلی مثال میں اخراج کی نسبت زمین کی طرف کی گئی حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ دوسری مثال میں ذبح کی نسبت فرعون کی طرف ہے حالانکہ وہ اس کے عملے کا فعل ہے۔ تیسری مثال میں بناء کی نسبت ہامان کی طرف کی گئی حالانکہ وہ اس کے عملے کا فعل ہے۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باكستان

سالانہ امتحان شهادة الثانوية العالية (بی اے-سال اوّل)

(برائے طلباء) الموافق سنة 1443ھ 2022ء

الورقة السادسة: العقائد والمنطق

الوقت المحدد: ثلاث ساعات — مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: ہر حصہ سے دو دو سوال حل کریں۔

پہلا حصہ......عقائد

سوال نمبر 1: قال اهل الحق حقائق الاشياء ثابتة والعلم بها متحقق خلافا للسوفسطائية واسباب العلم للخلق ثلاثة .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ لکھیں اور سوفسطائیہ کا مؤقف بھی تحریر کریں؟ (۵+۵+۵=۱۵)

(ب) اللہ تعالیٰ کی صفات ازلیہ قائم بذاتہ میں سے کوئی سی پانچ صفات تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2:- (الف) آثار صالحین سے برکت حاصل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اپنے مؤقف پر دو دلیلیں تحریر کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(ب) کرامت کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ اولیاء اللہ کے لیے کرامات ثابت ہیں یا نہیں؟ اپنے مؤقف پر قرآن وحدیث سے ایک ایک دلیل لکھیں؟ (۵+۵+۵=۱۵)

سوال نمبر 3:- درج ذیل عنوانات پر اپنے مؤقف کے مطابق ایک ایک دلیل تحریر کریں؟ (۵×۵=۲۵)

البدعة الحسنة، التوسل، الاستشفاء بالقرآن، الذبح بأبواب الأوليا، تقبيل القبور

دوسرا حصہ......منطق

سوال نمبر 4:- (الف) دلالات ثلثہ مطابقی، تضمنی، التزامی کی تعریفات قطبی کے مطابق لکھیں اور امثلہ بھی تحریر کریں؟ (۵+۵+۵=۱۵)

(ب) معرف وقول شارح اور دلیل وحجت کی تعریفات اور وجہ تسمیہ لکھیں؟ (۵+۵=۱۰)

سوال نمبر5:-الكليان متساويان ان صدق كل واحد منهما على كل مايصدق عليه الاخر وبينهما عموم وخصوص مطلقا ان صدق احدهما على كل مايصدق عليه الاخر من غير عكس وبينهما عموم وخصوص من وجه ان صدق كل منهما على بعض ماصدق عليه الاخر فقط .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز بیان کی گئی اقسام میں سے کوئی سی تین کی امثلہ تحریر کریں؟ (۱۵=۴+۶+۵)

(ب) متساویین اور متباینین کی نقیضوں کے درمیان کونسی نسبت ہوگی؟ امثلہ سے وضاحت کریں؟ (۱۰=۵+۵)

سوال نمبر6:-واعلم ان المشهور فيما بين القوم ان العلم اما تصور او تصديق والمصنف عدل عنه الى التصور الساذج والتصديق وسبب العدول ورود الاعتراض على التقسيم المشهور من وجهين الاول ان التقسيم فاسد .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ (۱۵=۸+۷)

(ب) علم کی مشہور تقسیم پر دو وجہ سے اعتراض وارد ہوتا ہے آپ وہ دونوں وجہیں تحریر کریں؟ (۱۰=۵+۵)

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2022ء

چھٹا پرچہ: عقائد و منطق

پہلا حصہ.....عقائد

سوال نمبر1:-قَالَ اَهْلُ الْحَقِّ حَقَائِقُ الْاَشْيَاءِ ثَابِتَةٌ وَالْعِلْمُ بِهَا مُتَحَقِّقٌ خِلَافًا لِلسُّوفُسْطَائِيَّةِ وَاَسْبَابُ الْعِلْمِ لِلْخَلْقِ ثَلَاثَةٌ .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ لکھیں اور سوفسطائیہ کا موقف بھی تحریر کریں؟

(ب) اللہ تعالیٰ کی صفات ازلیہ قائم بذاتہ میں سے کوئی سی پانچ صفات تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: اہل حق فرماتے ہیں: اشیاء کی حقیقتیں ثابت ہیں۔ اور ان کا علم بھی موجود ہے۔

سوفسطائیہ کا اس میں اختلاف ہے اور مخلوق کے علم (یقین) کے تین اسباب ہیں۔

سوفسطائیہ کا مؤقف:

سوفسطائیہ احمقوں کا ایک گروہ تھا' جو مغالطہ آفرینی کے ذریعے اپنے نظریات کو فروغ دیتا تھا۔ اس کے تین گروہ تھے:

i- عنادیہ: یہ اشیاء کی حقیقتوں کا انکار کرتے ہیں۔

ii- عندیہ: ان کے نزدیک اشیاء کے حقائق ان کے اعتقاد کے تابع ہیں۔

iii- لاادریہ: یہ کہتے ہیں کہ ہمیں کسی چیز کے موجود ہونے کا علم ہے اور نہ معدوم ہونے کا۔

خلاصہ کلام یہ کہ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ عبارت میں ان تمام فرقوں کا رد کیا ہے۔

(ب) اللہ تعالیٰ کی صفات ازلیہ قائم بذاتہ:

وہ پانچ صفات یہ ہیں:

i- حیات' ii- سمع' iii- بصر' iv- علم' قدرت' v- مشیت

سوال نمبر 2:- (الف) آثار صالحین سے برکت حاصل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اپنے مؤقف پر دو دلیلیں تحریر کریں؟

(ب) کرامت کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ اولیاء اللہ کے لیے کرامات ثابت ہیں یا نہیں؟ اپنے مؤقف پر قرآن و حدیث سے ایک ایک دلیل لکھیں؟

جواب: (الف) آثار صالحین سے برکت کا جواز و دلائل

ہاں! آثار صالحین سے برکت حاصل کرنا جائز ہے اور مستحب ہے اور تمام علماء اسلام اس پر متفق ہیں۔ اس کے دلائل یہ ہیں:

دلیل نمبر 1: حضرت جعفر بن امام محمد سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب آپ کو غسل دیا گیا' تو آپ کی آنکھوں کے پپوٹوں میں پانی جمع ہو جاتا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اسے منہ لگا کر پانی پیتے تھے یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت حاصل کرنے کے لیے۔

دلیل نمبر 2: حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ اس وقت چمڑے کے سرخ خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی تھا' جسے حاصل کرنے کے لیے صحابہ کرام جھپٹ رہے تھے' جسے پانی کا کچھ حصہ مل جاتا وہ اپنے جسم پر مل لیتا اور جسے نہ ملتا وہ اپنے ساتھی کے ہاتھ کی تری ہی حاصل کر لیتا یعنی برکت اور شفاء کے لیے۔

(ب) کرامت کی تعریف' ثبوت اور دلائل:

اولیاء وصالحین سے جو خلاف عادت عمل صادر ہو اسے کرامت کہا جاتا ہے۔ کرامات اولیاء حق ہیں' ان کا جواز قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ اس سلسلہ میں دلائل حسب ذیل ہیں:

i- حضرت زکریا علیہ السلام حجرہ میں حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے پاس جاتے' ان کے ہاں انواع و اقسام کے بے موسے پھل پا کر تعجب سے دریافت کرتے کہ یہ پھل کہاں سے ہیں؟ انہیں جواب دیا جاتا: یہ پھل اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں۔ (القرآن)

ii- مفسرین کی تصریح کے مطابق حضرت مائی مریم رضی اللہ عنہا کے پاس گرمیوں کے پھل سردیوں میں اور سردیوں کے پھل گرمیوں میں موجود ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں حکم ہوتا کہ خشک کھجور کے تنے کو اپنی طرف حرکت دو' تو ان کے حرکت دینے سے وہ تروتازہ کھجوریں گراتا۔ (القرآن)

(iii) اصحاب کہف کا واقعہ قرآن کریم میں بالتفصیل مذکور ہے' وہ تین سو نو سال کوئی چیز کھائے بغیر سوئے رہے' ان کی کروٹیں بدلی جاتی تھیں' وہ صحیح وسالم رہے' سورج کی گرمی اور موسم کی سردی بھی ان پر اثر انداز نہ ہوئی۔

iv- حضرت خبیب رضی اللہ عنہ اپنی قید کے زمانہ میں قید میں ہی پھل تناول کیا کرتے تھے اور اس زمانہ میں مدینہ طیبہ میں پھل کا نام ونشان نہیں ہوتا تھا۔

v- جب حضرت عاصم رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے تو کفار نے ان کے جسم کا ایک حصہ کاٹنے کا ارادہ کیا' اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں یا بھڑوں کو ان کی حفاظت کے لیے روانہ کر دیا' چنانچہ کفار اپنے مذموم مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔

سوال نمبر 3:- درج ذیل عنوانات پر اپنے مؤقف کے مطابق ایک ایک دلیل تحریر کریں؟

البدعة الحسنة' التوسل' الاستشفاء بالقرآن' الذبح بأبواب الأولیا' تقبیل القبور

جواب: البدعة الحسنة سے متعلق دلیل:

بدعت حسنہ: بدعت حسنہ وہ نیا کام ہے جو قرآن وسنت کے موافق ہو اور آئمہ ہدایت اس کے قائل ہوں جیسے قرآن کریم کو مصحف میں جمع کرنا' اس پر اعراب لگوانا' رمضان میں نماز تراویح با جماعت ادا کرنا' مسافر خانے بنوانا' دینی مدارس کا قیام اور جدید انداز میں مساجد کی تعمیر اور ان کے مینار ومحراب وغیرہ وغیرہ۔ اس لیے یہ تمام چیزیں زمانہ رسالت میں نہیں تھیں بلکہ بعد میں وجود میں آئیں اور ان کے عدم جواز پر کوئی بھی عالم فتویٰ نہیں دیتا۔

التوسل سے متعلق دلیل:

انبیاء اور اللہ کے نیک بندوں کو وسیلہ بنانا جائز ہے۔

امام بخاری حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب قحط واقع ہوتا' تو حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے بارش کی دعا مانگتے اور عرض کرتے: اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرتے تھے اور تو بارش عطا فرماتا تھا' اب ہم اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں' ہمیں بارش عطا فرما' حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو بارش سے سیراب کر دیا جاتا۔

الاستشفاء بالقرآن سے متعلق دلیل:

قرآن پاک بیماری کے لیے شفاء اور دلوں کے زنگ کو دور کرنے والا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے: ترجمہ: "اور ہم قرآن سے وہ چیز نازل کرتے جو شفاء ہے اور مومنوں کے لیے رحمت"۔

الذبح بأبواب الأولياء سے متعلق دلیل:

اولیاء کے مزارات پر ان کے ایصال ثواب کے لیے ذبح کرنا نہ صرف جائز بلکہ آئمہ کے نزدیک مستحب ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میری والدہ اچانک فوت ہوگئی ہیں۔ اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو ان کو فائدہ دے گا؟ فرمایا: ہاں! انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کونسا صدقہ زیادہ فائدہ دے گا؟ فرمایا: پانی۔ چنانچہ انہوں نے کنواں کھدوایا اور فرمایا: یہ سعد کی ماں کے لیے ہے۔

تقبیل القبور سے متعلق دلیل:

اکثر علماء نے اسے صرف مکروہ قرار دیا اور بعض نے جائز اور مباح قرار دیا۔ حرام تو کسی نے بھی نہیں کہا۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے ثابت ہے کہ جب ان سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقد انور کو بوسہ دینے کے بارے پوچھا گیا تو فرمایا: اس میں کچھ حرج نہیں۔

حصہ دوم: منطق

سوال نمبر 4:- (الف) دلالات ثلثہ مطابقی' تضمنی' التزامی کی تعریفات قطبی کے مطابق لکھیں اور امثلہ بھی تحریر کریں؟

(ب) معرف وقول شارح اور دلیل وحجت کی تعریفات اور وجہ تسمیہ لکھیں؟

جواب: (الف) دلالت مطابقی کی تعریف: وہ دلالت جو لفظ اپنے پورے معنی موضوع لہ پر دلالت

کرے جیسے انسان کی دلالت حیوان ناطق پر۔

دلالت تضمنی کی تعریف: وہ دلالت جو لفظ اپنے معنیٰ موضوع کی جز پر دلالت کرے جیسے انسان کی دلالت فقط حیوان یا فقط ناطق پر۔

دلالت التزامی کی تعریف: وہ دلالت جو لفظ اپنے معنیٰ موضوع لہ کے لازم خارج پر دلالت کرے جیسے انسان کی دلالت قابلِ علم ہونے پر۔

(ب) معرف وقول شارح کی تعریف: وہ معلوماتِ تصوریہ کہ جنہیں ترتیب دینے سے کوئی مجہول تصور حاصل ہو۔

دلیل و حجت کی تعریف: وہ معلوماتِ تصدیقیہ کہ جنہیں ترتیب دینے سے کوئی مجہول تصدیق حاصل ہو۔

معرف وقول شارح کی وجہ تسمیہ: وہ شئی جو مجہول تصور تک پہنچائے، منطق اسے معرف وقول شارح کہتے ہیں۔ شارح تو اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اشیاء کی حقیقتوں کی شرح کرتا ہے اور قول اس لئے کہتے ہیں کہ وہ غالباً مرکب ہوتا ہے کہ حدتام یقیناً مرکب ہوتی ہے۔ لفظ قول مرکب کے ہم معنیٰ لفظ ہے۔

دلیل و حجت کی وجہ تسمیہ: جو شئی مجہول تصدیق تک پہنچائے، منطق اسے حجت کہتے ہیں۔ اسے حجت اس لیے کہتے ہیں کہ حجت کا معنیٰ ہے "غلبہ" تو جو شخص اس سے استدلال کر کے اور اپنے مطلوب تک پہنچتا ہے وہ خصم پر غالب آجاتا ہے اس لیے اس کو حجت کہتے ہیں۔

سوال نمبر 5:- اَلْكُلِّيَانِ مُتَسَاوِيَانِ اِنْ صَدَقَ كُلٌّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلٰى كُلِّ مَا يَصْدُقُ عَلَيْهِ الْاٰخَرُ وَبَيْنَهُمَا عُمُوْمٌ وَخُصُوْصٌ مُطْلَقًا اِنْ صَدَقَ اَحَدُهُمَا عَلٰى كُلِّ مَا يَصْدُقُ عَلَيْهِ الْاٰخَرُ مِنْ غَيْرِ عَكْسٍ وَبَيْنَهُمَا عُمُوْمٌ وَخُصُوْصٌ مِنْ وَجْهٍ اِنْ صَدَقَ كُلٌّ مِنْهُمَا عَلٰى بَعْضِ مَا صَدَقَ عَلَيْهِ الْاٰخَرُ فَقَطْ ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز بیان کی گئی اقسام میں سے کوئی سی تین کی امثلہ تحریر کریں؟

(ب) متساوین اور متباینین کی نقیضوں کے درمیان کونسی نسبت ہوگی؟ امثلہ سے وضاحت کریں؟

جواب: (الف) اعراب اور ترجمہ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔ ترجمہ درج ذیل ملاحظہ کریں:

"دو کلیوں میں ایک اگر اس پر صادق آئے جس پر دوسری صادق آتی ہے، تو یہ متساوی ہوں گی۔ اگر ان میں ایک صادق آئے اس پر جس پر دوسری صادق آئے لیکن دوسری صادق نہ اس پر جس پر پہلی صادق آئے، تو ان کے درمیان عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہوگی۔ اگر ان میں ہر ایک ہر اس کے بعض پر صادق آئے جس پر دوسری صادق آئی تو ان کے درمیان عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہوگی"۔

(ب) متساوی کلیوں کی نقیضوں کے درمیان نسبت کا بیان:

جن دو کلیوں کے درمیان تساوی کی نسبت ہو جیسے انسان اور ناطق۔ ان کی نقیضوں کے درمیان بھی تساوی کی نسبت ہوگی جیسے لا انسان و لا ناطق کے درمیان تساوی کی نسبت ہے' کیونکہ جس پر لا انسان صادق آئے گا اس پر لا ناطق بھی صادق آئے اور جس پر لا ناطق صادق آئے اس پر لا انسان بھی صادق آتا ہے' کیونکہ اگر لا انسان کسی پر صادق آئے اور لا ناطق صادق نہ آئے تو پھر اس کا عین یعنی ناطق صادق آئے گا اب اس جگہ ایک کا عین ہے یعنی ناطق اور دوسرے کی نقیض یعنی لا انسان۔ تو اس پر یہ لازم آئے گا کہ ایک عین دوسرے عین کے بغیر پایا جائے حالانکہ عینوں کے درمیان نسبت تساوی تھی۔ لہٰذا جاننا ہوگا کہ جن کلیوں میں تساوی کی نسبت ہو ان کی نقیضوں کے درمیان بھی تساوی کی نسبت ہوگی۔

متباین کلیوں کی نقیضوں کے درمیان نسبت کا بیان:

جن دو کلیوں کے درمیان تبائن کی نسبت ہو (جیسے وجود اور معدوم کے درمیان تباین کی نسبت ہے) تو ان کی نقیضوں کے درمیان تباین جزئی کی نسبت ہوگی (جیسے لا وجود اور لا معدوم کے درمیان تباین جزئی ہے) کیونکہ اگر دو عینوں (یعنی وجود اور معدوم) میں ہر ایک دوسرے کی نقیض (یعنی لا وجود یا لا معدوم) کے ساتھ پایا جائے تو پھر دو نقیضوں (یعنی لا وجود اور لا معدوم) میں ہر ایک بھی دوسرے کے عین (وجود یا معدوم) کے ساتھ پائی جائے گی۔ پس اس وقت دو نقیضوں میں ہر ایک دوسری کے بغیر فی الجملہ صادق آئے گی اور یہی تباین جزئی ہے۔ ان کی نقیضوں کے درمیان تباین جزئی اس لیے کہا کہ وہ کبھی تباین کلی کے ضمن میں متحقق ہوتی ہے جیسے موجود اور معدوم کی نقیضوں یعنی لا موجود اور لا معدوم کے درمیان تباین کلی ہے۔ کبھی وہ عموم و خصوص من وجہ کے ضمن میں متحقق ہوگی جیسے انسان اور حجر کی نقیضوں یعنی لا انسان اور لا حجر کے درمیان عموم من وجہ کی نسبت ہے۔ اسی لیے کہا کہ متبائنین کی نقیضوں میں تبائن جزئی ہے۔

سوال نمبر 6:- وَاعْلَمْ اَنَّ الْمَشْهُوْرَ فِيْمَا بَيْنَ الْقَوْمِ اَنَّ الْعِلْمَ اِمَّا تَصَوُّرٌ اَوْ تَصْدِيْقٌ وَالْمُصَنِّفُ عَدَلَ عَنْهُ اِلَى التَّصَوُّرِ السَّاذِجِ وَالتَّصْدِيْقِ وَسَبَبُ الْعُدُوْلِ وُرُوْدِ الْاِعْتِرَاضِ عَلَى التَّقْسِيْمِ الْمَشْهُوْرِ مِنْ وَّجْهَيْنِ الْاَوَّلُ اَنَّ التَّقْسِيْمَ فَاسِدٌ۔

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) علم کی مشہور تقسیم پر دو وجہ سے اعتراض وارد ہوتا ہے آپ وہ دونوں وجہیں تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب اور ترجمۃ العبارۃ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

"اور جان لو کہ وہ (تعریف) جو قوم کے درمیان مشہور ہے وہ یہ کہ یا تصور ہوگا یا تصدیق۔ مصنف نے اس سے عدول کیا تصور ساذج اور تصدیق کی طرف۔ اور عدول کا سبب مشہور تقسیم پر دو وجہ سے اعتراض

وارد ہوتا ہے۔اوّل یہ کہ تقسیم فاسد ہے"۔

(ب) علم کی مشہور تقسیم پر وارد اعتراض کی دو وجہیں:

مصنف نے علم کی مشہور تقسیم سے اعراض کیا' اس اعراض کی وجہ یہ ہے کہ اس تعریف پر دو اعتراض ہوتے تھے' ان سے بچنے کے لیے نئی تقسیم کی ہے۔سوال یہ ہے کہ آخر وہ اعتراضات کون سے ہیں جو مشہور تعریف پر وارد ہوتے ہیں اور مصنف نے ان سے بچتے ہوئے جدید تقسیم اختیار کی ہے؟ وہ اعتراضات حسب ذیل ہیں:

۱- پہلا اعتراض: تصدیق سے آپ کی کیا مراد ہے؟ اگر تصدیق سے مراد تصور مع الحکم ہے جیسا کہ امام رازی کا مذہب ہے تو اس صورت میں قسم الشیء کا قسیم الشیء لازم آتا ہے' اس لیے کہ تصور مع الحکم علم کی قسم ہے چونکہ علم اور تصور میں ترادف ہے تو تصور مع الحکم علم کی قسم ہے' بالکل اسی طرح تصور کی بھی قسم ہوئی حالانکہ مشہور تقسیم میں تصور مع الحکم یعنی تصدیق کو تصور کا قسیم بنایا گیا ہے' تو یہ تصدیق تصور کی بھی قسم ہے اور قسیم بھی ہے جو کہ ناجائز ہے۔

۲- دوسرا اعتراض: اگر تصدیق سے مراد حکم ہے جیسا کہ حکماء کا مذہب ہے' تو اس صورت میں قسیم الشیء کا قسم الشیء ہونا لازم آئے گا' اس لیے کہ حکم کو تقسیم مشہور کا قسیم بنایا گیا حالانکہ واقع نفس الامر میں حکم تصور کی قسم ہے۔چونکہ علم اور تصور میں ترادف ہے تو جس طرح حکم علم کی قسم ہے تو اس تصور کی بھی قسم بنی' تو اس قسیم الشیء کا قسم الشیء ہونا لازم آیا جو بالکل ناجائز ہے۔

☆☆☆

ترجمہ: ''قیامت کا علم اسی طرف لوٹایا جاتا ہے جب قیامت واقع ہو اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اور پھلوں میں سے کوئی پھل غلافوں سے باہر نہیں آتا'' ایک قرأت میں ثمرات بھی پڑھا گیا ہے۔ اکمام کم کی جمع ہے۔ کـم کو کاف کے کسرہ کے ساتھ پڑھنا ہے۔'' کوئی مادہ حاملہ نہیں ہوتی اور نہ کوئی مادہ بچہ جنتی ہے مگر سب اس کے علم میں ہے۔ جب اللہ ان کو ندا فرمائے گا کہ میرے شریک کہاں ہیں وہ کہیں گے (اے میرے رب) ہم تیری بارگاہ میں عرض کر چکے ہیں یعنی اب ہم درخواست گزار ہیں کہ ہم میں سے کوئی گواہی دینے والا نہیں (کہ وہ تیرے شریک ہیں) 13

(ب) اغراض مفسر:

متی تکون والی عبارت نکال کر مفسر رحمہ اللہ تعالیٰ نے یرد فعل کا ظرف بتادیا۔ مطلب ہوا کہ جب لوگ آپ سے وقوع قیامت کے بارے سوال کریں تو آپ فرمانا کہ جب قیامت قائم ہوگی اس وقت کو اللہ ہی جانتا ہے۔ لا یعلم غیرہ اس حصر کی طرف اشارہ کردیا جو اللہ یرد کی تقدیم سے حاصل ہو رہا ہے۔ اگر حصر مقصود نہ ہوتا تو یرد الیہ کہا جاتا۔ مفسر رحمہ اللہ تعالیٰ لفظ ثمرہ میں دو قرأتوں کی طرف اشارہ کردیا کہ اسے مفرد بھی پڑھ سکتے یعنی ثمرۃ تب جنس ثمرہ مراد ہوگی اور جمع بھی پڑھ سکتے ہیں یعنی ثمرات تب انواع مراد ہوں گے۔ پھر اکمام کا معنی بیان کرنے کے بعد اس کی صرفی تحقیق بیان کردی کہ اکمام کم کی جمع ہے۔ اعلمناك نکال کر اٰذنك کا آسان معنی بیان کردیا۔ الآن سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مراد انشاء ہے ماسبق کی خبر دینا نہیں یعنی اس بات کی طرف اشارہ کردیا کہ یہ جملہ لفظاً خبریہ ہے اور معنیً انشائیہ ہے۔

(ج) شهيد کی صرفی ومعنوی تحقیق:

شهيد صفت مشبہ کا صیغہ ہے اور شاهد کے معنی میں یہاں مستعمل ہے۔

سوال نمبر 2:- لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ بِالْحُدَيْبِيَةِ تَحْتَ الشَّجَرَةِ هِيَ سَمُرَةٌ وَهُمْ اَلْفٌ وَثَلٰثُ مِائَةٍ اَوْ اَكْثَرُ ثُمَّ بَايَعَهُمْ عَلٰى اَنْ يُّنَاجِزُوْا قُرَيْشًا وَّاَنْ لَّا يَفِرُّوْا عَلَى الْمَوْتِ فَعَلِمَ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ مِنَ الْوَفَاءِ وَالصِّدْقِ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ وتشریح کریں؟

(ب) ''فتحا قريبا'' ترکیب میں کیا بنتا ہے؟ اور فتح سے کون سی فتح مراد ہے؟ نیز یہ فتح کس موقع پر حاصل ہوئی؟

(ج) ''السكينة'' کا لفظی معنی لکھنے کے بعد اس کا مفہوم قلمبند کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ: ”بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے (حدیبیہ میں) تمہاری بیعت کرتے تھے (اس پیڑ کا نام کیکر ہے) اور وہ ایک ہزار تین سو یا اس سے زیادہ تھے۔ ان سے اس بات پر بیعت کی کہ قریش سے مقابلہ کریں گے اور موت سے بھاگیں گے نہیں۔ تو اللہ نے جانا جوان کے دلوں میں ہے یعنی وفاداری اور سچائی، تو ان پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا۔“

تشریح:

اس بیعت کو بیعت رضوان بھی کہتے ہیں، کیونکہ اس بیعت کرنے والوں کو رضائے الٰہی کی بشارت دی گئی۔ اس بیعت کا سبب یہ بنا کہ مقام حدیبیہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اشراف قریش کے پاس مکہ بھیجا تا کہ انہیں خبر دیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کی زیارت کے لیے بقصد عمرہ تشریف لائے ہیں، جنگ کے ارادے سے نہیں آئے۔ کمزور مسلمانوں کو یہ خوشخبری دینے کے لیے بھی بھیجا کہ عنقریب مکہ فتح کر لیں گے۔ قریش اس بات پر متفق ہوئے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس سال تشریف نہ لائیں۔ لیکن انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو طواف کی اجازت دے دی مگر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر طواف کرنے سے انکار کر دیا۔ قریش نے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو روک لیا، تو یہاں یہ خبر مشہور ہوئی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ اس پر مسلمانوں کو بہت جوش آیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے کفار کے مقابل جہاد میں ثابت رہنے پر ایک خاردار درخت کے نیچے بیعت لی۔ مشرکین اس بیعت سے خوف زدہ ہوئے اور انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا۔

(ب) فتحًا قریبًا کی ترکیب نحوی: فتحًا قریبًا موصوف صفت مل کر مفعول ثانی واقع ہو رہا ہے۔

کون سی فتح مراد ہے: فتح سے خیبر کی فتح مراد ہے۔

فتح کا موقعہ: حدیبیہ سے واپسی کے چھ ماہ بعد حاصل ہوئی یعنی ہجرت کے ساتویں سال میں۔

(ج) سکینہ کا لفظی معنی:

سکینہ کا لفظی معنی سکون ہے۔ چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سن کر صحابہ کرام پر جوش ہوئے اور نبی علیہ السلام نے بدلہ لینے کے لیے صحابہ سے بیعت لی۔ تو شہادت کی خبر نے مؤمنین کے دلوں کو کچھ بے چین سا کر دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو بذریعہ نور نبوت علم دے دیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت نہیں ہوئی، تبھی تو نبی علیہ السلام نے ان کی بیعت لی اور اپنا بایاں دست مبارک دائیں دست پر رکھ لیا اور فرمایا: یہ عثمان کی بیعت ہے۔

سوال نمبر3:-(والنجم) الثریا (اذا ھوی) غاب (ماضل صاحبکم) محمد علیہ الصلاۃ والسلام عن طریق الھدایۃ (وماغوی) مالابس الغی وھو جھل من اعتقاد فاسد

(ومـا ينـطق) بما يأتيكم به (عن الهوى) هوى نفسه (ان) ما (هو الا وحى يوحى) اليه (علمه) اياه ملك (شديد القوى) .

(الف) ترجمہ کریں اور خط کشیدہ صیغے حل کریں؟

(ب) وحی کا لغوی وشرعی معنی بیان کریں؟

(ج) ”ضل اور غوی“ کا معنی تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اور قسم ہے نجم ستارے یعنی ثریا ستارے کی جب وہ غائب (غروب) ہوا تمہارے صاحب نہ بہکے (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم راہِ ہدایت سے) اور نہ بے راہ چلے (یعنی کج روی کے ساتھ بھی ملابس نہ ہوئے اور غـویة کا معنی جہالت یعنی عقیدہ فاسد رکھنا ہے) اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے (یعنی جو وحی تمہارے پاس لاتے ہیں وہ نفسانی خواہش نہیں) وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔ انہیں سکھایا سخت قوتوں والے طاقتور نے۔“

خط کشیدہ صیغے:

هوٰى: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف ثلاثی مجرد اجوف واوی لفیف مقرون از باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

ضَلَّ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف ثلاثی مجرد مضاعف ثلاثی از باب ضرب یضرب۔

يُوْحٰى: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع مجہول ثلاثی مزید ناقص یائی از باب افعال۔

(ب) وحی کا لغوی معنیٰ: اشارہ کرنا، ڈالنا، کلام خفی۔

اصطلاحی معنی: ان کلمات الٰہیہ کو کہتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور اولیاء کی طرف القاء فرماتا ہے بذریعہ فرشتہ جو دکھائی بھی دے اور اس کا کلام بھی سنائی دے، یا بغیر مشاہدہ کے کلام الٰہی سنائی دے، یا نبی کے دل میں کوئی بات ڈال دی جائے۔

(ج) ضل اور غوی کا معنی:

ضـل کا معنی مخالفت کرنا یعنی فعل معصیت کا ارتکاب کرنا، طریق حق سے عدول کرنا۔ غـوی کا معنی جہل مرکب ہے۔ مراد یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رشد وہدایت کی اعلیٰ منزل پر متمکن رہے اعتقاد فاسد کا کبھی آپ کے حاشیہ بساط تک نہ پہنچ سکا۔ کبھی طریق حق سے اور راہ ہدایت سے عدول نہ کیا۔ ہمیشہ اپنے رب کی توحید وعبادت میں رہے۔ (سُبْحَانَ اللهِ)

قسم ثانی: اصول تفسیر

سوال نمبر 4:-درج ذیل اجزاء کا جواب دیں۔

(الف) مشرکین، یہود، نصاریٰ اور منافقین میں سے ہر ایک کا عصرِ حاضر میں شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے نمونہ پیش کیا ہے' کوئی سے دو کا نمونہ تحریر کریں؟

(ب) نصاریٰ کا عقیدہ تثلیث اور اس پر قرآن مجید کا رد مفصلاً بیان کریں؟

(ج) متقدمین اور متاخرین کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد بیان کرکے بتائیں کہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا اس بارے کیا مؤقف ہے؟

جواب: (الف) دو نمونے:

نصاریٰ کا نمونہ:

نصاریٰ وہ لوگ تھے جو محض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مانتے تھے لیکن اس ماننے میں بھی غلو سے کام لیتے تھے۔ انہوں نے ذات باری تعالیٰ کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا، وہ بعض وجوہ سے متغائر تھے اور بعض وجوہ سے متحد بھی تھے اور ان کے ہاں ان حصوں کو اقانیم ثلاثہ کہا جاتا تھا۔ ایک اقنوم باپ جو مبدایت عالم کے ہم معنیٰ تھا۔ ایک اقنوم بیٹا جو بمعنیٰ صادر اول تھا جو ایک امرِ عام اور تمام موجودات میں شامل تھا اور ایک اقنوم روح القدس تھا جو عقول مجرد کے ہم معنیٰ تھا۔ ان کا یہ پختہ نظریہ تھا کہ اقنوم ابن حضرت مسیح کی روح کا لباس اختیار کر لیا تھا یعنی جیسا کہ جبرائیل علیہ السلام آدمی کی شکل میں آتے تھے، ایسے ابن نے عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں ظہور کیا تھا۔ اس لیے عیسیٰ علیہ السلام اللہ بھی ہیں، ابن اللہ اور بشر بھی ہیں۔ احکام خداوندی ان کے واسطہ سے جاری ہوتے ہیں۔ یہ عقیدہ تا آخر گمراہی پر مشتمل تھا۔

اگر اس کا نمونہ اپنی قوم میں دیکھنا ہو چاہو تو آج اولیاء اللہ اور مشائخ کی اولاد کو دیکھ لو کہ وہ اپنے آباء کے حق میں کسی قسم کے خیالات رکھتے ہیں اور ان کو کہاں تک طول دیا جائے: وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوٓا اَىَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ٥ (اور عنقریب بہت جانیں گے وہ لوگ جو کہ ظلم کرتے ہیں کہ کون سی پھرنے کی پھر جائیں گے)

نیز ان کی ایک گمراہی یہ تھی کہ ان کا یقین تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقتول ہو گئے ہیں حالانکہ فی الواقع ان کے قتل کے واقعہ میں اشتباہ ہو گیا ہے جس سے انہوں نے آسمان پر اٹھائے جانے کو قتل قرار دے دیا اور نسلاً بعد نسلاً اس غلط نظریہ کو مسلسل نقل کرتے آرہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس شبہ کا ازالہ یوں فرمایا ہے: وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ مگر انہوں نے اپنی گمراہی کے سبب اس اعلان کو تسلیم کرنے سے صاف انکار کر دیا۔

منافقین کا نمونہ:

دورِ رسالت میں منافقین وہ لوگ تھے جن کے عقائد وافکار کفار جیسے تھے مگر مسلمانوں کے پاس اپنے اقوال وافعال اور اعمال کے ذریعے مسلمان ظاہر کرتے تھے۔ وہ بظاہر نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ تک کا فریضہ نبھاتے تھے لیکن دلوں کی کڑیاں کفر کے ساتھ ملی ہوئی تھیں۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ خواہ خاص قسم منافق موجود نہیں ہیں لیکن ان کے وجود سے انکار بھی نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن کریم نے ایسے منافقوں کی علامات خوب بیان کر دی ہیں۔ اگر ان منافقین کا نمونہ عصر حاضر میں دیکھنا ہو تو امراء کی مجالس میں جا کر ان کے مصاحبین کو دیکھ لیں جو امراء کی مرضی کو شارع کی مرضی پر ترجیح دیتے ہیں۔ انصاف کی رو سے ایسے منافقین ہیں جنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ باتیں بن کر نفاق اختیار کیا اور ان میں سے جواب پیدا ہوئے مگر انہوں نے یقینی ذرائع سے احکام شارع کی اطلاع پا کر مخالفت اختیار کی، کوئی فرق نہیں ہے۔ لہٰذا معقولیوں کی وہ جماعت بھی ہے جن کے دلوں میں بہت سے شکوک وشبہات پیدا ہو چکے ہیں اور جنہوں نے معاد کو نسیاً منسیاً کر دیا ہے، یہ گروہ منافقین میں شامل ہے۔

(ب) نصاریٰ کا عقیدہ تثلیث اور قرآن کی طرف سے اس کا رد:

نصاریٰ کا عقیدہ تثلیث حیران کن ہے اور عقل ودانش کے منافی بھی، ان کا کہنا ہے کہ ایک نہیں بلکہ خدا تین ہیں: (i) خالق ومالک، (ii) عیسیٰ علیہ السلام، (iii) حضرت مائی مریم۔ یہ عقیدہ اٹل ہے جس میں کوئی لچک نہیں ہے۔ قرآن کریم نے انسان کو ہر برائی سے روکنے اور نیکی کی راہ اختیار کرنے کی ہدایت کا بیڑا اٹھایا ہے۔ قرآن کی اس مخلصانہ اصلاح وتبلیغ سے اربوں لوگوں کو ہدایت نصیب ہوئی لیکن نصاریٰ کے اس عقیدہ باطلہ میں ہرگز فرق نہیں آیا، وہ مسلسل نہر کی طرح اس عقیدہ پر ڈٹے ہوئے ہیں اور اس پر نظر ثانی کرنے کی ہرگز کوشش نہیں کرتے۔ چنانچہ قرآن نے ان کی اصلاح کے لیے صاف صاف اعلان کیا: "وانتھوا خیراً لکم" اصل میں تھا: وانتھوا عن التثلیث واقصدوا خیراً لکم۔ اس کے علاوہ بہت سی جگہوں پر قرآن کریم میں انہیں عقیدہ تثلیث ترک کرنے کی تلقین کی گئی۔

(ج) متقدمین کا موقف:

متقدمین کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد پانچ سو تک ہے، بلکہ گہری نظر سے دیکھا جائے تو اس سے بھی زیادہ ہیں۔

متاخرین کا موقف: متاخرین کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد بہت کم ہے یعنی تقریباً بیس 20۔

شاہ ولی اللہ کا موقف: ان کی رائے یہ ہے کہ ان کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد صرف پانچ ہے۔

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الثانية: الحديث وأصوله

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں؟

حصہ اوّل......حدیث

سوال نمبر1: عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَّهُمْ اَجْرَانِ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِيِّهٖ وَاٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوْكُ اِذَا اَدّٰى حَقَّ اللّٰہِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهٗ اَمَةٌ يَّطَأُهَا فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَاْدِيْبَهَا وَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) حدیث میں مذکور تین شخصوں کو دگنا اجر ملنے کی وجہ بیان کریں؟ ۱۰

(ج) "العبد المملوك" میں "العبد" کے ساتھ "المملوك" کی صفت لگانے کی وجہ تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر2:-عن عائشة رضى الله عنها أن يهودية دخلت عليها فذكرت عذاب القبر فقالت لها أعاذك الله من عذاب القبر فسألت عائشة رسول الله صلى الله عليه وسلم عن عذاب القبر فقال نعم عذاب القبر حق قالت عائشة رضى الله عنها فما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد صلى صلوٰة الا تعوذ بالله من عذاب القبر۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کرنے کے بعد حدیث میں مذکور فقالت لها میں قالت کی ضمیر فاعل اور لها میں ضمیر مجرور کا مرجع بیان کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) عذاب قبر کے متعلق تین احادیث بیان کریں؟ ۱۵

(ج) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مختصر تعارف سپردِ قلم کریں؟ ۵

سوال نمبر3:-عن أبى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حق المسلم على المسلم ست قيل ماهن يارسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا لقيته

فسلم عليه واذا دعاك فأجبه واذا استنصحك فانصح له واذا عطس فحمد الله فشمته واذا مرض فعده واذا مات فاتبعه .

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف تفصیلاً تحریر کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) "حق المسلم على المسلم" کے آداب تحریر کریں؟ ۱۰

(ج) "فعده" میں "عد" کی صرفی تحقیق زینتِ قرطاس کریں؟ ۱۰

حصہ دوم......اصول حدیث

سوال نمبر 4:- کوئی سے دو اجزاء کا جواب دیں؟ ۱۰×۲=۲۰

(الف) صحیح لذاتہ اور صحیح لغیرہ سے کیا مراد ہے؟

(ب) حدیث کا لغوی و اصطلاحی معنی بیان کرنے کے بعد حدیث اور خبر میں فرق تحریر کریں؟

(ج) فرد مطلق اور فرد نسبی کی تعریف کریں؟

(د) حدیث عزیز اور غریب سے کیا مراد ہے؟

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طالبات 2023ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

حصہ اوّل: حدیث

سوال نمبر 1:- عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَّهُمْ اَجْرَانِ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِیِّهٖ وَاٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوْكُ اِذَا اَدّٰی حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِیْهِ وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهٗ اَمَةٌ یَّطَاُهَا فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَاْدِیْبَهَا وَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِیْمَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ .

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) حدیث میں مذکور تین شخصوں کو دگنا اجر ملنے کی وجہ بیان کریں؟

(ج) "العبد المملوك" میں "العبد" کے ساتھ "المملوك" کی صفت لگانے کی وجہ تحریر

کریں؟

جوابات: (الف) اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: روایت ہے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین اشخاص وہ ہیں، جنہیں دگنا اجر ملتا ہے۔ وہ کتابی جو اپنے نبی پر بھی ایمان لائے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی۔ وہ غلام مملوک جب اللہ کا حق بھی ادا کرے اور اپنے مولاؤں کا بھی۔ وہ شخص جس کے پاس لونڈی تھی جس سے صحبت کرتا تھا، اسے اچھا ادب سکھلایا، اچھی طرح علم سکھایا پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا۔ اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔

(ب) اہل کتاب کو دگنا اجر ملنے کی وجہ:

اہل کتاب اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں، اولاً اہل کتاب ہونے پر بھی ثواب/اجر ملے گا اگر چہ اس حالت میں وہ اپنے نبیوں پر غلط طریقے سے ایمان لائے تھے کہ عیسائی حضرت مسیح کو اور یہود حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا کہتے تھے مگر چونکہ ان نبیوں کو سچا اور ان کی کتابوں کو برحق مانتے تھے اس لیے اس کا ثواب پالیں گے اور دوسرا نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا اجر پالیں گے اور یہ حکم تا قیامت ہے۔

غلام کو دو گنا اجر ملنے کی وجہ:

غلام کے اگر متفرق آقا ہوں، پھر وہ ان سب کی خدمت کرتا رہے اور ان کا حق ادا کرتا رہے۔ ساتھ ہی ساتھ فرائض اسلام بھی بجالاتا رہے۔ غرض کہ جس قدر دنیا میں زیادہ چھنٹے اسی قدر عبادت پر زیادہ اجر ملتا ہے۔

ایک شخص کو دگنا اجر ملنے کی وجہ:

ایک تو لونڈی کو ادب و تعلیم دینے اور آزاد کرنے کا اجر دوسرا اس سے نکاح کرنے کا اجر ملے گا۔

(ج) "العبد" کے ساتھ "المملوك" کی صفت لگانے کی وجہ:

"عبد" کی صفت مملوک اس بات کی طرف اشارہ کرنے کے لیے لائی گئی کہ اس جگہ مطلق "عبد" مراد نہیں ہے بلکہ خاص "عبد" ہے جو کسی آدمی کا غلام ہو۔

سوال نمبر 2:- عن عائشة رضي الله عنها أن يهودية دخلت عليها فذكرت عذاب القبر فقالت لها أعاذك الله من عذاب القبر فسألت عائشة رسول الله صلى الله عليه وسلم عن عذاب القبر فقال نعم عذاب القبر حق قالت عائشة رضي الله عنها فما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد صلى صلوة الا تعوذ بالله من عذاب القبر ۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کرنے کے بعد حدیث میں مذکور فقالت لھا میں قالت کی ضمیر فاعل اور لھا میں ضمیر مجرور کا مرجع بیان کریں؟

(ب) عذاب قبر کے متعلق تین احادیث بیان کریں؟

(ج) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مختصر تعارف سپرد قلم کریں؟

جوابات: (الف) ترجمۃ الحدیث: روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ایک یہودی عورت ان کے پاس حاضر ہوئی، پس اس نے عذاب قبر کا ذکر کیا' تو آپ نے فرمایا: اللہ تمہیں عذاب قبر سے بچائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عذاب قبر کے متعلق پوچھا: آپ نے فرمایا: ہاں! عذاب قبر برحق ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اس کے بعد میں نے کبھی نہ دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز پڑھی ہو اور عذاب قبر سے رب کی پناہ نہ مانگی ہو۔

قالت کی ضمیر کا مرجع: قالت کی ضمیر کا مرجع یہودیہ ہے۔

لھا کی ضمیر کا مرجع: لھا کی ضمیر کا مرجع حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

(ب) عذاب قبر سے متعلق تین احادیث:

۱۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کافر پر اس کی قبر میں ننانوے سانپ مسلط کیے جاتے ہیں، جو اسے قیامت تک نوچتے اور ڈستے رہیں گے۔ اگر ان میں سے ایک سانپ زمین پر پھونک مار دے تو کبھی سبزہ نہ اگے۔

۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میت قبر میں داخل کی جاتی ہے، تو اسے سورج ڈوبتا ہوا معلوم ہوتا ہے، تو وہ آنکھیں ملتا ہوا بیٹھتا ہے اور کہتا ہے: مجھے چھوڑو میں نماز پڑھ لوں۔

۳۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وعظ کے لیے کھڑے ہوئے، تو آپ نے فتنہ قبر کا ذکر فرمایا جس میں انسان مبتلا ہوتا ہے، تو جب یہ ذکر کیا تو مسلمانوں نے چیخ ماری۔

(ج) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا تعارف:

ان کا نسب مرہ بن کعب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے ملتا ہے۔ بعثت کے چار برس بعد پیدا ہوئیں۔ اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر کے تعلق سے ام عبداللہ کنیت رکھتی تھیں۔ چھ برس کی تھیں کہ آنحضرت کے عقد نکاح میں آئیں اور ہجرت کے پہلے سال ماہ شوال میں مدینہ منورہ میں نو سال کی عمر میں آپ کی رسم عروسی ادا کی گئی۔

آپ کثیرۃ الحدیث تھیں۔ دو ہزار دو سو دس حدیثیں آپ سے مروی ہیں۔ جن میں 174 پر صحیحین کا اتفاق ہے۔ 54 میں امام بخاری اور 28 میں امام مسلم منفرد ہیں۔

آپ وقائع و اشعار عرب سے خوب واقف تھیں۔ حضرت عروہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو قرآن وفرائض، حلال وحرام، فقہ وشعر وحدیث اور غریب ونسب کا عالم نہیں پایا۔ آپ بہت زیادہ سخی اور پرہیزگار تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک اٹھارہ سال تھی۔ انہوں نے چھیاسٹھ برس کی عمر میں ۵۷ھ میں وفات پائی۔ آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

سوال نمبر 3:- عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حق المسلم على المسلم ست قيل ماهن يارسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا لقيته فسلم عليه و اذا دعاك فأجبه و اذا استنصحك فانصح له و اذا عطس فحمد الله فشمته و اذا مرض فعده و اذا مات فاتبعه ۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف تفصیلاً تحریر کریں؟

(ب) "حق المسلم على المسلم" کے آداب تحریر کریں؟

(ج) "فعده" میں "عد" کی صرفی تحقیق تعیینِ باب اس کریں؟

جوابات: (الف) ترجمۃ الحدیث: روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں: فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں، پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کیا ہیں؟ فرمایا: جب تم اس سے ملو تو اسے سلام کرو، جب تمہیں دعوت کے لیے بلائے تو قبول کرو۔ جب تم سے خیر خواہی چاہے تو کرو۔ جب چھینکنے والا اللہ کی حمد کرے تو اس کا جواب دو۔ جب بیمار ہو تو عیادت کرو۔ جب مر جائے تو ساتھ جاؤ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

حدیث کے راوی مشہور صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، قبول اسلام سے پہلے عبد الشمس اور قبول اسلام کے بعد عبد الرحمٰن نام تھا، بلیوں پر شفقت کی وجہ سے "ابو ہریرہ" کی کنیت سے مشہور ہوئے، فتح خیبر کے سال قبول اسلام کیا، چار سال تک محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر وحضر کے رفیق رہے، چار ہزار تین سو چونسٹھ (4364) احادیث مبارکہ یاد تھیں، ستاسی (۸۷) سال کی عمر میں ۳۵ھ کو وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

آپ ان صحابہ میں سے ہیں جو علم حدیث کے اساطین سمجھے جاتے ہیں۔ آپ بالاتفاق صحابہ کی جماعت میں سب سے بڑے حافظ حدیث تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: "ابو ہریرہ علم

کا ظرف ہیں۔'' آپ کو علم کی بڑی جستجو تھی۔ ان کا ذوق علم حرص کے درجہ تک پہنچ چکا تھا۔ آپ احادیث کے معاملہ میں بہت احتیاط سے کام لیتے۔ چنانچہ بھولنے یا ردو بدل کے ڈر سے جو کچھ سنتے، اسے قلمبند کر لیتے۔ خشیت الٰہی اور خوف قیامت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خاص وصف تھا۔ آپ اس سے لرزہ براندام رہتے تھے۔ خوف خدا اور قیامت کے احتساب کے ذکر سے چیخ کر بیہوش ہو جاتے تھے۔ عبادت سے خاص ذوق تھا۔ خود بھی شب بیداری کرتے تھے اور گھر والوں سے بھی کرواتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر محبت تھی کہ ان سے کبھی جدا نہ ہوتے۔

(ب) آداب حقوق:

مسلمان کے مسلمان پر جو حق ہیں اس کے آداب یہ ہیں:

سلام کا حق ادب: آنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔ جب راستہ چلتے ہوئے کسی سے سلام۔ یں اور اگر ان میں کوئی فرق نہ ہو تو جو چاہے سلام کرے۔ جماعت میں ایک کا سلام یا جواب سب کی طرف سے ہوگا۔ سلام کا جواب دینا واجب ہے۔

دعوت کا حق ادب: اگر شرعاً کوئی مجبوری یا معذوری نہ ہو، تو مدد کے لیے یا کھانے یا عام دعوت کے انتظام میں ضرور جانا چاہیے۔

خیر خواہی کا حق ادب: اگر کوئی مشورہ کرے تو اچھا مشورہ دے۔ اگر کوئی دینی مسئلہ پوچھے، تو معلوم ہونے کی صورت میں ضرور بتائے۔

چھینک کا حق ادب: اگر کوئی چھینک مارے اور پھر ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' کہے، تو سننے والے پر واجب ہے کہ ''یَرْحَمُكَ اللّٰہُ'' کہے۔

عیادت کرنے کا حق ادب: اگر کوئی بیمار ہو جائے' تو اس کی عیادت کے لیے جائے۔ اس کے لیے دعائے خیر کرے۔

جنازہ کا حق ادب: اگر کوئی فوت ہو جائے' تو اس کے جنازہ میں شرکت کرے۔ اس کے لیے دعائے مغفرت کرے، کیونکہ نمازِ جنازہ کے لیے جانا بھی سنت ہے اور دفن کے لیے بھی۔

(ج) صرفی تحقیق:

''عد'': صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر حاضر معروف اجوف واوی ثلاثی مجرد از باب نَصَرَ یَنْصُرُ۔

حصہ دوم...... اصول حدیث

سوال نمبر 4:- درج ذیل اجزاء کا جواب دیں۔

(الف) صحیح لذاتہ اور صحیح لغیرہ سے کیا مراد ہے؟

(ب) حدیث کا لغوی و اصطلاحی معنی بیان کرنے کے بعد حدیث اور خبر میں فرق تحریر کریں؟

(ج) فرد مطلق اور فرد نسبی کی تعریف کریں؟

(د) حدیث عزیز اور غریب سے کیا مراد ہے؟

جواب: (الف) صحیح لذاتہ کی تعریف: وہ حدیث ہے جس کی سند متصل ہو اور اس کے راوی عادل، تام الضبط ہوں اور وہ شاذ اور معلل بھی نہ ہو۔

صحیح لغیرہ کی تعریف: وہ حدیث جس میں "صحیح لذاتہ" کی تمام صفات پائی جائیں سوائے تام الضبط کے اور ضبط کی یہ کمی کثرت طرق سے پوری ہو جائے۔

(ب) حدیث کا لغوی معنی: حدیث کا لغوی معنی ہے: نئی چیز۔

اصطلاحی معنی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل، تقریر اور صفت کو حدیث کہتے ہیں۔

حدیث و خبر میں فرق: حدیث وہ ہے جو صرف اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو جبکہ خبر وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ کے غیر سے منقول ہو۔

(ج) فرد مطلق کی تعریف: وہ حدیث ہے جس کی سند کے شروع میں غرابت ہو۔

فرد نسبی کی تعریف: وہ حدیث ہے جس کی سند کے درمیان میں غرابت پائی جائے۔

(د) حدیث عزیز کی تعریف: وہ حدیث ہے جس کے راوی سند کے تمام طبقات میں دو سے کم نہ ہوں۔

حدیث غریب کی تعریف: وہ حدیث ہے جس کی سند میں صرف ایک ہی راوی ہو۔

☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الثالثة: أصول الفقه

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: صرف تین سوالات کا حل مطلوب ہے۔

سوال نمبر 1:- فَالْقِيَاسُ هُوَ التَّقْدِيْرُ لُغَةً يُقَالُ قِسِ النَّعَلَ بِالنَّعْلِ اَىْ قَدِّرْهُ بِهٖ وَاجْعَلْهُ نَظِيْرًا لِلْاٰخَرِ وَالْفُقَهَاءُ اِذَا اَخَذُوْا حُكْمَ الْفَرْعِ مِنَ الْاَصْلِ سَمَّوْا ذٰلِكَ قِيَاسًا لِتَقْدِيْرِهِمُ الْفَرْعَ بِالْاَصْلِ فِى الْحُكْمِ وَالْعِلَّةِ .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) اصل اور فرع سے کیا مراد ہے؟ ۱۰

(ج) قیاس کے لغوی واصطلاحی معنی میں مناسبت بیان کریں؟ ۴

سوال نمبر 2:- وَالشُّرْطُ الرَّابِعُ اَنْ يَبْقٰى حُكْمُ الْاَصْلِ بَعْدَ التَّعْلِيْلِ عَلٰى مَاكَانَ قَبْلَهٗ لِاَنَّ تَغْيِيْرَ حُكْمِ النَّصِّ فِىْ نَفْسِهٖ بِالرَّاْيِ بَاطِلٌ كَمَا اَبْطَلْنَاهُ فِى الْفُرُوْعِ .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) عبارت کی تشریح اس انداز سے کریں کہ مطلب واضح ہو جائے؟ ۱۰

(ج) قیاس کی شروط اربعہ میں سے کسی ایک کی مثال بیان کریں؟ ۸

سوال نمبر 3:- أما المعارضة فهي نوعان معارضة فيها مناقضة ومعارضة خالصة أما المعارضة التي فيها مناقضة فالقلب .

(الف) عبارت کا ترجمہ کرنے کے بعد معارضہ اور قلب کی تعریف کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) معارضہ خالصہ کی کون سی قسم صحیح ہے اور کون سی باطل؟ ۸

(ج) مناقضہ کی تعریف کریں؟ ۵

سوال نمبر 4:- أما الأحكام فأنواع أربعة حقوق الله تعالىٰ خالصة وحقوق العباد خالصة وما اجتمع فيه حقان وحق الله تعالىٰ فيه غالب كحد القذف وما اجتمعا فيه وحق العبد فيه غالب كالقصاص .

(الف) عبارت کا ترجمہ [illegible]

(ب) حقوق اللہ کی اقسام تحریر کریں؟ ۸

(ج) درج ذیل اصطلاحات میں سے دو کا مفہوم واضح کریں؟ ۱۰

سبب، علت، شرط، علامت

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2023ء

تیسرا پرچہ: اصول فقہ

سوال نمبر ۱- فَالْقِيَاسُ هُوَ التَّقْدِيْرُ لُغَةً يُقَالُ قِسِ النَّعْلَ بِالنَّعْلِ اَیْ قَدِّرْهُ بِهٖ وَاجْعَلْهُ نَظِيْرًا لِّاٰخَرَ وَالْفُقَهَاءُ اِذَا اَخَذُوْا حُكْمَ الْفَرْعِ مِنَ الْاَصْلِ سَمُّوْا ذٰلِكَ قِيَاسًا لِتَقْدِيْرِهِمُ الْفَرْعَ بِالْاَصْلِ فِی الْحُكْمِ وَالْعِلَّةِ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) اصل اور فرع سے کیا مراد ہے؟

(ج) قیاس کے لغوی و اصطلاحی معنی میں مناسبت بیان کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ: ''پس قیاس کا لغوی معنی ''اندازہ کرنا'' ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس جوتے کا اس جوتے پر قیاس کر۔'' یعنی اس کو اس کے مطابق بنا دے اور اس کی مثل بنا دے۔ فقہاء نے جب فرع کا حکم اصل سے لیا تو اس کا نام قیاس رکھا، کیونکہ انہوں نے حکم اور علت میں فرع کو اصل کے ساتھ ملا دیا۔

(ب) اصل اور فرع سے مراد:

اصل سے مراد ادلہ شرعیہ قطعیہ ہیں یعنی کتاب، سنت اور اجماع۔ ان کو مقیس علیہ بھی کہتے ہیں اور فرع سے مراد مقیس ہے۔ یا یوں کہ اصل سے مراد وہ جس کا حکم شرع میں ثابت ہو ہماری کوشش کے بغیر اور فرع سے مراد وہ کہ جس کے حکم کا اظہار مقصود ہو۔

(ج) لغوی اور اصطلاحی معنیٰ میں مناسبت:

لغوی اور اصطلاحی معنی کے درمیان مناسبت ظاہر ہے، وہ اس طرح کہ قیاس کا لغوی معنیٰ چونکہ اندازہ کرنا ہے' تو چونکہ فقہاء بھی حکم و علت میں فرع یعنی مقیس کا اصل یعنی مقیس علیہ کے ساتھ اندازہ کرتے ہیں اور فرع کو اصل سے ناپتے ہیں' اس لیے فرع کو قیاس کا نام دیتے ہیں۔

سوال نمبر2:-وَالشَّرْطُ الرَّابِعُ اَنْ يَّبْقٰى حُكْمُ الْاَصْلِ بَعْدَ التَّعْلِيْلِ عَلٰى مَا كَانَ قَبْلَهٗ لِاَنَّ تَغْيِيْرَ حُكْمِ النَّصِّ فِيْ نَفْسِهٖ بِالرَّاْيِ بَاطِلٌ كَمَا اَبْطَلْنَاهُ فِي الْفُرُوْعِ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) عبارت کی تشریح اس انداز سے کریں کہ مطلب واضح ہو جائے؟

(ج) قیاس کی شروط اربعہ میں سے کسی ایک کی مثال بیان کریں؟

(الف) عبارت پر اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

عبارت کا ترجمہ: ''اور قیاس کی چوتھی شرط یہ ہے کہ اصل کا حکم تعلیل کے بعد اس پر باقی رہے جو پہلے تھا تعلیل سے، کیونکہ فی نفسہ رائے کے ساتھ نص کے حکم کو بدلنا باطل ہے جیسا کہ ہم نے اس تغیر کو فروع میں باطل کر دیا ہے۔''

تشریح: یہاں سے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ قیاس کی چوتھی شرط بیان کر رہے ہیں۔ اس شرط کے ساتھ ماتن نے لفظ رابع کا اضافہ کیا اور رابع کی قید سے اس کی تصریح کی تاکہ یہ وہم نہ ہو کہ شرط ثالث شروط اربعہ کو متضمن ہے اور اس سے پہلے دو شرطوں کا بیان ہوا تو یہ ساتویں شرط ہے۔ اس وہم کو دور کرنے کے لیے لفظ رابع کہا گیا تاکہ اس بات پر تنبیہ ہو جائے کہ تیسری شرط اگرچہ چار شرطوں پر مشتمل ہے، اس کے باوجود وہ ایک ہی شرط ہے۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ تعلیل کے بعد اصل کا حکم ویسا ہی رہے جیسا کہ تعلیل سے پہلے تھا۔ اس میں کوئی تغیر واقع نہ ہو۔ تغیر سے مراد اس کے مفہوم لغوی کا تغیر ہے باقی خصوص سے عموم کی طرف تغیر تو قیاس کی ضروریات سے ہے، کیونکہ قیاس تعدیہ کے سبب تعمیم کا فائدہ دیتا ہے۔

(ج) شروطِ قیاس میں سے ایک کی مثال:

شرطِ رابع کی مثال: قیاس کی چوتھی شرط یہ ہے کہ اصل کا حکم تعلیل کے بعد اسی صفت پر باقی رہے جس صفت پر تعلیل سے پہلے تھا، اس لیے کہ فی ذاتہ نص کے حکم کو رائے سے بدلنا باطل ہے، جیسا کہ ہم نے اسے فروع میں باطل کیا ہے اور ہم نے قلیل کی تخصیص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول: لا تبیعوا الطعام بالطعام الا سواء بسواء کے ذریعے کی ہے، اس لیے کہ حالت تساوی کا استثناء اس کے صدر (مستثنیٰ منہ) کے احوال کے عموم پر دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ پہلے مذکور ہو چکا ہے کہ قیاس کے صحیح ہونے کے لیے ضرورت ہے کہ فرع میں نہ ہو، کیونکہ فرع میں نص ہو گی، تو قیاس سے اس نص میں تغیر ہو جائے گا مثلاً کفارہ قتل و یمین و ظہار کی مثال ہے۔ الغرض قیاس سے اگر اصل کے حکم میں تغیر ہوتا ہے، تو یہ قیاس صحیح نہیں ہوگا۔

سوال نمبر3:-أما المعارضة فهي نوعان معارضة فيها مناقضة و معارضة خالصة أما المعارضة التي فيها مناقضة فالقلب

(الف) عبارت کا ترجمہ کرنے کے بعد معارضہ اور قلب کی تعریف کریں؟

(ب) معارضہ خالصہ کی کون سی قسم صحیح ہے اور کون سی باطل؟

(ج) مناقضہ کی تعریف کریں؟

(الفؑ) عبارت کا ترجمہ: ''بہرحال معارضہ پس اس کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم ایسا معارضہ جس میں مناقضہ بھی ہو اور دوسری قسم خالص معارضہ ہے۔ بہرحال وہ معارضہ جس میں مناقضہ ہو پس وہ قلب ہے۔''

معارضہ کی تعریفؑ: معلل اپنے دعویٰ پر دلیل قائم کردے پھر معترض اس کے خلاف دلیل قائم کردے اور معلل کی دلیل سے تعارض نہ کرے۔

قلب کی تعریف: تعلیل کو ایسی ہیئت کی طرف بدلنا جو سابقہ ہیئت کے خلاف ہو بایں طور کہ معلول کو علت بنانا اور علت کو معلول بنانا۔

(ب) معارضہ خالصہ کی اقسام:

معارضہ خالصہ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) معارضہ فی حکم الفرع، (۲) معارضہ فی علۃ الاصل ان میں سے پہلی قسم صحیح ہے اور دوسری باطل ہے۔

(ج) مناقضہ کی تعریف: جس پر مقابل نے دلیل قائم کی ہے اس کے خلاف پر دلیل قائم کرنا۔

سوالِ نمبر 4:- أما الأحكام فأنواع أربعة حقوق الله تعالىٰ خالصة وحقوق العباد خالصة وما اجتمع فيه حقان وحق الله تعالىٰ فيه غالب كحد القذف وما اجتمعا فيه وحق العبد فيه غالب كالقصاص .

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح کریں؟

(ب) حقوق اللہ کی اقسام تحریر کریں؟

(ج) درج ذیل اصطلاحات میں سے دو کا مفہوم واضح کریں؟

سبب، علت، شرط، علامت

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ: ''بہرحال احکام تو وہ چار قسم پر ہیں۔ خالص حقوق اللہ، خالص حقوق العباد، جس میں دونوں جمع ہوں لیکن اللہ کا حق اس میں غالب ہو جیسے حد قذف، جس میں دونوں حق جمع ہوں اور حق العبد اس میں غالب ہو جیسے قصاص۔''

تشریح: احکام حکم کی جمع ہے اور حکم سے مراد اس جگہ محکوم بہ ہے یعنی فعل مکلف، اور فعل مکلف کی تقسیم ہے۔ پس احکام کی چار قسمیں ہیں: نمبر ۱- خالص حقوق اللہ یعنی حق تعالیٰ کی جانب کی رعایت کا مطالبہ کیا

جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جانب عبد کی رعایت کے بغیر اس کو بجالانے کا حکم دیا ہے۔ نمبر۲- خالص حقوق العباد یعنی جس کے ساتھ کوئی خاص مصلحت متعلق ہو جیسے غیر کے مال کا حرام ہونا۔ نمبر۳- جس میں دونوں حق جمع ہوں لیکن اللہ کا حق غالب ہو جیسے حد قذف کہ اس میں اللہ کا حق ہے اس حیثیت سے ہے کہ وہ حد اس کی جزاء ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے روکا تھا یعنی عبد صالح ضعیف کی عزت کو پامال کرنے سے اور اس میں بندے کا بھی حق اس حیثیت سے ہے کہ اس کے سبب مقذوف کی عار زائل ہو جاتی ہے۔ لیکن اللہ کا حق غالب ہے کہ اس میں ارث اور عفو (درگزر کرنا) جاری نہیں ہوتا۔ 19

یعنی مقذوف کا اگر انتقال ہو جائے تو ورثاء کو قذف کا دعویٰ کرنے کا حق نہیں۔ نمبر۴- وہ قسم جس میں دونوں حق جمع ہوں لیکن اس میں حقِ عبد غالب ہو جیسا کہ قصاص کہ اللہ کا حق بھی ہے کہ قصاص کے ڈر سے قتل وفساد سے عالم محفوظ رہتا ہے اور بندے کا حق بھی ہے کہ قتل کے ذریعے قاتل نے اپنے نفس پر جنایت واقع کی ہے۔ پھر قصاص میں مقتول کے وارثین کے لیے تسلی بھی ہے، لیکن بندے کا حق غالب ہے، وہ اس طرح کہ قصاص میں ارث اور عفو جاری ہوتے ہیں اور مقتول کے ورثاء کو قصاص لینے اور درگزر کرنے دونوں حق حاصل ہیں خواہ مال لے کر کریں یا بغیر کچھ لیے۔

(ب) حقوق اللہ کی اقسام و امثلہ:

حقوق اللہ کی درج ذیل آٹھ قسمیں ہیں:

۱- خالص عبادات جیسے ایمان، نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج۔

۲- کامل عقوبات جیسے حد قذف اور حد سرقہ وغیرہ۔

۳- قاصرہ عقوبات جیسے قتل کی وجہ سے وراثت سے محروم ہونا۔

۴- وہ احکام جن میں عبادات وعقوبات دونوں ہی پائی جاتی ہیں جیسے کفارہ قتل، کفارہ ظہار اور کفارہ یمین وغیرہ۔

۵- ایسی عبادت جس میں صرف نفس اور وجود کے لحاظ سے مشقت ہو قربت کے لحاظ سے نہ ہو جیسے صدقہ فطر، کیونکہ اس میں اہلیت شرط نہیں بلکہ چھوٹے بچوں، کافر غلاموں اور لونڈیوں کی طرف سے بھی صدقہ واجب ہے۔

۶- ایسی مشقت جس میں قربت الٰہی کی جہت بھی ہو جیسے عشرہ وغیرہ

۷- ایسی مشقت جس میں عقوبت کا مفہوم بھی ہو جیسے خراج، اس میں عقوبت کے مفہوم کی وجہ سے ابتدائی طور پر مسلمان پر لازم نہیں ہے۔ البتہ خراج والی زمین خرید لینے کے بعد مسلمان پر بھی لازم ہوگا۔

۸- ایسا حق جو بنفسہ قائم ہو بندوں کے قائم کرنے سے قائم نہ ہو بلکہ اللہ کی طرف سے قائم ہو۔ اس کے انتظام کا ذمہ حاکم وقت پر ہوتا ہے جو اللہ کا خلیفہ ہوتا ہے۔ اس کی دو بڑی قسمیں ہیں: ۱- مال غنیمت،

۲-معدنیات اور دیگر ذخائر جو زمین سے حاصل ہوتے ہیں۔ان سب کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ کا ہے جسے حاکم وقت نائب کے طور پر عوام الناس کے مفادات پر خرچ کرتا ہے، جبکہ باقی چار حصے اس مال کے حاصل کرنے والے افراد کے لیے ہوتے ہیں۔

(ج) اصطلاحات کی تعریفات:

۱-سبب کی تعریف: وہ ہے جو حکم تک پہنچنے کا ذریعہ ہو، بغیر اس کے کہ حکم کا وجوب یا وجود منسوب ہو، اور اس میں علیت کے معنیٰ مفہوم نہ ہوں، مگر سبب اور حکم کے درمیان ایک ایسی علت ہو، جو سبب کی طرف مضاف نہ ہو۔اس کی مثال چور کی راہنمائی کرنا ہے کسی کے مال کی جانب تاکہ وہ اس کی چوری کرے۔

۲-علت: وہ ہے کہ جس کی طرف حکم کا وجوب مضاف ہو بلاواسطہ اور اس کی مثال جیسا کہ بیع ملک کے لیے، نکاح حلت کے لیے اور قتل قصاص کے لیے۔اس میں کمال تین امور سے پیدا ہوتا ہے یعنی وہ اسماً معنیً اور حکماً علت ہو۔

۳-علامت: وہ ہے کہ جو حکم کے وجود کی پہچان کرا دے بغیر اس کے کہ اس سے حکم کا وجوب یا وجود متعلق ہو۔

شرط کی تعریف: ایک شیء کا دوسری شیء کے ساتھ اس طرح معلق ہونا کہ جب اوّل پائی جائے تو دوسری بھی پائے جائے۔

☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الرابعة: الفقه

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوالات حل کریں۔

سوال نمبر 1:- اَلنِّكَاحُ يَنْعَقِدُ بِالْإِيْجَابِ وَالْقَبُوْلِ بِلَفْظَيْنِ يُعَبَّرُ بِهِمَا عَنِ الْمَاضِيْ لِاَنَّ الصِّيْغَةَ وَاِنْ كَانَتْ لِلْاِخْبَارِ وَضْعًا فَقَدْ جُعِلَتْ لِلْاِنْشَاءِ شَرْعًا دَفْعًا لِلْحَاجَةِ وَيَنْعَقِدُ بِلَفْظَيْنِ يُعَبَّرُ بِاَحَدِهِمَا عَنِ الْمَاضِيْ وَبِالْاٰخَرِ عَنِ الْمُسْتَقْبَلِ .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) عبارت میں مذکورہ مسئلہ کی تشریح اس انداز سے کریں کہ مطلب واضح ہو جائے؟ ۱۰

(ج) ایجاب اور قبول کی تعریف کریں؟ ۹

سوال نمبر 2:- وينعقد نكاح الحرة العاقلة البالغة برضائها وان لم يعقد عليها ولى بكرا كانت أو ثيبا .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں "ولی، بکر اور ثیب" کا مفہوم بیان کریں؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) مذکورہ مسئلہ میں شیخین، امام محمد، امام شافعی اور امام مالک کا مؤقف مع الدلائل سپرد قلم کریں؟ ۱۰

(ج) نکاح کی اجازت کے وقت باکرہ بالغہ ہنس پڑے یا خاموش ہو جائے تو نکاح کا کیا حکم ہے؟ ۸

سوال نمبر 3:- وطلاق البدعة أن يطلقها ثلاثا بكلمة واحدة أو ثلاثا فى طهر واحد فاذا فعل ذلك وقع الطلاق و كان عاصيا .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں نیز طلاق احسن اور طلاق حسن کی تعریف تحریر کریں؟ ۵+۵+۵=۱۵

(ب) مذکورہ مسئلہ میں احناف اور امام شافعی کا مؤقف مع الدلائل سپرد قلم کریں؟ ۱۰

(ج) حاملہ عورت کو جماع کے بعد طلاق دینا جائز ہے یا نہیں؟ دلیل سے واضح کریں؟ ۸

سوال نمبر 4:- واذا قال الرجل لامرأته أنت على كظهر أمى فقد حرمت عليه لايحل له وطيها ولا مسها ولا تقبيلها حتى يكفر عن ظهاره .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور مذکورہ مسئلہ پر قرآن سے دلیل دیں؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) اگر مرد بیوی کو "أنت على كبطن أمى أو كفخذها أو كفرجها" جیسے الفاظ بولے تو وہ

مظاہر ہوگا یا نہیں؟ دلیل سے واضح کریں؟ ۱۰

(ج) اگر مرد بیوی کو "أنت علی مثل أمی" جیسے الفاظ بولے تو اس کا کیا حکم ہے؟ مفصلاً سپر دِ قلم کریں؟ ۸

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2023ء

چوتھا پرچہ: فقہ

سوال نمبر 1:- اَلنِّکَاحُ یَنۡعَقِدُ بِالۡاِیۡجَابِ وَالۡقَبُوۡلِ بِلَفۡظَیۡنِ یُعَبَّرُ بِهِمَا عَنِ الۡمَاضِیۡ لِاَنَّ الصِّیۡغَةَ وَاِنۡ کَانَتۡ لِلۡاِخۡبَارِ وَضۡعًا فَقَدۡ جُعِلَتۡ لِلۡاِنۡشَاءِ شَرۡعًا دَفۡعًا لِلۡحَاجَةِ وَیَنۡعَقِدُ بِلَفۡظَیۡنِ یُعَبَّرُ بِاَحَدِهِمَا عَنِ الۡمَاضِیۡ وَبِالۡاٰخَرِ عَنِ الۡمُسۡتَقۡبَلِ ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) عبارت میں مذکورہ مسئلہ کی تشریح اس انداز سے کریں کہ مطلب واضح ہو جائے۔

(ج) ایجاب اور قبول کی تعریف کریں؟

جوابات: (الف) اعراب: سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: نکاح منعقد ہو جاتا ہے ایجاب وقبول کے ذریعے دو ایسے لفظوں سے جنہیں صیغۂ ماضی سے بیان کیا جائے اگر چہ صیغۂ ماضی خبر دینے کے لیے وضع کیا گیا ہے لیکن دفع ضرورت کے پیش نظر اسے انشاء کے لیے شرعاً متعین کر لیا گیا۔ یہ ایسے دو الفاظ سے بھی منعقد ہو جاتا ہے جن میں سے ایک کو صیغۂ ماضی اور دوسرے کو صیغۂ مستقبل سے بیان کیا جائے۔

(ب) مذکورہ مسئلہ کی تشریح:

اگر مرد اور عورت شرعی گواہوں کی موجودگی میں صیغۂ ماضی کے ذریعے ایجاب وقبول کرتے ہیں تو ان کا نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ لان الصیغة الخ سے صیغۂ ماضی سے نکاح کے منعقد ہونے کی دلیل دی گئی ہے اور ساتھ ہی ساتھ ایک اشکال مقدر کا جواب بھی دیا گیا ہے۔ اشکال یہ ہے کہ انشاء کے قبیل سے نکاح کا تعلق ہے، کیونکہ اثبات مالم یکن ثابتاً انشاء کا نام ہے۔ اس لیے نکاح کو ایسی چیز ثابت کرتا ہے جو اس سے پہلے ثابت نہ تھی۔ لہٰذا جب نکاح میں انشاء کا معنیٰ پایا جاتا ہے تو نکاح کے انعقاد کے لیے کوئی ایسا لفظ متعین کیجیے جو معنی انشاء پر صراحتاً دلالت کرتا ہو حالانکہ یہاں آپ نے صیغۂ ماضی سے نکاح کو منعقد کیا ہے اور اسے انشاء کے لیے وضع نہیں کیا گیا، کیونکہ ماضی کا صیغہ تو خبر دینے کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ پھر اس صیغہ سے انعقاد نکاح کیونکر درست ہوگا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت میں انشاء کے معنی پر صراحتاً دلالت کرنے کے لیے کوئی صیغہ وضع نہیں کیا گیا۔ انشاء اور از قبیل انشاء احکام و مسائل لوگوں کی حاجت بن چکے ہیں۔ اس لیے دفع حاجت کے لیے ہم نے صیغۂ ماضی کو انشاء کے معنی کے لیے منتخب کرلیا۔

وینعقد...... عن المستقبل تک صاحب ہدایہ فرماتے ہیں: اگر ایک ماضی کا صیغہ استعمال کرے اور دوسرا مستقبل کا تو بھی نکاح منعقد ہو جائے گا۔

(ج) ایجاب کی تعریف: عاقدین کی جانب سے عقد کے حوالے سے پہلا صادر ہونے والا کلام ایجاب ہے۔

قبول کی تعریف: بعد از ایجاب دوسرے عاقد کی جانب سے صادر ہونے والا کلام قبول کہلاتا ہے۔

سوال نمبر 2:- وينعقد نكاح الحرة العاقلة البالغة برضائها وان لم يعقد عليها ولى بكرا كانت أو ثيبا .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں "ولی، بکر اور ثیب" کا مفہوم بیان کریں؟

(ب) مذکورہ مسئلہ میں شیخین، امام محمد، امام شافعی اور امام مالک کا موقف مع الدلائل سپرد قلم کریں؟

(ج) نکاح کی اجازت کے وقت باکرہ بالغہ ہنس پڑے یا خاموش ہو جائے تو نکاح کا کیا حکم ہے؟

جواب: (الف) ترجمۃ العبارۃ: (اور ظاہر الروایہ میں شیخین کے ہاں) عاقلہ، بالغہ اور آزاد عورت کا نکاح اس کی رضامندی سے منعقد ہو جائے گا، اگرچہ ولی نے اس کا عقد نہ کیا ہو، خواہ وہ باکرہ ہو یا ثیبہ ہو۔

ولی کا مفہوم: وہ شخص کہ جس کا قول دوسرے پر نافذ ہو جائے دوسرا اس پر راضی ہو یا نہ ہو، ولی یعنی سرپرست کہلاتا ہے۔

بکر کا مفہوم: وہ عورت جس کا پردہ بکارت وطی بالنکاح کے باعث زائل نہ ہوا ہو اگر چہ مرض یا کثرت حیض وغیرہ کے باعث زائل ہو جائے وہ باکرہ ہی ہے۔

ثیبہ: وہ عورت جس کا پردہ بکارت وطی بالنکاح سے زائل ہو چکا ہو۔

(ب) مذکورہ مسئلہ سے متعلق اختلاف آئمہ:

اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱- حضرات شیخین رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اس مسئلہ میں خاتون کا نکاح منعقد ہو جائے گا۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ جب عورت آزاد، عاقل اور بالغ ہے، وہ نکاح کی صورت میں اپنے حق میں تصرف کرتی ہے، تو اسے اس کا حق حاصل ہے اور اسی حق کے تصرف میں وہ نکاح کرتی ہے، تو بلاشبہ اس کا نکاح ہو جائے گا۔ جس طرح وہ عورت تصرف فی المال اور اختیار ازواج کا حق رکھتی ہے۔

۲- امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ایسا نکاح منعقد تو ہو جائے گا، مگر وہ ولی کی اجازت پر موقوف

رہے گا، اگر ولی اجازت فراہم کرے گا تو منعقد ہو جائے گا ورنہ نہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ جب خاتون کو تصرف کا حق حاصل ہے، تو وہ اسی تصرف کو استعمال میں لاتے ہوئے نکاح کر لیتی ہے، تو اس کا نکاح منعقد ہو جائے گا، مگر اس کے ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا۔

۳- امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ خواتین کی عبارت اور ان کے الفاظ سے نکاح منعقد نہیں ہوتا، ان کی دلیل یہ ہے کہ نکاح سے صرف نکاح مراد نہیں ہوتا بلکہ نکاح کے مقاصد مراد ہوتے ہیں مثلاً نان ونفقہ اور سکونت وغیرہ، خواتین چونکہ ناقص العقل اور ناقص الدین ہونے کے علاوہ بظاہر حریص اور جلد باز بھی ہوتی ہیں، اس لیے اگر ان کے الفاظ سے اور ان کی مرضی سے نکاح کو درست مان لیں، تو مقاصد نکاح میں خلل واقع ہوگا، لہٰذا خواتین ازخود ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کر سکتیں۔

(ج) نکاح کا حکم:

نکاح کی اجازت کے وقت باکرہ بالغہ ہنس پڑے یا خاموش ہو جائے، تو نکاح میں یہ اس کا اقرار سمجھا جائے گا اور یہ نکاح ولی کے ذریعے منعقد ہو جائے گا۔

سوال نمبر3:- وطلاق البدعة أن يطلقها ثلاثا بكلمة واحدة أو ثلاثا في طهر واحد فاذا فعل ذلك وقع الطلاق وكان عاصيا.

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں نیز طلاق احسن اور طلاق حسن کی تعریف تحریر کریں؟

(ب) مذکورہ مسئلہ میں احناف اور امام شافعی کا مؤقف مع الدلائل سپرد قلم کریں؟

(ج) حاملہ عورت کو جماع کے بعد طلاق دینا جائز ہے یا نہیں؟ دلیل سے واضح کریں؟

جواب: (الف) ترجمۃ العبارۃ: اور طلاق بدعت یہ ہے کہ شوہر ایک ہی کلمے سے یا ایک ہی طہر میں بیوی کو تین طلاق دے دے، جب ایسا کرے گا تو تین طلاق واقع ہو جائے گی۔ البتہ شوہر گناہگار ہوگا۔

تعریفات اصطلاحات:

طلاق احسن: یہ وہ ہے کہ شوہر بیوی کا حیض بند ہونے کے بعد آنے والے طہر میں جماع کرنے سے پہلے اسے ایک طلاق رجعی دے۔ (صحابہ کرام میں طلاق دینے کا یہی طریقہ جاری تھا)

طلاق حسن: شوہر اپنی زوجہ کو تین متفرق طہر میں تین طلاق دے۔

(ب) مذکورہ مسئلہ میں آئمہ کا مؤقف:

مذکورہ مسئلہ میں آئمہ کا مؤقف یہ ہے:

امام شافعی کا مؤقف:

امام شافعی فرماتے ہیں: جس طرح طلاق احسن اور حسن مباح ہیں، اس طرح طلاق بدعی بھی مباح

ہے۔اس کے مرتکب و مستعمل پر کسی طرح کا کوئی گناہ نہیں ہوگا، کیونکہ یہ ایک شرعی تصرف ہے جس سے شرعی حکم کا ثبوت ہے اور امر مشروع کے متعلق ضابطہ یہ ہے کہ وہ امر ممنوع کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی، کیونکہ مشروعیت ممانعت کے منافی ہے۔لہٰذا جب طلاق کی یہ قسم بھی مشروع ہے، تو اس کے مرتکب کو گناہ وغیرہ ملنے کا کوئی مطلب نہیں ہے۔

امام ابوحنیفہ کا موقف:

امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں: ایسا کرنا حرام اور سبب گناہ ہے لیکن اگر کسی نے ایسا کرلیا تو اس کا اثر ظاہر ہوگا اور اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی۔ان کی دلیل یہ ہے کہ طلاق میں اصل ممانعت ہے، اس لیے کہ اس میں اس نکاح کو ختم کرنا ہوتا ہے، جس سے دینی و دنیاوی مصلحتیں وابستہ ہیں۔ (طلاق کی) اباحت حاجت کے پیش نظر ہے۔ایک ساتھ تین طلاقیں دینے کی چنداں ضرورت نہیں جبکہ دلیل حاجت کو دیکھتے ہوئے تین طہروں میں متفرق کر کے دینے کی ضرورت ثابت ہے۔

(ج) حاملہ عورت کو بعد از جماع طلاق دینے کا حکم:

صغیرہ اور آئسہ کی طرح حاملہ عورت کو بھی جماع کے بعد فوراً بلا فرق و فصل طلاق دینا درست ہے، اور اس میں کوئی قباحت یا کراہت نہیں ہے، کیونکہ حاملہ کے حق میں اولاً تو اشتباہ عدت کا کوئی مسئلہ نہیں ہے، اس لیے کہ وضع حمل اس کی عدت متعین ہے۔

دوسرے یہ کہ حمل کا زمانہ وطی سے رغبت اور دلچسپی کا زمانہ ہے کیونکہ یہ بات طے ہے کہ حمل ٹھہر جانے کے بعد اب وطی کرنے سے شوہر کی رغبت کم ہوگی، اس لیے کہ علوق کے بعد کی وطی بھی معلق نہیں ہوگی کہ حمل پر حمل ٹھہر جائے۔لہٰذا فرار عن مزن الولد والا مسئلہ یہاں ختم ہے، اس لیے حمل کے زمانہ میں بھی وطی سے رغبت برقرار رہے گی، نیز یہ بات بھی وطی کو مرغوب کر دیتی ہے کہ حمل کی وجہ سے مذکورہ عورت شوہر کے بچے کی ماں بننے والی ہے، اور شوہر نے پہلے ہی جب بچے کی ذمہ داری قبول کر لی ہے، تو ظاہر ہے کہ وہ اس کے حصول اور معرض وجود میں آنے کا منتظر ہوگا، اور زمانہ حمل میں عورت سے ہم بستر ہو کر اس بچے کی نشوونما کا سامان فراہم کرے گا، نہ یہ کہ وطی سے متنفر ہو کر بچے کو لاغر اور کمزور دیکھنا چاہے گا۔

سوال نمبر4:-واذا قال الرجل لامرأته انت علی کظهر أمي فقد حرمت عليه لايحل له وطيها ولامسها ولاتقبيلها حتى يكفر عن ظهاره ـ

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور مذکورہ مسئلہ پر قرآن سے دلیل دیں۔

(ب) اگر مرد بیوی کو "أنت علی کبطن أمي أو کفخذها أو کفرجها" جیسے الفاظ بولے تو وہ مظاہر ہوگا یا نہیں؟ دلیل سے واضح کریں؟

(ج) اگر مرد بیوی کو "أنت على مثل أمي" جیسے الفاظ بولے تو اس کا کیا حکم ہے؟ مفصلاً سپردِ قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمۃ العبارۃ: جب شوہر نے اپنی بیوی سے کہا: "انت علی کظھر امی" تو وہ اس پر حرام ہوگئی، اس شخص کے لیے اس عورت سے نہ وطی کرنا حلال ہے اور نہ ہی اسے چھونا اور نہ اس کا بوسہ لینا حلال ہے، یہاں تک کہ وہ شخص اپنے ظہار کا کفارہ دے دے۔

مذکورہ مسئلہ سے متعلق قرآنی دلیل:

وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُونَ بِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ اَنْ يَّتَمَاسَّا الخ .

(ب) عبارت میں مذکورہ الفاظ بولنے والا مظاہر ہوگا یا نہیں:

عبارت میں مذکورہ الفاظ بولنے والا مظاہر ہوگا، کیونکہ حلال عورت کو محرمہ عورت کے ساتھ تشبیہ دینے ہی کا نام ظہار ہے۔

دلیل: ظہار کا تحقق اور اس کا وقوع صرف "انت علی کظھر امی" کے ساتھ خاص نہیں بلکہ محللہ عورت کو محرمہ عورت کے ہر اس عضو کے ساتھ تشبیہ دینے سے ظہار محقق ہو جائے گا' جس کی (محرمہ) طرف دیکھنا محرم کے لیے درست نہیں۔

(ج) عبارت میں مذکورہ مسئلہ کا حکم:

اگر شوہر اپنی بیوی سے کہے "انت علی مثل امی" تو پھر اس سے اس کی نیت دریافت کی جائے گی۔

۱- اگر کہے کہ میں نے تعظیماً کہا ہے، تو اب حکم شرعی یہ ہے کہ اس کی بات معتبر ہوگی، اس لیے کہ عرف عام اور کلام الناس میں اس طرح کے کلام سے اکرام مراد لیا جاتا ہے۔

۲- اگر شوہر کہے کہ میں نے اس جملہ سے ظہار کا ارادہ کیا ہے، تو ظہار کا تحقق ہو جائے گا۔

۳- اگر کہے کہ میں نے اس کلام سے طلاق کی نیت کی ہے' تو یہ نیت بھی درست ہے اور بیوی پر طلاق بائن واقع ہوگی۔

۴- اگر کہے کہ میں نے یونہی کہہ دیا تھا تو اس کلام سے میری کوئی خاص نیت نہیں تھی، تو شیخین کے نزدیک یہ کلام لغو ہوگا۔

۵- اگر شوہر نے اس کلام سے تحریم کا ارادہ کیا ہو، تو بھی یہ امام محمد کے نزدیک ظہار اور امام ابو یوسف کے نزدیک ایلاء ہوگا۔

☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الخامسة: الأدب و البلاغة

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: ہر حصہ سے دو دو سوال کا حل مطلوب ہے۔

پہلا حصہ......عربی ادب

سوال نمبر 1: أَيُّهَا السَّادِرُ فِيْ غَلْوَائِهٖ، اَلسَّادِلُ ثَوْبَ خَيْلَائِهِ الْجَامِحُ فِيْ جِهَالَاتِهٖ، اَلْجَانِحُ اَبْى خُزَعْبَلَاتِهٖ اِلَامَ تَسْتَمِرُّ عَلٰى غَيِّكَ اَمَا الْحِمَامُ مِيْعَادُكَ فَمَا اِعْدَادُكَ، وَبِالْمَشِيْبِ اِنْذَارُكَ فَمَا اِعْذَارُكَ وَفِي اللَّحْدِ مَقِيْلُكَ فَمَا قِيْلُكَ وَاِلَى اللهِ مَصِيْرُكَ فَمَنْ نَصِيْرُكَ۔

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟ (۱۰+۱۰=۲۰)

(ب) درج ذیل میں سے پانچ الفاظ کے معانی لکھیں؟ (۵)

صَحَائِفُ، اَلْوَانٌ، اَلْاَدْبَاءُ، سَمِيْذُ، شَقَاشِقُ، اهبة، جِرَابُ بَلَغٌ۔

سوال نمبر 2:- وَاَنْضَى اِلَيْهِ رِكَابَ الطَّلَبِ لِاُعْلَقَ مِنْهُ بِمَا يَكُوْنُ لِيْ زِيْنَةً بَيْنَ الْاَنَامِ وَمَزْنَةً عِنْدَ الْاَوَامِ وَكُنْتُ لِفَرْطِ اللُّهَجِ بِاقْتِبَاسِهٖ وَالطَّمْعِ فِيْ تَقَمُّصِ لِبَاسِهٖ وَاَبَاحِثُ كُلَّ مَنْ جَلَّ قَلَّ وَاسْتَسْقِي الْوَبْلَ وَالطَّلَّ. وَاجْتَلِيْ زَمَانِيْ طَلْقَ الْوَجْهِ مَلْتَمِعَ الضِّيَا اَرٰى قُرْبَهٗ قُرْبٰى وَمَغْنَاهُ غُنْيَةً۔

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟ (۱۰+۱۰=۲۰)

(ب) خط کشیدہ الفاظ میں سے کسی پانچ کے باب اور صیغے بتائیں؟ (۵)

سوال نمبر 3:- درج ذیل کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں نیز خط کشیدہ کی نحوی وضاحت کریں؟ (۵×۵=۲۵)

(۱) كـأنـمـا تبسم عن لؤلؤ منضد أو برد أو اقاح

(۲) أكرم بـه أصفر راقت صفرته جواب آفاق ترامت سفرته

(۳) فأمطرت لؤلؤا من نرجس وسقت وردا وعضت على العناب بالبرد

(۴) وأقبلت يوم جد البين فى حلل سود تعض بنان النادم الحصر

(۵) ولفطته معاوز الافاق الى مفاوز الارفاق ونظمه فى سلك الرفاق

دوسرا حصہ...... بلاغت

سوال نمبر 4:-فَالْفَصَاحَةُ فِي الْمُفْرَدِ خُلُوْصُهُ مِنْ تَنَافُرِ الْحُرُوْفِ وَالْغَرَابَةِ وَمُخَالَفَةِ الْقِيَاسِ اللُّغَوِیْ ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز تنافر حروف کی تعریف کر کے اس کی مثال لکھیں؟ (۵+۵+۵=۱۵)

(ب) فصاحت کو بلاغت پر اور فصاحت فی المفرد کو فصاحت فی الکلام اور فصاحت فی المتکلم پر مقدم کرنے کی وجہ قلمبند کریں؟ (۵+۵=۱۰)

سوال نمبر 5:- درج ذیل میں سے کسی پانچ کی تعریفات واشلہ لکھیں؟ (۵×۵=۲۵)

تعقیدِ معنوی، ضعف تالیف، تنافر حروف، کلام انکاری، حقیقت عقلیہ، مجاز عقلی

سوال نمبر 6:- (الف) علم معانی کی تعریف لکھیں نیز بتائیں کہ وہ کون سے آٹھ ابواب میں منحصر ہے؟ (۵+۸=۱۳)

(ب) مقتضیٰ ظاہر کے خلاف کلام لانے کی تین وجوہ مع امثلہ لکھیں؟ (۴×۳=۱۲)

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2023ء

پانچواں پرچہ: الادب والبلاغة

پہلا حصہ: عربی ادب

سوال نمبر 1:-اَيُّهَا السَّادِرُ فِي غُلَوَائِهِ، اَلسَّادِلُ ثَوْبَ خُيَلَائِهِ الْجَامِحُ فِي جِهَالَاتِهِ، اَلْجَانِحُ اَلٰى خُزَعْبِلَاتِهِ اِلَامَ تَسْتَمِرُّ عَلٰى غَيِّكَ اَمَا الْحِمَامُ مِيْعَادُكَ فَمَا اِعْدَادُكَ، وَبِالْمَشِيْبِ اِنْذَارُكَ فَمَا اِعْذَارُكَ وَفِي اللَّحْدِ مَقِيْلُكَ فَمَا قِيْلُكَ وَاِلَى اللّٰهِ مَصِيْرُكَ فَمَنْ نَصِيْرُكَ ۔

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) درج ذیل میں سے پانچ الفاظ کے معانی لکھیں؟

صحائف، الوان، الادباء، سميذ، شقاشق، اهبة، جراب، بلغة ـ

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ: ”اے اپنی سرکشی میں حد سے متجاوز کرنے والے، اپنے تکبر کے کپڑے کو لٹکانے والے اے اپنی جہالت میں سرکشی کرنے والے۔ اے بیہودہ باتوں کی طرف مائل ہونے والے، تو اپنی گمراہی پر کب تک جما رہے گا۔ بہرحال موت تیرا وعدہ ہے، پس تیرے پاس کون سا توشہ ہے۔ کیا بڑھاپے سے تجھے خوف نہیں دلایا، پس تیرے پاس کیا عذر ہے؟ کیا قبر میں تجھے سونا نہیں پس تجھے اس میں کیا پس و پیش ہے۔ کیا تجھے خدا کی طرف لوٹنا نہیں؟ پس تیرا کون سا مددگار ہے؟“

(ب) الفاظ کے معانی:

۱- لمبائی، ۲- رنگ برنگے، ۳- وہ لوگ جو فصاحت و بلاغت میں ملکہ رکھتے ہوں، ۴- میدہ، ۵- جھاگ، ۶- آثار، ۷- توشہ دان، ۸- پہنچنا۔

سوال نمبر 2:- وَاَنْضَيْتُ اِلَيْهِ رِكَابَ الطَّلَبِ لِاُعْلَقَ مِنْهُ بِمَا يَكُوْنُ لِيْ زِيْنَةً بَيْنَ الْاَنَامِ وَمَزْنَةً عِنْدَ الْاَوَامِ وَكُنْتُ لِفَرْطِ اللَّهَجِ بِاقْتِبَاسِهٖ وَالطَّمَعِ فِيْ تَقَمُّصِ لِبَاسِهٖ وَاُبَاحِثُ كُلَّ مِنْ جَلَّ وَقَلَّ وَاسْتَسْقِي الْوَبْلَ وَالطَّلَّ ـ وَاَجْتَلِيْ زَمَانِيْ طَلْقَ الْوَجْهِ مُلْتَمِعَ الضِّيَا اَرٰى قُرْبَهٗ قُرْبٰى وَمَغْنَاهُ غُنْيَةً ـ

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) خط کشیدہ الفاظ میں سے کسی پانچ کے باب اور صیغے بتائیں؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ: ”اور لاغر کر دیا میں نے اپنی طلب کی سواری کو تاکہ مجھ میں وہ بات پیدا ہو جائے جس سے لوگوں میں میری عزت ہو اور پیاس کے وقت بارش کا کام دے، میں اس کے سیکھنے کے شوق اور اس کے لباس کے کرتا پہننے کی طمع میں ہر بڑے اور چھوٹے سے مباحثہ کرتا اور ہر بڑی چھوٹی بارش میں سیرابی چاہتا اور روشن پاتا تھا میں اپنے زمانہ کو کشادہ چہرے کی طرح۔ میں اس کے پاس رہنے کو قرابت اور اس کے گھر کو بے پرواہ کرنے والا تھا (اور اس کے دیدار کو سیرابی اور اس کی زندگی کو عام بارش خیال کرتا تھا)۔“

(ب) پانچ صیغوں کا بیان:

انضي: صیغہ واحد متکلم میں مضارع معروف ثلاثی مزید ناقص یائی از باب افعال۔

یکون: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف اجوف واوی از باب نَصَرَ یَنْصُرُ۔

كنت: صیغہ واحد متکلم فعل ماضی ماضی معروف اجوف واوی از باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

اباحث: صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معروف ثلاثی مزید از باب مَفَاعِلَةٌ۔

اجتلي: صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معروف ثلاثی مزید از باب افتعال۔

سوال نمبر 3:- درج ذیل کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں نیز خط کشیدہ کی نحوی وضاحت کریں؟

(۱) كـــانـــمـــا تبســـم عن لـؤلـؤ ‏ مـــنـــضـــد أو بـــرد أو اقـــاح

(۲) أكـرم بــه أصـفـر راقت صفرتـه ‏ جــواب آفــاق تــرامــت سـفـرتــه

(۳) فـأمـطرت لؤلؤا من نرجس وسقت ‏ وردا وعـضـت عـلـى العناب بالبرد

(۴) وأقبـلـت يـوم جـد البين في حلل ‏ سـود تـعـض بـنــان الـنـادم الحصر

(۵) ولـفـظـتـه معاوز الافاق الى مفاوز ‏ الارفـاق ونـظـمـه فـي سلك الرفاق

جواب: اشعار کا ترجمہ:

(۱) گویا کہ وہ محبوبہ ... موتیوں یا اولہ یا گل بابونہ سے ہنستی ہے۔

(۲) یہ اشرفی کیا اچھی ہے جس کی زردی بھی بھلی معلوم ہوتی ہے اور اطراف دنیا میں بڑے لمبے لمبے سفر طے کیے ہیں۔

(۳) پس اس معشوقہ نے نرگس (آنکھ) سے موتی (آنسو) برسا کر گلاب (رخسار) کو سیراب کیا اور اس نے اولوں سے عناب (سرانگشت) کو کاٹا۔

(۴) وہ محبوبہ خاموش پشیمان کی طرح دانتوں سے انگلیاں کاٹتی ہوئی آئی۔

(۵) اس کی تہیدستی نے اس کو دنیا کے جنگلوں کی طرف پھینک دیا اور درستی کی لڑی میں پرو دیا۔

نحوی وضاحت:

لؤلؤ: اسم ہے جو عن حرف جار کی وجہ سے مجرور ہے۔

صفرته: مراقت کا فاعل ہے۔

سفرته: فاعل کی بناء پر مرفوع ہے۔

لؤلؤا: مفعول بہ کی وجہ سے منصوب۔

يوم: مفعول فیہ کی وجہ سے منصوب۔

دوسرا حصہ: بلاغت

سوال نمبر 4:- فَالْفَصَاحَةُ فِي الْمُفْرَدِ خُلُوْصُهُ مِنْ تَنَافُرِ الْحُرُوْفِ وَالْغَرَابَةِ وَمُخَالَفَةِ

الْقِيَاسِ اللُّغَوِيِّ ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز تنافر حروف کی تعریف کر کے اس کی مثال لکھیں؟

(ب) فصاحت کو بلاغت پر اور فصاحت فی المفرد کو فصاحت فی الکلام اور فصاحت فی المتکلم پر مقدم کرنے کی وجہ قلمبند کریں؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ: فصاحت فی المفرد یہ ہے کہ مفرد کا تنافر حروف، غرابت اور قیاس لغوی کی مخالفت سے خالی ہونا۔

تنافر حروف کی تعریف: کلمہ میں ایسی صفت کا پایا جانا جو زبان پر ثقل کا باعث بنے اور تلفظ کو مشکل بنا دے جیسے مستشزرات۔

(ب) فصاحت کو بلاغت پر مقدم کرنے کی وجہ: ماتن نے فصاحت کو بلاغت پر مقدم اس لیے کیا، کیونکہ بلاغت کی معرفت فصاحت کی معرفت پر موقوف ہے کہ فصاحت بلاغت کی تعریف میں ملحوظ ہوتی ہے۔ پس فصاحت جب موقوف علیہ ہوئی تو موقوف علیہ مقدم ہوتا ہے۔

فصاحت فی المفرد کو مقدم کرنے کی وجہ: پھر فصاحت فی المفرد کو فصاحت فی الکلام اور فصاحت فی المتکلم پر مقدم اس لیے کیا کہ فصاحت فی الکلام اور متکلم بھی فصاحت فی المفرد پر موقوف ہے۔

سوال نمبر 5:- درج ذیل کی تعریفات و امثلہ لکھیں؟

تعقید معنوی، ضعف تالیف، تنافر حروف، کلام انکاری، حقیقت عقلیہ، مجاز عقلی

جواب: اصطلاحات کی تعریفیں:

تعقید معنوی: معنی لغوی سے معنی مقصودی کی طرف انتقال میں خلل کی وجہ سے کلام کا معنی مرادی پر ظاہر الدلالۃ نہ ہونا جیسے شاعر کا قول ہے:

ساطلب بعد الدار عنكم لتقربوا وتسكب عيناى الدموع لتجمدا

ضعف تالیف: کلام کا مشہور نحوی قانون کے مخالف ہونا جیسے ضرب غلامه زيدًا۔

تنافر حروف: کلمہ میں ایسے وصف کا ہونا جو زبان پر ثقل اور نطق کی تنگی کو واجب کرے جیسے مستشزرات۔

کلام انکاری: وہ کلام جس میں تاکید لانا واجب ہے اور تاکید لانا واجب تب ہے جب مخاطب حکم کا منکر ہو جیسے قیامِ زید کے منکر کو ان زیدًا قائم کہنا۔

حقیقۃ عقلیہ: فعل یا معنی فعل کا اسناد اس شیء کی طرف کرنا جس کے وہ ہیں متکلم کے نزدیک ظاہر حال میں جیسے مومن کا قول اَنْبَتَ اللهُ الْبَقْلَ۔

مجاز عقلی: فعل یا معنیٰ فعل کا اسناد ایسے ملابس کی طرف کرنا جو ماھولہ کا غیر ہو قرینہ کے ساتھ جیسے فھارہ صائم۔

سوال نمبر 6:- (الف) علم معانی کی تعریف لکھیں نیز بتائیں کہ وہ کون سے آٹھ ابواب میں منحصر ہے؟

(ب) مقتضیٰ ظاہر کے خلاف کلام لانے کی تین وجوہ مع امثلہ لکھیں؟

جواب: (الف) علم معانی کی تعریف: وہ علم جس کے ذریعے لفظ عربی کے ایسے احوال معلوم ہوں جو لفظ کو مقتضیٰ الحال کے مطابق کردے۔

آٹھ ابواب:

۱- اسناد خبری کے احوال، ۲- مسند الیہ کے احوال، ۳- مسند کے احوال، ۴- متعلقاتِ فعل کے احوال، ۵- قصر، ۶- انشاء، ۷- فصل و وصل، ۸- ایجاز و اطناب و مساوات۔

(ب) مقتضیٰ الظاہر کے خلاف کلام لانے کی تین وجوہ:

نمبر ۱- غیر سائل کو سائل کی طرح بنانا جب اس غیر سائل کی طرف کوئی ایسی شیء مقدم کی جائے جس سے کسی خبر کی طرف اشارہ ہو اور وہ غیر سائل اس خبر کا ایسے انتظار کرے۔ جیسا کہ سائل کرتا ہے جیسے "ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انهم مغرقون"

نمبر ۲- غیر منکر کو منکر کی طرح بنانا جب غیر منکر پر کوئی ایسی شیء ظاہر ہو جو انکار کی علامات میں سے ہو جیسے جاء شقيق عارضًا مرمحه ان بنی عمك فيهم رماح

نمبر ۳- منکر کو غیر منکر کی طرح بنانا جب اس منکر کے پاس کوئی ایسے دلائل ہوں کہ اگر وہ ان میں غور و فکر کرے، تو اپنے انکار سے رجوع کرے جیسے "لاریب فیه"

☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة السادسة: العقائد والمنطق

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے کوئی دو دو سوالات حل کریں۔

قسم اوّل ...... عقائد

سوال نمبر ۱:- لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور أنبياء هم مساجد .

(الف) حدیث مبارکہ کی تشریح کریں کہ جس سے اہل سنت پر وارد ہونے والا اعتراض ختم ہو جائے؟ ۱۰

(ب) "اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلث" حدیث شریف اور اللہ تعالیٰ کا فرمان "أن ليس للانسان الا ماسعى" کی تشریح اس انداز سے کریں کہ دونوں میں تعارض ختم ہو جائے؟ ۱۰

(ج) دعا بعد الجنازہ کے متعلق ایک حدیث تحریر کریں؟ ۵

سوال نمبر 2:- (الف) استغاثہ کی تعریف اور غیر اللہ سے استغاثہ کی مشروعیت پر دو حدیثیں سپردِ قلم کریں؟ ۱۵

(ب) کیا اہل قبور سنتے ہیں؟ اگر سنتے ہیں تو آیت مبارکہ "وما أنت بمسمع من في القبور" کا کیا مطلب ہے؟ وضاحت کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 3:- (الف) اہل بیت کی محبت پر تین حدیثیں قلمبند کریں؟ ۱۵

(ب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے "مختار" ہونے پر دو حدیثیں زینتِ قرطاس کریں؟ ۱۰

قسم ثانی ...... منطق

سوال نمبر 4:- والمراد بالمقدمة ههنا مايتوقف عليه الشروع في العلم .

(الف) "مقدمة العلم" اور "مقدمة الكتاب" کی تعریف کریں اور بتائیں کہ عبارت میں مذکور تعریف کس مقدمہ کی ہے؟ ۱۰

(ب) شروع فی العلم، تعریف، موضوع اور غرض جاننے پر کس طرح موقوف ہے؟ تفصیل سے واضح

کریں؟۱۵

سوال نمبر5:-وَاعْلَمْ اَنَّ الْمَشْهُوْرَ فِيْمَا بَيْنَ الْقَوْمِ اَنَّ الْعِلْمَ اَمَّا تَصَوُّرٌ اَوْ تَصْدِيْقٌ وَالْمُصَنِّفُ عَدَلَ عَنْهُ اِلَى التَّصَوُّرِ السَّاذِجِ وَالتَّصْدِيْقِ ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟۱۰

(ب) عبارت میں مذکور علم کی تقسیم پر وارد ہونے والا اعتراض و جواب تحریر کریں؟۱۰

(ج) تصور برسمہ کسے کہتے ہیں؟۵

سوال نمبر6:- (الف) قطبی کی روشنی میں جنس اور اس کی اقسام کی تعریفات مع مثال سپردِ قلم کریں؟۱۰

(ب) تصور بشرط شیء بشرط لا شیء اور لا بشرط شیء کی مثال کے ذریعے توضیح کریں؟۱۵

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت2023ء

چھٹا پرچہ عقائد و منطق

قسم اوّل......عقائد

سوال نمبر1:-لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور أنبياء هم مساجد

(الف) حدیث مبارکہ کی تشریح کریں کہ جس سے اہل سنت پر وارد ہونے والا اعتراض ختم ہو جائے؟

(ب) "اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلث" حدیث شریف اور اللہ تعالیٰ کا فرمان "أن ليس للانسان الا ماسعى" کی تشریح اس انداز سے کریں کہ دونوں میں تعارض ختم ہو جائے؟

(ج) مابعد الجنازہ کے متعلق ایک حدیث تحریر کریں؟

جوابات: (الف) حدیث مبارکہ کی تشریح:

''اللہ لعنت فرمائے یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔'' علماء کرام کے نزدیک اس حدیث مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ بقصد تعظیم قبروں کو سجدہ کرنا اوران کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا ہے جیسا کہ یہود و نصاریٰ اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ کرتے اوران کی تعظیم کے لیے ان کو قبلہ مقرر کر کے ان کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ یہ قطعاً حرام ہے پس ان کی مشابہت اختیار کرنے، ان کی

طرح قبروں کو سجدہ کرنے اور ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت ہے۔ ایسا فعل اگر کسی مسلمان سے سرزد ہو جائے، تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا، کیونکہ حدیث مبارکہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک مایوس ہو چکا ہے شیطان اس بات سے کہ نماز پڑھنے والے اس کی عبادت کریں؟ 15
ہاں ان کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکاتا رہے گا۔

(ب) مذکورہ احادیث میں تطبیق:

پہلی حدیث مبارکہ میں ہے "کہ انسان کے مرنے کے بعد اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین چیزوں کے۔" یہ نہیں فرمایا گیا اس حدیث مبارکہ میں کہ اس کا نفع حاصل کرنا منقطع ہو جاتا ہے۔

رہا دوسرے کا عمل تو وہ عمل کرنے والے کی ملکیت ہے، اگر وہ کسی مسلمان کو بخش دے تو اس مسلمان کو اس کے اپنے عمل کا ثواب نہیں بلکہ عمل کرنے والے کے عمل کا ثواب ملے گا۔

آیت مبارکہ میں ہے "کہ انسان کے لیے وہی کچھ ہے جس کی وہ کوشش کرے" قرآن میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ انسان کو دوسرے کے عمل کا فائدہ نہیں پہنچے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان صرف اپنی کوشش کا مالک ہے رہا۔ دوسرے کی کوشش کا سوال تو وہ اس کی ملکیت ہے چاہے تو دوسرے کو دے دے اور چاہے تو اپنے لیے باقی رکھ لے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ یہ حکم حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کی امتوں کے لیے تھا، کیونکہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ ایک صحابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: یا رسول اللہ! میری والدہ اچانک فوت ہو گئی ہیں، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو انہیں فائدہ پہنچے گا؟ فرمایا: ہاں کیونکہ اگر مرنے کے بعد نفع منقطع ہو جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس صحابی کو منع فرما دیتے لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا۔

(ج) دعا بعد الجنازہ:

امام مسلم کی روایت کردہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکے، اسے چاہیے کہ اپنے بھائی کو نفع پہنچائے۔"

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم نمازِ جنازہ سے فارغ ہو جاؤ، تو اپنے مردہ کے لیے بالخصوص دعا کیا کرو۔

سوال نمبر 2:- (الف) استغاثہ کی تعریف اور غیر اللہ سے استغاثہ کی مشروعیت پر دو حدیثیں سپردِ قلم کریں؟

(ب) کیا اہل قبور سنتے ہیں؟ اگر سنتے ہیں، تو آیت مبارکہ "وما أنت بمسمع من فی القبور" کا

کیا مطلب ہے؟ وضاحت کریں؟

جوابات: (الف) استغاثہ کی تعریف:

ہاں! اللہ تعالیٰ مخلوق سے سبب اور واسطہ ہونے کی حیثیت سے امداد طلب کرنا جائز ہے کیونکہ امداد حقیقتاً تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس نے امداد کے اسباب اور واسطے بھی پیدا نہیں فرمائے، اس کی دلیل حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی امداد فرماتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی امداد میں مصروف رہے اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا۔ دوسری حدیث میں راستے کے حقوق بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''مصیبت زدہ کی امداد کرو اور گم کردہ راہ کی رہنمائی کرو۔'' اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امداد کرنے کی نسبت بندے کی طرف فرمائی اور ایک دوسرے کی امداد کرنے کی تلقین فرمائی۔

امام بخاری ''کتاب الزکوٰۃ'' میں روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سورج قریب ہو جائے گا، یہاں تک کہ پسینہ آدھے کان تک پہنچ جائے گا، لوگ اس حالت میں حضرت آدم علیہ السلام، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر سید العالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کریں گے۔ (الحدیث) تمام اہل محشر انبیاء کرام علیہم السلام سے مدد طلب کرنے کے جواز پر متفق ہوں گے یہ اتفاق اس بنا پر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ انہیں الہام فرمائے گا۔ یہ حدیث انبیاء کرام علیہم السلام سے دنیا اور آخرت میں توسل اور استعانت کے مستحب ہونے کی قوی دلیل ہے۔

امام طبرانی روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی راستے سے بھٹک جائے، یا امداد کا طلب گار ہو اور وہ ایسی زمین میں ہو جہاں کوئی غمگسار نہ ہو، تو کہے یا عباد اللہ اغیثونی اور ایک روایت میں ہے اعینونی اے اللہ کے بندو! میری امداد کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں جنہیں تم نہیں دیکھتے۔

اس حدیث کی صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے بندوں سے مدد طلب کرنا اور انہیں ندا کرنا جائز ہے جو غائب ہوں۔

(ب) اہل قبور کا سننا اور مذکورہ آیت کا مطلب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے بھائی کی قبر سے گزرے (اسے سلام کہے) وہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اسے پہچانتا ہے اور جب ایسے شخص کی قبر کے پاس سے گزرے جو اسے نہیں پہچانتا اور اسے سلام کہے، تو وہ (اگرچہ نہ پہچانتا ہو) اسے سلام کا جواب دیتا ہے)۔

طرح قبروں کو سجدہ کرنے اور ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت ہے۔ ایسا فعل اگر کسی مسلمان سے سرزد ہو جائے، تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا، کیونکہ حدیث مبارکہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک مایوس ہو چکا ہے شیطان اس بات سے کہ نماز پڑھنے والے اس کی عبادت کریں؟ ہاں ان کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکاتا رہے گا۔

(ب) مذکورہ احادیث میں تطبیق:

پہلی حدیث مبارکہ میں ہے "کہ انسان کے مرنے کے بعد اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین چیزوں کے۔" یہ نہیں فرمایا گیا اس حدیث مبارکہ میں کہ اس کا نفع حاصل کرنا منقطع ہو جاتا ہے۔

رہا دوسرے کا عمل تو وہ عمل کرنے والے کی ملکیت ہے، اگر وہ کسی مسلمان کو بخش دے تو اس مسلمان کو اس کے اپنے عمل کا ثواب نہیں بلکہ عمل کرنے والے کے عمل کا ثواب ملے گا۔

آیت مبارکہ میں ہے "کہ انسان کے لیے وہی کچھ ہے جس کی وہ کوشش کرے" قرآن میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ انسان کو دوسرے کے عمل کا فائدہ نہیں پہنچے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان صرف اپنی کوشش کا مالک ہے رہا۔ دوسرے کی کوشش کا سوال تو وہ اس کی ملکیت ہے چاہے تو دوسرے کو دے دے اور چاہے تو اپنے لیے باقی رکھے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ یہ حکم حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کی امتوں کے لیے تھا، کیونکہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ ایک صحابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: یارسول اللہ! میری والدہ اچانک فوت ہوگئی ہیں، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو انہیں فائدہ پہنچے گا؟ فرمایا: ہاں کیونکہ اگر مرنے کے بعد نفع منقطع ہو جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس صحابی کو منع فرما دیتے لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا۔

(ج) دعا بعد الجنازہ:

امام مسلم کی روایت کردہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکے اسے چاہیے کہ اپنے بھائی کو نفع پہنچائے۔"

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم نمازِ جنازہ سے فارغ ہو جاؤ، تو اپنے مردہ کے لیے بالخصوص دعا کیا کرو۔

سوال نمبر 2:- (الف) استغاثہ کی تعریف اور غیر اللہ سے استغاثہ کی مشروعیت پر دو حدیثیں سپردِ قلم کریں؟

(ب) کیا اہل قبور سنتے ہیں؟ اگر سنتے ہیں تو آیت مبارکہ "وما أنت بمسمع من في القبور" کا

کیا مطلب ہے؟ وضاحت کریں؟

جوابات: (الف) استغاثہ کی تعریف:

ہاں! اللہ تعالیٰ مخلوق سے سبب اور واسطہ ہونے کی حیثیت سے امداد طلب کرنا جائز ہے' کیونکہ امداد حقیقتاً تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس نے امداد کے اسباب اور واسطے بھی پیدا نہیں فرمائے، اس کی دلیل حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی امداد فرماتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی امداد میں مصروف رہے اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا۔ دوسری حدیث میں راستے کے حقوق بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''مصیبت زدہ کی امداد کرو اور گم کردہ راہ کی رہنمائی کرو۔'' اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امداد کرنے کی نسبت بندے کی طرف فرمائی اور ایک دوسرے کی امداد کرنے کی تلقین فرمائی۔

امام بخاری ''کتاب الزکوٰۃ'' میں روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سورج قریب ہو جائے گا، یہاں تک کہ پسینہ آدھے کان تک پہنچ جائے گا، لوگ اس حالت میں حضرت آدم علیہ السلام، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر سید العالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کریں گے۔ (الحدیث) تمام اہل محشر انبیاء کرام علیہم السلام سے مدد طلب کرنے کے جواز پر متفق ہوں گے یہ اتفاق اس بنا پر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ انہیں الہام فرمائے گا، یہ حدیث انبیاء کرام علیہم السلام سے دنیا اور آخرت میں توسل اور استعانت کے مستحب ہونے کی قوی دلیل ہے۔

امام طبرانی روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی راستے سے بھٹک جائے، یا امداد کا طلب گار ہو اور وہ ایسی زمین میں ہو جہاں کوئی غمگسار نہ ہو تو کہے یا عباد اللہ اغیثونی اور ایک روایت میں ہے اعینونی اے اللہ کے بندو! میری امداد کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں جنہیں تم نہیں دیکھتے۔

اس حدیث کی صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے بندوں سے مدد طلب کرنا اور انہیں ندا کرنا جائز ہے جو غائب ہوں۔

(ب) اہل قبور کا سننا اور مذکورہ آیت کا مطلب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے بھائی کی قبر سے گزرے (اسے سلام کہے) وہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اسے پہچانتا ہے اور جب ایسے شخص کی قبر کے پاس سے گزرے جو اسے نہیں پہچانتا اور اسے سلام کہے، تو وہ (اگرچہ نہ پہچانتا ہو) اسے سلام کا جواب دیتا ہے)۔

یہ حدیث مبارکہ اس بات کی دلیل ہے کہ مردہ سنتا ہے۔ رہی یہ بات مذکورہ آیت کی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے کافر جن کے دل مردہ ہو چکے ہوں بظاہر وہ زندہ ہوں، تم ان کو اس طرح نہیں سنا سکتے کہ وہ اس سنانے سے نفع حاصل کریں، جس طرح اہل قبور لیکن آپ نے یہ بھی خبر دی کہ بدر کے مقتولوں نے آپ کا کلام اور خطاب سنا۔ پس مذکورہ آیت سے مراد یہ ہے کہ اس میں مردہ دل کافر ن کو مردہ کہا گیا ہے۔

سوال نمبر 3:۔(الف) اہل بیت کی محبت پر تین حدیثیں قلمبند کریں؟

(ب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے "مختار" ہونے پر دو حدیثیں زینتِ قرطاس کریں؟

جوابات: (الف) اہل بیت کی محبت:

(i) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی اسی وقت ہم پر ایمان لا سکتا ہے جب ہم سے محبت کرے گا اور ہمارے ساتھ اسی وقت محبت کرے گا، جب ہمارے اہل بیت سے محبت کرے گا۔

(ii) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سے محبت رکھو، کیونکہ وہ بطور غذا نعمتیں عطا فرماتا ہے اور اللہ کی بناء پر مجھ سے محبت رکھو اور میری محبت کی بناء پر اہل بیت سے محبت رکھو۔

(iii) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بندہ اسی وقت مومن ہوگا جب ہم اسے اس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جائیں اور ہماری اولاد اپنی اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے۔

(ب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے "مختار" ہونے پر احادیث:

i۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جوامع الکلم کے ساتھ بھیجا گیا، ہمیں رعب کے ساتھ امداد دی گئی، ہم محو استراحت تھے کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں لاکر ہمارے ہاتھ میں دے دی گئیں۔ (صحیح مسلم)

ii۔ ہمیں زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئیں۔ (متفق علیہ) (مشکوٰۃ شریف)

قسم ثانی...... منطق

سوال نمبر 4:۔ والمراد بالمقدمة ههنا مايتوقف عليه الشروع فى العلم ۔

(الف) "مقدمة العلم" اور "مقدمه الكتاب" کی تعریف کریں اور بتائیں کہ عبارت میں مذکور تعریف کس مقدمہ کی ہے؟

(ب) شروع فی العلم، تعریف، موضوع اور غرض جاننے پر کس طرح موقوف ہے؟ تفصیل سے واضح کریں؟

جواب: (الف) مقدمۃ العلم کی تعریف: وہ مقدمہ جس پر علم کے مسائل میں شروع ہونا موقوف ہ

جیسے حد، موضوع اور غرض کا بیان۔

مقدمۃ الکتاب کی تعریف: کلام کا وہ گروہ جو مقصود سے پہلے ہو، کیونکہ مقصود کا اس کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور مقصود میں نفع مند ہوتا ہے۔

مذکورہ تعریف: مذکورہ تعریف مقدمۃ العلم کی ہے۔

(ب) شروع فی العلم کے تعریف، موضوع اور غرض پر موقوف ہونے کی وجہ:

کسی بھی علم میں شروع ہونا اس علم کی تعریف، موضوع اور غرض جاننے پر موقوف ہونے کی وجہ تصورِ علم پر تو یہ ہے کہ کسی علم کو شروع کرنے والا اگر اوّلاً اس علم کا تصور نہ کرے تو وہ مجہول مطلق کا طالب ہوگا اور مجہول کی طلب محال ہے، کیونکہ مجہول مطلق کی طرف نفس کا متوجہ ہونا ممتنع ہے۔ لہٰذا شروع فی العلم سے پہلے اس علم کا تصور حاصل نہ ہونا محال ہے۔ پس ضروری ہے شروع فی العلم سے پہلے اس علم کا تصور حاصل ہو۔

غرض وغایت پر شروع فی العلم کے موقوف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اگر شارع فی العلم کو علم میں شروع ہونے سے پہلے اس علم کی غرض وغایت معلوم نہ ہو، تو پھر شارع کی طلب کا عبث اور بے فائدہ ہونا لازم آئے گا اور طلب کا عبث ہونا محال ہے پھر علم میں شروع ہونے سے پہلے اس علم کی غرض کا معلوم نہ ہونا بھی محال ہوگا۔ پس ضروری ہے کہ شروع فی العلم سے پہلے اس کی غرض وغایت بھی معلوم ہو۔

موضوع پر شروع فی العلم کے موقوف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اگر شارع فی العلم کو علم میں شروع ہونے سے پہلے اس علم کا موضوع معلوم نہ ہو، تو وہ علم دوسرے علوم سے کامل طور پر ممتاز نہ ہوگا۔ جب وہ علم ماعداہ علوم سے ممتاز نہ ہوگا وہ شارع اس علم میں علی وجہ البصیرۃ شروع نہ ہوگا۔ موضوع جاننا اس لیے ضروری ہے تا کہ شارع فی العلم اس علم میں علی وجہ البصیرۃ شروع ہو جائے اور اپنے مقصد کی طرف ہی نگاہ رکھے۔

سوال نمبر 5:- وَاعْلَمْ اَنَّ الْمَشْهُوْرَ فِيْمَا بَيْنَ الْقَوْمِ اَنَّ الْعِلْمَ اَمَّا تَصَوُّرٌ اَوْ تَصْدِيْقٌ وَالْمُصَنِّفُ عَدَلَ عَنْهُ اِلَى التَّصَوُّرِ السَّاذِجِ وَالتَّصْدِيْقِ ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) عبارت میں مذکور علم کی تقسیم پر وارد ہونے والا اعتراض وجواب تحریر کریں؟

(ج) تصور بوسمہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

عبارت کا ترجمہ: اور تو جان لے کہ قوم کے درمیان علم کی مشہور تقسیم یہ ہے کہ "علم یا تصور ہے یا تصدیق اور ماتن نے عدول کیا اس سے تصور ساذج اور تصدیق کی طرف"۔

یہ حدیث مبارکہ اس بات کی دلیل ہے کہ مردہ سنتا ہے۔ رہی یہ بات مذکورہ آیت کی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے کافر جن کے دل مردہ ہو چکے ہوں بظاہر وہ زندہ ہوں' تم ان کو اس طرح نہیں سنا سکتے کہ وہ اس سنانے سے نفع حاصل کریں، جس طرح اہل قبور لیکن آپ نے یہ بھی خبر دی کہ بدر کے مقتولوں نے آپ کا کلام اور خطاب سنا۔ پس مذکورہ آیت سے مراد یہ ہے کہ اس میں مردہ دل کافروں کو مردہ کہا گیا ہے۔

سوال نمبر 3:- (الف) اہل بیت کی محبت پر تین حدیثیں قلمبند کریں؟

(ب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ''مختار'' ہونے پر دو حدیثیں زینتِ قرطاس کریں؟

جوابات: (الف) اہل بیت کی محبت:

(i) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی اسی وقت ہم پر ایمان لاسکتا ہے جب ہم سے محبت کرے گا اور ہمارے ساتھ اسی وقت محبت کرے گا، جب ہمارے اہل بیت سے محبت کرے گا۔

(ii) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سے محبت رکھو، کیونکہ وہ بطور غذا نعمتیں عطا فرماتا ہے اور اللہ کی بناء پر مجھ سے محبت رکھو اور میری محبت کی بناء پر اہل بیت سے محبت رکھو۔

(iii) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بندہ اسی وقت مومن ہوگا جب ہم اسے اس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جائیں اور ہماری اولاد اپنی اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے۔

(ب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ''مختار'' ہونے پر احادیث:

i- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیں جوامع الکلم کے ساتھ بھیجا گیا، ہمیں رعب کے ساتھ امداد دی گئی، ہم محو استراحت تھے کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں لا کر ہمارے ہاتھ میں دے دی گئیں۔ (صحیح مسلم)

ii- ہمیں زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئیں۔ (متفق علیہ) (مشکوٰۃ شریف)

قسم ثانی...... منطق

سوال نمبر 4:- والمراد بالمقدمة ههنا مايتوقف عليه الشروع في العلم ۔

(الف) ''مقدمة العلم'' اور ''مقدمه الكتاب'' کی تعریف کریں اور بتائیں کہ عبارت میں مذکور تعریف کس مقدمہ کی ہے؟

(ب) شروع فی العلم، تعریف، موضوع اور غرض جاننے پر کس طرح موقوف ہے؟ تفصیل سے واضح کریں؟

جواب: (الف) مقدمۃ العلم کی تعریف: وہ مقدمہ جس پر علم کے مسائل میں شروع ہونا موقوف ہو

جیسے حد، موضوع اور غرض کا بیان۔

مقدمۃ الکتاب کی تعریف: کلام کا وہ گروہ جو مقصود سے پہلے ہو، کیونکہ مقصود کا اس کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور مقصود میں نفع مند ہوتا ہے۔

مذکورہ تعریف: مذکورہ تعریف مقدمۃ العلم کی ہے۔

(ب) شروع فی العلم کے تعریف، موضوع اور غرض پر موقوف ہونے کی وجہ:

کسی بھی علم میں شروع ہونا اس علم کی تعریف، موضوع اور غرض جاننے پر موقوف ہونے کی وجہ تصورِ علم پر تو یہ ہے کہ کسی علم کو شروع کرنے والا اگر اوّلاً اس علم کا تصور نہ کرے تو وہ مجہول مطلق کا طالب ہوگا اور مجہول کی طلب محال ہے، کیونکہ مجہول مطلق کی طرف نفس کا متوجہ ہونا ممتنع ہے۔ لہٰذا شروع فی العلم سے پہلے اس علم کا تصور حاصل نہ ہونا محال ہے۔ پس ضروری ہے شروع فی العلم سے پہلے اس علم کا تصور حاصل ہو۔

غرض وغایت پر شروع فی العلم کے موقوف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اگر شارع فی العلم کو علم میں شروع ہونے سے پہلے اس علم کی غرض وغایت معلوم نہ ہو، تو پھر شارع کی طلب کا عبث اور بے فائدہ ہونا لازم آئے گا اور طلب کا عبث ہونا محال ہے۔ پھر علم میں شروع ہونے سے پہلے اس علم کی غرض کا معلوم نہ ہونا بھی محال ہوگا۔ پس ضروری ہے کہ شروع فی العلم سے پہلے اس کی غرض وغایت بھی معلوم ہو۔

موضوع پر شروع فی العلم کے موقوف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اگر شارع فی العلم کو علم میں شروع ہونے سے پہلے اس علم کا موضوع معلوم نہ ہو تو وہ علم دوسرے علوم سے کامل طور پر ممتاز نہ ہوگا۔ جب وہ علم ماعداہ علوم سے ممتاز نہ ہوگا وہ شارع اس علم میں علی وجہ البصیرۃ شروع نہ ہوگا۔ موضوع جاننا اس لیے ضروری ہے تاکہ شارع فی العلم اس علم میں علی وجہ البصیرۃ شروع ہو جائے اور اپنے مقصد کی طرف ہی نگاہ رکھے۔

سوال نمبر 5:- وَاعْلَمْ اَنَّ الْمَشْهُوْرَ فِيْمَا بَيْنَ الْقَوْمِ اَنَّ الْعِلْمَ اَمَّا تَصَوُّرٌ اَوْ تَصْدِيْقٌ وَالْمُصَنِّفُ عَدَلَ عَنْهُ اِلَى التَّصَوُّرِ السَّاذِجِ وَالتَّصْدِيْقِ ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) عبارت میں مذکور علم کی تقسیم پر وارد ہونے والا اعتراض وجواب تحریر کریں؟

(ج) تصور برسمہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب: اعراب پر لگا دیے گئے ہیں۔

عبارت کا ترجمہ: اور تو جان لے کہ قوم کے درمیان علم کی مشہور تقسیم یہ ہے کہ "علم یا تصور ہے یا تصدیق اور ماتن نے عدول کیا اس سے تصور ساذج اور تصدیق کی طرف۔"

(ب) عبارت میں مذکور اعتراض و جواب کی تقریر:

تقریرِ سوال: ماتن نے علم کی مشہور تقسیم سے اعراض کیوں کیا؟ مشہور تقسیم یوں تھی "العلم اما تصور او تصديق ." جبکہ ماتن نے علم کی تقسیم اس طرح کی ہے "العلم اما تصور ساذج او تصديق ."

تقریرِ جواب: ماتن نے علم کی مشہور تقسیم سے عدول اس لیے کیا کہ مشہور تقسیم پر دو اعتراض وارد ہوتے تھے، تو ان اعتراضوں سے بچنے کے لیے ماتن نے مشہور تقسیم سے اعراض کیا اور ایک نئی تقسیم ایجاد کی۔

(ج) تصور برسمه: تصور برسمه سے مراد خاص تعریف ہے جو شیء کے خاصہ پر مشتمل ہو۔

سوال نمبر 6:- (الف) قطبی کی روشنی میں جنس اور اس کی اقسام کی تعریفات مع مثال سپردِ قلم کریں؟

(ب) تصور بشرط شيء بشرط لا شيء اور لا بشرط شيء کی مثال کے ذریعے توضیح کریں۔

(الف) جنس کی تعریف: جنس وہ کلی ہے جو مختلفة الحقائق کثیرین پر مَا هُو کے جواب میں محمول ہو جیسے حیوان انسان کے لیے جنس ہے۔

جنس کی اقسام: جنس کی دو قسمیں ہیں: جنس قریب اور جنس بعید۔

جنس قریب کی تعریف: جنس قریب وہ جنس ہے کہ اگر ماہیت کو بعض مشارکات سے ملا کر مَـا هُـو کے ذریعے سوال کریں تو جواب میں وہ جنس آئے اور جب دوسرے مشارکات کے ساتھ ملا کر مَـا هُـو کے ذریعے سوال کریں تو پھر بھی جواب میں وہی جنس آئے مثلاً حیوان انسان کے لیے جنس ہے۔ اب انسان کو فرس سے ملا کر مَا هُو کے ذریعے سوال کریں اور یوں کہیں الانسان والفرس ما هما؟ تو جواب میں حیوان آئے گا۔ اگر اسی ماہیت یعنی انسان کو دوسرے کے ساتھ مَـا هُـو کے ذریعے سوال کریں اور یوں کہیں الانسان الغنم ما هما؟ تو جواب پھر بھی حیوان آیا پس معلوم ہوا کہ حیوان انسان کی جنس قریب ہے۔

جنس بعید کی تعریف: جنس بعید وہ جنس ہے کہ جب کسی ماہیت کو بعض مشارکات کے ساتھ ملا کر مَـا هُو کے ذریعے سوال کریں تو جواب وہ جنس آئے لیکن جب اس ماہیت کو دوسرے مشارکات سے ملا کر مَـا هُو کے ذریعے سوال کریں تو جواب میں وہی جنس نہ آئے بلکہ کوئی اور جنس آئے جیسے جسم نامی انسان کی جنس بعید ہے، کیونکہ انسان کو جب شجر کے ساتھ ملا کر سوال کریں اور یوں کہیں "الانسان و الشجر ما هما؟" تو جواب میں جسم نامی آئے گا۔ لیکن جب انسان کو شجر کے علاوہ کسی ماہیت مثلاً غنم، بقر اور فرس وغیرہ کے ساتھ ملا کر مَـا هُو کے ذریعے سوال کریں تو جواب حیوان آئے گا جسم نامی نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ جسم نامی انسان کے لیے جنس بعید ہے۔

(ب) بشرط شیء، بشرط لا شیء اور لا بشرط شیء کی وضاحت:

کائنات میں موجودہ اشیاء کے تصور کرنے کی تین حیثیتیں ہیں:

۱۔ بشرط شیء: کسی شئ کا اس طرح تصور کرنا کہ اس میں کسی قید کے ہونے کا اعتبار کیا جائے اسے تصدیق کہتے ہیں جیسے زید کاتب۔

۲۔ بشرط لا شیء: کسی چیز کا تصور اس طرح کیا جائے کہ اس میں کسی قید کے عدم اور نہ ہونے کا لحاظ کیا جائے، اسی کو تصور ساذج کہتے ہیں جو تصدیق کا قسیم اور مدمقابل ہے اس کی مثال جیسے انسان کا تصور۔

۳۔ لا بشرط شیء: کسی چیز کا تصور اس طرح کیا جائے کہ اس میں کسی چیز کے ہونے یا نہ ہونے کا لحاظ نہ کیا جائے یہی تصور منطقی ہے جو علم کا مترادف اور مقسم کا درجہ رکھتا ہے۔ اسے حضور ذہنی جو کہ علم ہے، بھی کہتے ہیں۔

☆☆☆

(ب) عبارت میں مذکور اعتراض و جواب کی تقریر:

تقریرِ سوال: ماتن نے علم کی مشہور تقسیم سے اعراض کیوں کیا؟ مشہور تقسیم یوں تھی "العلم اما تصور او تصدیق ." جبکہ ماتن نے علم کی تقسیم اس طرح کی ہے "العلم اما تصور ساذج او تصدیق ."

تقریرِ جواب: ماتن نے علم کی مشہور تقسیم سے عدول اس لیے کیا کہ مشہور تقسیم پر دو اعتراض وارد ہوتے تھے، تو ان اعتراضوں سے بچنے کے لیے ماتن نے مشہور تقسیم سے اعراض کیا اور ایک نئی تقسیم ایجاد کی۔

(ج) تصور برسمہ: تصور برسمہ سے مراد خاص تعریف ہے جو شیء کے خاصہ پر مشتمل ہو۔

سوال نمبر 6:- (الف) قطبی کی روشنی میں جنس اور اس کی اقسام کی تعریفات مع مثال سپردِ قلم کریں؟

(ب) تصور بشرط شیء بشرط لا شیء اور لا بشرط شیء کی مثال کے ذریعے توضیح کریں؟

(الف) جنس کی تعریف: جنس وہ کلی ہے جو مختلفۃ الحقائق کثیرین پر مَا هُو کے جواب میں محمول ہو جیسے حیوان انسان کے لیے جنس ہے۔

جنس کی اقسام: جنس کی دو قسمیں ہیں: جنس قریب اور جنس بعید۔

جنس قریب کی تعریف: جنس قریب وہ جنس ہے کہ اس ماہیت کو بعض مشارکات سے ملا کر مَا هُو کے ذریعے سوال کریں تو جواب میں وہ جنس آئے اور جب دوسرے مشارکات کے ساتھ ملا کر مَا هُو کے ذریعے سوال کریں تو پھر بھی جواب میں وہی جنس آئے مثلاً حیوان انسان کے لیے جنس ہے۔ اب انسان کو فرس سے ملا کر مَا هُو کے ذریعے سوال کریں اور یوں کہیں الانسان والفرس ما هما؟ تو جواب میں حیوان آئے گا۔ اگر اسی ماہیت یعنی انسان کو دوسرے کے ساتھ مَا هُو کے ذریعے سوال کریں اور یوں کہیں الانسان الغنم ما هما؟ تو جواب پھر بھی حیوان آیا پس معلوم ہوا کہ حیوان انسان کی جنس قریب ہے۔

جنس بعید کی تعریف: جنس بعید وہ جنس ہے کہ جب کسی ماہیت کو بعض مشارکات کے ساتھ ملا کر مَا هُو کے ذریعے سوال کریں تو جواب وہ جنس آئے لیکن جب اس ماہیت کو دوسرے مشارکات سے ملا کر مَا هُو کے ذریعے سوال کریں تو جواب میں وہی جنس نہ آئے بلکہ کوئی اور جنس آئے جیسے جسم نامی انسان کی جنس بعید ہے، کیونکہ انسان کو جب شجر کے ساتھ ملا کر سوال کریں اور یوں کہیں "الانسان والشجر ما هما؟" تو جواب میں جسم نامی آئے گا۔ لیکن جب انسان کو شجر کے علاوہ کسی ماہیت مثلاً غنم، بقر اور فرس وغیرہ کے ساتھ ملا کر مَا هُو کے ذریعے سوال کریں تو جواب حیوان آئے گا جسم نامی نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ جسم نامی انسان کے لیے جنس بعید ہے۔

(ب) بشرط شیء، بشرط لا شیء اور لا بشرط شیء کی وضاحت:

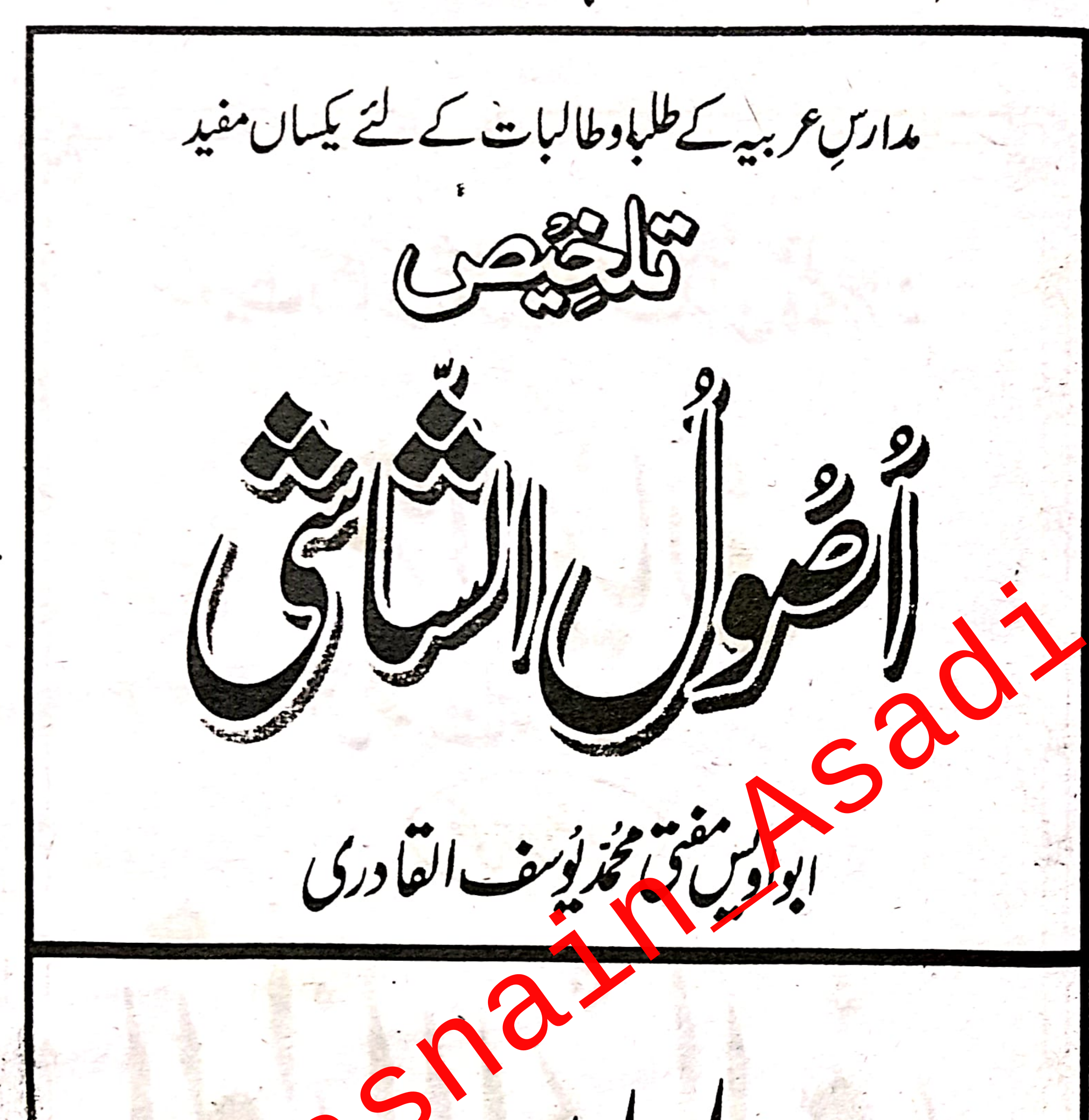
کائنات میں موجودہ اشیاء کے تصور کرنے کی تین حیثیتیں ہیں:

۱۔ بشرط شیء: کسی شیء کا اس طرح تصور کرنا کہ اس میں کسی قید کے ہونے کا اعتبار کیا جائے اسے تصدیق کہتے ہیں جیسے زید کاتب۔

۲۔ بشرط لا شیء: کسی چیز کا تصور اس طرح کیا جائے کہ اس میں کسی قید کے عدم اور نہ ہونے کا لحاظ کیا جائے، اسی کو تصور ساذج کہتے ہیں جو تصدیق کا قسیم اور مد مقابل ہے' اس کی مثال جیسے انسان کا تصور۔

۳۔ لا بشرط شیء: کسی چیز کا تصور اس طرح کیا جائے کہ اس میں کسی چیز کے ہونے یا نہ ہونے کا لحاظ نہ کیا جائے یہی تصور منطقی ہے جو علم کا مترادف اور مقسم کا درجہ رکھتا ہے۔ اسے حضور ذہنی جو کہ علم ہے، بھی کہتے ہیں۔

☆☆☆



عِلمُ التّجوید

زینتُ القراء حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب